آسان اور مکمّل

قواعد النحو

مولانا ندیم الواجدی

دار الکتاب دیوبند

آسان اور مکمل

قواعد النحو

مولانا ندیم الواجدی

دار الکتاب دیوبند

تفصیلات

نام کتاب.................: آسان اور مکمل: قواعد النحو

نام مصنف.................: مولانا ندیم الواجدی

طبع اوّل...................: جنوری ۲۰۲۴ء

صفحات......................: ۲۶۴

کمپیوٹر کتابت ....: محمد مستقیم سالک قاسمی مدھوبنی

یاسر ندیم کمپیوٹرس دیوبند

مطبع........................: یاسر ندیم آفسیٹ پریس دیوبند

باہتمام.....................: واصف حسین مالک دارالکتاب دیوبند

—— ناشر ——

دارالکتاب دیوبند

DARUL KITAB

DEOBAND- 247554 U-P

9412557658 - 9997520332

nadimulwajidi@gmail.com

(فہــــرست مضامین)

پیش لفظ

اردو زبان میں عربی نحو وصرف کی کتابوں کی کمی نہیں ہے، ہر کتاب طلبہ کے مزاج اور ان کی صلاحیتوں کو سامنے رکھ کر لکھی گئی ہے، ہر لکھنے والے کا انداز جداگانہ ہے، جو بات تمام مصنفین میں مشترک ہے وہ نحو وصرف کے قواعد کو آسان سے آسان تر انداز میں سمجھانے کا جذبہ ہے، آج سے چالیس پچاس سال پہلے میں نے "معلم العربیہ" لکھی تھی، اس کے تین حصے ہیں، تینوں حصے چھپ چکے ہیں، اور اللہ تعالیٰ نے انہیں قبولیت بھی عطا کی ہے، بہت سے مدرسوں میں پڑھائی جاتی ہے، خاص طور پر طالبات کے مدارس میں؛ میں نے اسے بہت ہی آسان اور سہل انداز میں لکھنے کی کوشش کی تھی، مگر میں اس میں صرف ونحو کے تمام قواعد کا احاطہ نہ کرسکا تھا، اب اتنے سال گزرنے کے بعد خیال ہوا کہ نحو وصرف کے قواعد پر مشتمل دو کتابیں الگ الگ لکھ دی جائیں، دل میں یہ خیال پیدا ہوا تو میں نے نحو وصرف کی تمام دستیاب کتابیں جمع کرلیں، انہیں دیکھا، پڑھا، میں نہیں کہتا کہ ان میں کوئی کمی ہے، کوئی نقص ہے، سب اچھی ہیں، اور لکھنے والوں نے خلوص اور محنت سے لکھی ہیں، میں نے ان کتابوں سے کچھ مختلف انداز میں لکھنے کی کوشش کی ہے اور ان امور کو مد نظر رکھا ہے:

۱- زبان نہایت آسان ہے تاکہ چھوٹے بچے بھی ان کو پڑھ سکیں۔

۲- ایک سبق ایک ہی موضوع پر ہے، اور اس میں موضوع سے متعلق تمام ضروری قواعد کا احاطہ کیا گیا ہے۔

۳- ہر قاعدے کی مثال دی گئی ہے، اور اس مثال پر اس قاعدے کو منطبق کیا گیا ہے۔

۴- ہر اصطلاح اُردو کے ساتھ ساتھ عربی میں بھی لکھی گئی ہے، تاکہ طالب علم کسی بھی نحوی اصطلاح کو اُردو ہی میں نہیں بلکہ عربی میں بھی پڑھے اور یاد کرے، تمام اصطلاحات پر اعراب دینے کا بھی اہتمام کیا گیا ہے۔

۵- الفاظ کا ترجمہ ساتھ ساتھ دیا گیا ہے، تاکہ طالب علم کے پاس الفاظ کا ذخیرہ بڑھے،

[illegible] گئے ہیں۔

[illegible] سوالات لکھے گئے ہیں، ان سوالات میں پورے [illegible] تمرین کے آخر میں سبق کی مناسبت سے عربی جملے دیے گئے ہیں، ان میں قرآنی آیات لانے کا بھی اہتمام کیا گیا ہے، ہر جملے کا بامحاورہ اردو ترجمہ [illegible] دیا گیا ہے، یہ جملے یاد کرنے اور سمجھنے کے لئے ہیں، پڑھانے والے ان جملوں سے بہت سے جملے بولنے اور لکھنے کی مشق کرا سکتے ہیں، اور پڑھتے ہوئے قواعد کا اجرا بھی کرا سکتے ہیں، جملوں میں نئے الفاظ اور نئی تعبیرات لائی گئی ہیں، اس طرح طالب علم کے پاس بہت سے نئے الفاظ بھی جمع ہو جاتے ہیں، اور نئی نئی تعبیرات بھی اس کے سامنے آجاتی ہیں۔

۷-کوشش کی گئی ہے کہ کتاب میں تمام ضروری قواعد آجائیں۔

پیش نظر کتاب نحو کے قواعد پر مشتمل ہے، اس کا نام "آسان اور مکمل: قواعد النحو" رکھا گیا ہے، معلوم نہیں کتاب کا نام اس کے مندرجات پر صادق آرہا ہے یا نہیں، ظاہر ہے اس کا فیصلہ پڑھنے والے کریں گے، میں امید کرتا ہوں کہ یہ کتاب سال اول اور سال دوم کے طلبہ وطالبات کے لئے مفید رہے گی، ان شاء اللہ، مگر کوئی بھی ایسی کتاب اسی وقت صحیح طور پر فائدہ پہنچا سکتی ہے جب اس کے پڑھانے والے محنت اور توجہ سے پڑھائیں، مشق وتمرین پر خاص طور پر دھیان دیں، کتاب ختم کرانا ان کا مقصد نہ ہو، بلکہ قواعد سمجھانا، یاد کرانا، مثالوں کے ذریعے ان کو دل ودماغ میں اتارنا مقصود ہو، اللہ کرے یہ کتاب قبولیت حاصل کرے، طالبان دین کو نفع پہنچائے اور مصنف کے لیے ذخیرۂ آخرت قرار پائے۔ وماتوفیقی الاباللہ

ندیم الواجدی
دار الکتاب دیوبند
۲۳/ جنوری ۲۰۲۳ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الدرسُ الاولُ — پہلا سبق

عربی اور اردو کے حروف تہجی تقریباً برابر ہیں، اُردو میں ڈ، ڑ، گ، وغیرہ زیادہ ہیں، باقی سب حروف ایک جیسے ہیں، ان حروف سے مل کر کلمات یعنی الفاظ بنتے ہیں۔

حُرُوْفُ الْهِجَاءِ فِي الْعَرَبِيَّةِ عربی کے حروف تہجی

۱	الف	ا
۲	بَاءٌ	ب
۳	تَاءٌ	ت
۴	ثَاءٌ	ث
۵	جِيْمٌ	ج
۶	حَاءٌ	ح
۷	خَاءٌ	خ
۸	دَالٌ	د
۹	ذَالٌ	ذ
۱۰	رَاءٌ	ر
۱۱	زَاءٌ	ز
۱۲	سِيْنٌ	س

۱۳	شِيْنٌ	ش
۱۴	صَادٌ	ص
۱۵	ضَادٌ	ض
۱۶	طَاءٌ	ط
۱۷	ظَاءٌ	ظ
۱۸	عَيْنٌ	ع
۱۹	غَيْنٌ	غ
۲۰	فَاءٌ	ف
۲۱	قَافٌ	ق
۲۲	كَافٌ	ک
۲۳	لَامٌ	ل
۲۴	مِيْمٌ	م
۲۵	نُوْنٌ	ن
۲۶	وَاوٌ	و
۲۷	هَاءٌ	ہ
۲۸	هَمْزَةٌ	ء
۲۹	يَاءٌ	ی

یہ کل انیتس حروف ہیں، ان میں سے کچھ قمری حروف کہلاتے ہیں اور کچھ شمسی، ان دونوں میں فرق کیا ہے، اس کی تفصیل سبق (٦) میں آئے گی، فی الحال تو آپ دونوں طرح کے حروف کو ذہن نشین کرلیں۔

اَلْحُرُوْفُ الْقَمْرِيَّةُ: ا، ب، ج، ح، خ، ع، غ، ف، ق، ك، م، ه، و، ي.

اَلْحُرُوْفُ الشَّمْسِيَّةُ: ت، ث، د، ذ، ر، ز، س، ش، ص، ض، ط، ظ، ل، ن.

تَمْرِيْنَاتٌ — مشقیں

۱ - حروفِ تہجی کن حروف کو کہتے ہیں؟
۲ - عربی کے حروفِ تہجی کتنے ہیں؟
۳ - عربی کے حروفِ تہجی یاد کریں اور اپنے استاذ کو سنائیں۔
۴ - اُردو کے حروف تہجی میں کون سے حروف زیادہ ہیں؟
۵ - حروف قمری کون سے ہیں، اور حروف شمسی کون سے ہیں؟

الدرسُ الثاني — دوسرا سبق

بعض ضروری اصطلاحات اور تعریفات

علم نحو کی تعریف اور فائدہ: جو کتاب آپ پڑھ رہے ہیں وہ علم نحو کی کتاب ہے، یہ ایک فن ہے جس کے ذریعے زبانوں کو صحیح طریقے سے بولا، پڑھا اور سمجھا جاتا ہے، اس کے ذریعے الفاظ کو ایک دوسرے سے جوڑنے کا طریقہ معلوم ہوتا ہے، اور جو لفظ ایک دوسرے کے ساتھ جوڑے اور ملائے جاتے ہیں ان کے آخری حرف کی حالت

بھی معلوم ہوتی ہے کہ اس پر کیا اعراب ہے، یعنی اس لفظ کے آخری حرف پر پیش ہے، یا زبر ہے، یا زیر ہے، یا دو پیش ہیں، دو زبر ہیں، دو زیر ہیں، وغیرہ وغیرہ، اس علم کا فائدہ یہ ہے کہ پڑھنے والا زبان کی غلطیوں سے محفوظ رہتا ہے یعنی نہ وہ غلط لکھتا ہے، نہ غلط پڑھتا ہے اور نہ غلط بولتا ہے۔

بعض ضروری اصطلاحات:

آگے بڑھنے سے پہلے کچھ ضروری اصطلاحات سمجھ لیجئے اور انہیں یاد بھی کر لیجئے۔

۱- اَلْكَلِمَةُ: کلمہ بامعنی لفظ کو کہتے ہیں، نحو کی اصطلاح میں ایسے لفظ کو موضوع کہتے ہیں، جیسے رَجُلٌ آدمی، جو کلمہ بامعنی نہ ہو اسے مہمل کہتے ہیں جیسے لَجْرٌ (رجل کا الٹا) اس کے کوئی معنی نہیں ہیں۔

اَلْحَرَكَاتُ: زبر (ــَـ) زیر (ــِـ) پیش (ــُـ) کو عربی میں اَلْحَرَكَاتُ کہتے ہیں، زبر کو اَلْفَتْحَةُ، زیر کو اَلْكَسْرَةُ، اور پیش کو اَلضَّمَّةُ، کہا جاتا ہے، اور جس پر ان تینوں میں سے کوئی حرکت نہ ہو اس پر جزم (ــْـ) آتا ہے، جیسے: مَسْجِدٌ (ایک مسجد) اس لفظ میں م پر زبر ہے، س پر جزم ہے، ج پر زیر ہے اور دال پر پیش ہے۔

اَلْـمَفْتُوْحُ: جس حرف پر فتحہ ہو وہ مَفْتُوْحٌ کہلاتا ہے، جیسے زَهْرَةٌ (ایک پھول) میں حرفِ ز مفتوح ہے۔

اَلْـمَكْسُوْرُ: جس حرف پر کسرہ ہو وہ مَكْسُوْرٌ کہلاتا ہے، جیسے: كِتَابٌ (کوئی کتاب) میں حرف ک مکسور ہے۔

اَلْـمَضْمُوْمُ: جس حرف پر ضمہ ہو وہ مَضْمُوْمٌ کہلاتا ہے، جیسے خُبْزٌ (ایک روٹی) میں حرف خ مضموم ہے۔

اَلتَّنْوِیْنُ: بعض دفعہ کسی لفظ پر دو زبر، دو زیر، دو پیش بھی آتے ہیں، ان میں سے ہر ایک کو تَنْوِیْن کہتے ہیں، جیسے بَیْتٌ (کوئی گھر) میں حرف: ت پر ضمہ کی تنوین ہے، غُرْفَةً (کمرہ) میں حرف: ت پر فتحہ کی تنوین ہے، جِدَارٍ (دیوار) میں حرف: ر پر کسرہ کی تنوین ہے۔

اَلْاَزْمِنَةُ الثَّلَاثَةُ: (تین زمانے) زمانے تین ہیں، اَلْمَاضِی گزرا ہوا زمانہ، اَلْحَالُ موجودہ زمانہ، اَلْمُسْتَقْبَلُ آنے والا زمانہ۔

تَمْرِیْنَاتٌ — مشقیں

۱ - با معنی لفظ کو کیا کہتے ہیں، اور بے معنی لفظ کو کیا کہا جاتا ہے؟

۲ - حرکات کس کو کہتے ہیں؟

۳ - تین حرکات کون کون سی ہیں؟

۴ - عربی میں زبر، زیر اور پیش کو کیا کہا جاتا ہے؟

۵ - جس حرف پر زبر آئے اسے کیا کہا جاتا ہے، جس پر زیر آئے اسے کیا کہتے ہیں اور جس پر پیش آئے اس کو کیا کہتے ہیں؟

۶ - دو زبر، دو زیر، دو پیش کو کیا کہتے ہیں؟

۷ - جس حرف پر نہ زبر ہو، نہ زیر ہو اور نہ پیش ہو اس پر کیا ہوتا ہے اور اس کو کس طرح لکھتے ہیں؟

۸ - عربی کے جو الفاظ آپ نے مثالوں میں پڑھے ہیں انہیں یاد کیجئے اور بتلایئے کہ کس لفظ کے کس حرف پر کون سی حرکت ہے؟

الدرسُ الثَّالِثُ — تیسرا سبق

اَلْكَلِمَةُ وَأَقْسَامُهَا کلمہ اور اس کی قسمیں

ہر زبان میں اصل کلمہ یعنی لفظ ہے، اسی کو جوڑنے یا ملانے سے زبان وجود میں آئی ہے، بات کہی جاتی ہے، اور بات سمجھی جاتی ہے، لکھنے میں بھی یہی بات ہے اور بولنے میں بھی ایسا ہی ہے، اسی لئے نحو کی ابتدا کلمے سے ہوتی ہے، اس سبق میں ہم یہ بتلائیں گے کہ کلمہ کیا ہے اور اس کی کتنی قسمیں ہیں؟

جیسا کہ پچھلے سبق میں بتلایا گیا کہ بامعنی لفظ کو کلمہ کہتے ہیں، اس کی تین قسمیں ہیں۔

اَلْاِسْمُ: اسم وہ کلمہ ہے جو اپنے معنی خود بتلائے یعنی جس کے معنی کسی دوسرے لفظ کو ملائے بغیر سمجھ میں آجائیں اور اس میں تینوں زمانوں میں سے کوئی زمانہ بھی نہ پایا جائے، جیسے اَلشَّمْسُ (سورج) اَلْمُعَلِّمُ (استاذ) الطَّالِبُ (طالب علم) اَلْمَدْرَسَةُ (مدرسہ) اَلْبَقَرَةُ (گائے) اَلْهِنْدُ (ہندوستان) دِيُوبَنْد (دیوبند) اَلشُّجَاعَةُ (بہادری) ان مثالوں سے معلوم ہوا کہ جو لفظ کسی انسان، کسی جانور، کسی ملک، شہر یا کسی بھی چیز / بات / وصف کے لئے بولا جائے یا لکھا جائے اور اس میں کوئی زمانہ نہ پایا جاتا ہو؛ وہ اسم ہے۔

اَلْفِعْلُ: وہ کلمہ ہے جس کے معنی دوسرے لفظ کو ملائے بغیر سمجھ میں آجائیں، اور اس میں تینوں زمانوں میں سے کوئی زمانہ بھی پایا جاتا ہو، گویا جس لفظ سے کسی ایک زمانے میں کسی کام کا کرنا یا ہونا معلوم ہو وہ فعل کہلاتا ہے، جیسے: قَرَأَ (اس نے پڑھا) يَذْهَبُ (وہ جارہا ہے) أُكْتُبْ (لکھ) پہلے لفظ میں ماضی، دوسرے میں مستقبل اور تیسرے میں

حال پایا جارہا ہے، اور تینوں کے معنی بغیر دوسرے لفظ کے ملائے سمجھ میں آرہے ہیں۔

اَلْحَرْفُ: یہ وہ کلمہ ہے جس کے معنی اسم یا فعل کے ساتھ ملے بغیر سمجھ میں نہ آئیں جیسے مِنْ (سے) إِلَی (تک) عَلٰی (پر، اوپر) فِيْ (میں)، زیادہ وضاحت کے لیے یہ مثالیں دیکھئے مِنَ الْبَیْتِ (گھر سے) إِلَی الْمَدْرَسَةِ (مدرسہ تک) فِی الْغُرْفَةِ (کمرے میں) عَلَی الْجِدَارِ (دیوار پر) خَالِدٌ یَذْهَبُ مِنَ الْبَیْتِ إِلَی الْمَسْجِدِ (خالد گھر سے مسجد جارہا ہے)۔

ان مثالوں سے معلوم ہوا کہ بغیر دوسرے کلمے کے ملائے حرف کے معنی پوری طرح سمجھ میں نہیں آتے۔

تَمْرِیْنَاتٌ — مشقیں

۱- کلمے کی کتنی قسمیں ہیں؟

۲- اسم کی تعریف کریں، اور مثالیں بھی دیں۔

۳- فعل کسے کہتے ہیں؟ مثال دے کر سمجھائیں۔

۴- حرف کی کیا تعریف ہے؟ اس کی مثال بھی دیں۔

الدرسُ الرَّابِعُ — چوتھا سبق

اَلْمَعْرِفَةُ وَالنَّکِرَةُ معرفہ اور نکرہ

عربی میں اسم کو مختلف طریقوں پر استعمال کیا جاتا ہے، اور ان مختلف طریقوں کے مطابق اس کی تقسیم بھی کی جاتی ہے، چناں چہ کسی چیز کو متعین کرنے یا متعین نہ کرنے کے لحاظ سے اسم کی دو قسمیں ہیں:

اَلْـمَعْرِفَةُ معرفہ: وہ اسم ہے جو کسی خاص اور متعین چیز کو بتلائے، جیسے اَلْكِتَابُ (کتاب) اَلْكُرَّاسَةُ (کاپی) اَلْقَلَمُ (قلم) اَلْوَرْدَةُ (گلاب کا پھول) شَاهِدٌ (کسی خاص آدمی کا نام) دِلْهِيْ (شہر کا نام) مِصْر (ملک کا نام)

اَلنَّكِرَةُ: نکرہ؛ وہ اسم ہے جو کسی معین اور مخصوص چیز کو نہ بتلائے، بلکہ وہ عام شخص یا عام جگہ یا عام چیز کے لئے بولا جائے، جیسے: إِمْرَأَةٌ (کوئی عورت) طِفْلٌ (کوئی بچہ) بَلَدٌ (کوئی شہر) بِنْتٌ (کوئی لڑکی) نکرہ کا ترجمہ عام طور پر کوئی، ایک، چند، یا کچھ لگا کر کیا جاتا ہے، معرفہ کا ترجمہ کرتے وقت کوئی یا ایک وغیرہ لگانے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ مطلقا کیا جاتا ہے جیسا کہ آپ نے مثالوں میں دیکھا ہے۔

تَمْرِيْنَاتٌ — مشقیں

۱- معرفہ کی تعریف کریں اور کم از کم تین مثالیں لکھیں۔

۲- نکرہ کی تعریف کریں اور کم از کم تین مثالیں لکھیں۔

۳- نیچے لکھے ہوئے الفاظ یاد کریں، ان کے معنی بھی یاد کریں، یہ بھی بتلائیں کہ ان میں سے کون سا لفظ نکرہ ہے اور کون سا لفظ معرفہ ہے؟

اَلْأُمُّ (ماں) الأَبُ (باپ) بَابٌ (ایک دروازہ) شُبَّاكٌ (ایک کھڑکی) اَلْأُخْتُ (بہن) اَلأَخُ (بھائی) اَلجَدُّ (دادا) دَارٌ (کوئی گھر) مَكْتَبٌ (ایک میز) اَلجَدَّةُ (دادی) اَلْعَمُّ (چچا) سَاعَةٌ (کوئی گھڑی) اَلعَمَّةُ (چچی) اَلْخَالُ (ماموں)۔

الدرسُ الْخَامِسُ — پانچواں سبق

أَقْسَامُ إِسْمِ الْـمَعْرِفَةِ اسم معرفہ کی قسمیں

جیسا کہ پچھلے سبق میں بتلایا گیا کہ معرفہ وہ اسم ہے جو کسی متعین اور مخصوص شخص، جگہ یا چیز پر دلالت کرے، معرفہ کی سات قسمیں ہیں۔

۱- عَلم: کسی شخص، جگہ، شہر وغیرہ کے نام کو عَلم کہا جاتا ہے، جیسے: رَاشِدٌ، زَيْنَبُ، لكناؤ، أمريكا.

۲- ضمیر: وہ اسم ہے جو مخاطب، متکلم یا غائب کو بتلاتا ہو، جیسے: أَنَا (میں) متکلم کے لئے، أَنْتَ (تو) مخاطب کے لئے، هُوَ (وہ) غائب کے لئے وغیرہ۔

۳- إِسْمُ الْإِشَارَةِ: وہ اسم ہے جس سے کسی چیز کی طرف اشارہ کیا جائے، جیسے: هٰذَا (یہ) ذٰلِكَ (وہ) وغیرہ۔

۴- اَلْإِسْمُ الْـمَوْصُوْلُ: وہ اسم ہے جو اپنے بعد والے جملے (صلے) کے بغیر ادھورا ہو، جیسے اَلَّذِيْ (جو) اَلَّتِيْ (جو) وغیرہ۔

۵- اَلْـمُعَرَّفُ بِاللَّامِ: کسی نکرہ کو معرفہ بنانے کے لئے اس پر الف لام داخل کیا جاتا ہے، اسے معرف باللام کہتے ہیں، جیسے: كِتَابٌ (کوئی کتاب) پر الف لام لگائیں اَلْكِتَابُ (کتاب) رَجُلٌ (کوئی شخص) پر الف لام لگائیں اَلرَّجُلُ (شخص)۔

۶- اَلْـمُضَافُ إِلَى الْـمَعْرِفَةِ: وہ اسم بھی معرفہ کہلائے گا جو ان پانچوں میں سے کسی ایک کی طرف مضاف ہو، جیسے: قَلَمُ رَاشِدٍ (راشد کا قلم) اس میں قَلَمُ

معرفہ ہو گا، کِتَابُهُ (اس کی کتاب) اس میں کتابُ معرفہ ہے، كُرَّاسَةُ هٰذَا الرَّجُل (اس آدمی کی کاپی) اس میں كُرَّاسَةُ معرفہ ہے کیوں کہ ان تینوں کی اضافت معرفہ کی طرف ہو رہی ہے۔

۷- اَلْمُعَرَّفُ بِالنِّدَاءِ: حرف نداء کے بعد جو اسم آئے وہ بھی معرفہ کہلاتا ہے، جیسے: یَارَجُلُ (اے شخص)

معرفہ کی ان تمام قسموں کا بیان اپنی اپنی جگہ پر آئے گا، فی الحال آپ کو یہ یاد رکھنا ہے کہ معرفہ کی سات قسمیں ہیں، ان قسموں کے نام بھی یاد رکھئے، اور ایک ایک مثال بھی ذہن میں رکھئے، نکرہ کی کوئی قسم نہیں ہے۔

تَمْرِيْنَاتٌ — مشقیں

معرفہ کسے کہتے ہیں؟ (۱) معرفہ کی کتنی قسمیں ہیں؟ (۳) ہر قسم کی تعریف کریں، اور کم از کم ایک مثال دے کر ثابت کریں کہ آپ نے یہ سبق سمجھ کر پڑھا ہے۔

اَلدَّرسُ السَّادِسُ — چھٹا سبق

اَلْعَلَمُ وَالْمُعَرَّفُ بِاللَّام علم اور معرف باللام

معرفہ کی سات قسمیں بتلائی گئی ہیں، اس سبق میں دو قسموں کی وضاحت کی جاتی ہیں، باقی قسمیں آنے والے اسباق میں بیان کی جائیں گی۔

اَلْعَلَمُ: جیسا کہ بتلایا گیا کہ افراد و اشخاص، مقامات، شہروں اور ملکوں وغیرہ کے تمام نام عَلَم کہلاتے ہیں اور عَلَم ہونے کی وجہ سے معرفہ ہوتے ہیں۔

اَلْمُعَرَّفُ بِاللَّام: وہ اسم ہے جس پر اَلْ داخل کر کے معرفہ بنایا گیا ہو، جیسے

زَهْرَةٌ (کوئی پھول) نکرہ ہے، اس کو معرفہ بنانا ہو تو اس پر اَلْ داخل کریں گے اور پڑھیں گے اَلزَّهْرَةُ (پھول) مَكْتَبٌ (ایک میز) اَلْـمَكْتَبُ (میز) سَاعَةٌ (کوئی گھڑی) اَلسَّاعَةُ (گھڑی)

پہلے سبق میں آپ نے پڑھا ہے کہ عربی کے بعض حروف قمری ہیں، اور بعض شمسی ہیں، دونوں طرح کے حروف میں فرق یہ ہے کہ اگر کسی لفظ کے شروع میں قمری حرف ہے، اور اس پر ال داخل کیا جائے تو شروع والے حرف کی آواز نکلے گی اور اگر کسی لفظ کے شروع میں شمسی حرف ہے اور اس پر اَلْ داخل کیا جائے تو اَلْ کی آواز نکلے گی، اوپر جو تین لفظ لکھے گئے ہیں، ان میں دو قمری حروف سے شروع ہو رہے ہیں، زَهْرَةٌ، سَاعَةٌ ان پر اَلْ داخل کرنے سے ل کی آواز نہیں نکلے گی، بلکہ زَهْرَةٌ میں ز کی آواز نکلے گی، اَلزَّهْرَةُ اور سَاعَةٌ میں س کی آواز نکلے گی، اَلسَّاعَةُ - مَكْتَبٌ میں م شمسی حرف ہے، اس پر اَلْ داخل کرنے سے لام کی آواز نکلے گی، جیسے: اَلْـمَكْتَبُ.

تَمْرِينَاتٌ — مشقیں

۱- عَلَم کسے کہتے ہیں، کیا یہ بھی معرفہ ہے؟

۲- معرف باللام کا کیا مطلب ہے؟

۳- کسی اسم کو معرفہ بنانا ہو تو اس پر کیا داخل کرتے ہیں؟

۴- حروف شمسی اور حروف قمری زبانی بتلائیں۔

۵- حروف شمسی سے شروع ہونے والے الفاظ پر اَلْ داخل کرنے سے کس حرف کی آواز نکلے گی؟

۶- حروف قمری سے شروع ہونے والے الفاظ پر اَلْ داخل کرنے سے کس حرف

کی آواز نکلے گی۔

۷- مندرجہ ذیل الفاظ پر اَلْ داخل کریں اور ان کو پڑھ کر سنائیں، ان کے معنی بھی یاد کریں۔

سَيَّارَةٌ (کار) قَمِيصٌ (کرتا) مَنَارَةٌ (مینار) حَقِيبَةٌ (بیگ) صَفْحَةٌ (صفحہ) تَاجِرٌ (تاجر) مُهَنْدِسٌ (انجینئر) دَرْسٌ (سبق) مَاءٌ (پانی) تِلْفَازٌ (ٹی وی) جَامِعَةٌ (یونی ورسٹی) شَارِعٌ (سڑک)

۸-مندرجہ ذیل اسماء میں علم متعین کریں:

هَاشِمٌ (ہاشم) أُسْتَاذٌ (استاذ) زَمِيلٌ (ہم سبق) اَلْيَابَانُ (جاپان) مُعْجَمٌ (ڈکشنری، لغت) يُوْسُفُ (یوسف) إِبْرَاهِيْمُ (ابراہیم) اَلرِّيَاضُ (ریاض) اَلْقَاهِرَةُ (قاہرہ) وَاشِنْطَنْ (واشنگٹن) مَكَّةُ (مکہ)

الدرسُ السَّابِعُ —— ساتواں سبق

اَلْمُذَكَّرُ وَالْمُؤَنَّثُ مذکر اور مونث

اسم کی پہلی تقسیم معرفہ اور نکرہ کی شکل میں سامنے آئی، یہ دوسری تقسیم ہے، یعنی مذکر اور مونث، یہ گویا اسم کی جنس کے اعتبار سے تقسیم ہے۔

اَلْمُذَكَّرُ: وہ اسم ہے جو مذکر کے لئے بولا جاتا ہے، وہ اسم بھی مذکر کہلاتا ہے جس میں مونث ہونے کی کوئی علامت نہ ہو، پہلے کی مثال جیسے اَلْوَلَدُ (لڑکا) اَلِابْنُ (بیٹا) اَلْأَخُ (بھائی) دوسرے کی مثال جیسے اَلْفَصْلُ (درس گاہ) اَلْقَلَمُ (قلم) اَلْقُرْآنُ (قرآن) النَّهْرُ (نہر)۔

اَلْمُؤَنَّثُ: اس میں تھوڑی تفصیل ہے، دھیان سے پڑھیں اور ذہن میں محفوظ کرلیں۔

۱- وہ تمام الفاظ مؤنث کہلاتے ہیں جن کے آخر میں مؤنث ہونے کی علامت ہو، علامتِ تانیث گول تاء (ۃ) ہے، جیسے اَلْمَرْأَۃُ (عورت) اَلنَّاقَۃُ (اونٹنی) اَلْمُعَلِّمَۃُ (استانی) اَلطَّالِبَۃُ (طالبہ) اَلسَّاعَۃُ (گھڑی) اَلْغُرْفَۃُ (کمرہ) اَلْمُتَزَوِّجَۃُ (شادی شدہ خاتون) اَلرَّخِیْصَۃُ (سستی) اَلْغَالِیَۃُ (مہنگی)

۲-وہ تمام الفاظ مؤنث کہلائیں گے جن کے آخر میں الف مقصورہ ہو، عربی میں الف مقصورہ اس الف کو کہتے ہیں جس کے بعد ہمزہ نہ ہو، مگر کچھ کھینچ کر پڑھا جائے، الف مقصورہ کو اس طرح لکھا جاتا ہے یٰ، الف مقصورہ والے الفاظ کی مثال جیسے: صُغْرٰی (چھوٹی) کُبْرٰی (بڑی) حُسْنٰی (بہت خوب صورت)

۳-وہ تمام الفاظ بھی مؤنث ہوں گے جن کے آخر میں الف ممدودہ ہو، الف ممدودہ وہ الف ہے جس کے بعد ہمزہ ہو، اور وہ کھینچ کر پڑھا جاتا ہو، جیسے: صَحْرَاءُ (ریگستان، مجازاً جنگل) بَیْضَاءُ (سفید) زَھْرَاءُ (روشن، چمک دار) حَسْنَاءُ (خوب صورت)۔

۴-وہ تمام الفاظ بھی مؤنث ہوں گے جو خاص مؤنث کے لئے بنائے گئے ہوں اور ان کے لئے استعمال ہوتے ہوں جیسے مَرْیَمُ (نام) سُعَادُ (نام) زَیْنَبُ (نام) حَائِضٌ (حائضہ عورت) حَامِلٌ (حاملہ عورت) عُرُوْسٌ (دلہن)۔

۵-ایسے اسماء بھی ہیں جن میں تانیث کی کوئی علامت نہیں پائی جاتی مگر انہیں اہل عرب مؤنث بولتے اور لکھتے ہیں، ایسے تمام الفاظ مؤنث سماعی کہلاتے ہیں، اور اس سے پہلے والے جو چار طرح کے الفاظ ہیں وہ مؤنث حقیقی کہلاتے ہیں، مؤنث سماعی بھی کئی

طرح کے ہیں۔

۱- ملکوں، شہروں اور قبیلوں کے نام، جیسے:

اَلْجَزَائِرُ (جزائر) مُرَاكِش (مراکش) مِصْر (مصر) نِيُوْ يَوْرك (نیویارک)
اَلْبَحْرَيْن (بحرین) قُرَيْشٌ (قبیلہ قریش) حَيْدَرْآباد (حیدر آباد)

۲- انسانی جسم کے بعض وہ اعضاء بھی مؤنث سماعی ہیں جو جوڑوں کی صورت میں ہیں یا دو سے زیادہ ہیں، جیسے:

عَيْنٌ (آنکھ) اُذُنٌ (کان) اَلسَّاقُ (پنڈلی) اَلْفَخِذُ (ران) اَلْيَدُ (ہاتھ)
اَلْكَفُّ (ہتھیلی) اَلسِّنُّ (دانت) اَلرِّجْلُ (ٹانگ) اَلْقَدَمُ (پاؤں) اَلْوَرِكُ (کولہا)
اَلْإِصْبَعُ (انگلی) اَلذِّرَاعُ (بازو) وغیرہ۔

مگر یہ قاعدہ کلیہ نہیں ہے، یعنی ایسا نہیں ہے کہ انسان کے جو اعضاء جوڑوں کی شکل میں ہوں وہ ہمیشہ مؤنث ہوتے ہیں، بعض اعضاء جوڑوں کی شکل میں ہیں مگر ان کے نام مذکر ہیں، جیسے:

مِرْفَقٌ (کہنی) صُدْغٌ (کنپٹی) حَاجِبٌ (بھنویں) خَدٌّ (گال)

۳- بہت سے جانوروں کے نام بھی مؤنث سماعی ہیں، جیسے:

عَقْرَبٌ (بچھو) ثَعْلَبٌ (لومڑی) اَرْنَبٌ (خرگوش)

۴- بعض مظاہر قدرت بھی مؤنث سماعی ہیں، یعنی ان میں تانیث کی کوئی علامت نہیں ہے مگر عرب انہیں مؤنث بولتے اور لکھتے ہیں، جیسے:

اَلْأَرْضُ (زمین) اَلنَّارُ (آگ) اَلْعَيْنُ (چشمۂ آب) اَلشَّمْسُ (سورج)
الرِّيْحُ (ہوا) وغیرہ۔

۵- بعض الفاظ مذکر بھی بولے جاتے ہیں اور مؤنث بھی، جیسے: اَلطَّرِيْقُ (راستہ) اَلسَّبِيْلُ (راستہ) اَلْبَلَدُ (شہر) اَلسِّكِّيْنُ (چھری) السُّوْقُ (بازار) اَلرُّوْحُ (روح) اَلنَّفْسُ (نفس)

٦- بعض الفاظ نہ جسمانی اعضاء کے نام ہیں، نہ مظاہر قدرت میں سے ہیں، مگر پھر بھی اہلِ عرب انہیں مؤنث ہی استعمال کرتے ہیں، جیسے:

اَلْحَرْبُ (جنگ) اَلْخَمْرُ (شراب) اَلْفُلْكُ (کشتی) اَلدَّارُ (گھر) اَلْعَصَا (لاٹھی) اَلدَّلْوُ (ڈول) اَلْقَوْسُ (کمان) اَلْبِئْرُ (کنواں) الدِّرْعُ (زرہ) وغیرہ۔

بعض الفاظ دیکھنے میں مؤنث لگتے ہیں لیکن در حقیقت وہ مذکر پڑھے اور لکھے جاتے ہیں، جیسے:

اَلْخَلِيْفَةُ (خلیفہ) اَلْعَلَّامَةُ (بڑا عالم) أُسَامَةُ (نام) الدَّاعِيَّةُ (داعی)

یہ سبق پڑھ کر آپ زیادہ پریشان نہ ہوں، نہ الجھیں، بس یہ بات یاد رکھیں کہ مؤنث سماعی کا کوئی متعین قاعدہ نہیں ہے، کثرتِ مطالعہ سے آپ خود سمجھ لیں گے کہ کون سے الفاظ مؤنث سماعی ہیں، البتہ مؤنث حقیقی کے جو قاعدے ہیں انہیں ضرور یاد کرلیں۔

تَمْرِيْنَاتٌ — مشقیں

۱- اسم کی دوسری تقسیم کون سی ہے؟

۲- مذکر کسے کہتے ہیں۔ اور مؤنث کسے کہتے ہیں؟

۳- مؤنث کی علامتیں کون کون سی ہیں، ہر علامت کی مثال ضرور دیجئے؟

۴- مؤنث کی دو قسمیں کون کون سی ہیں؟

۵- مؤنث حقیقی کسے کہتے ہیں، مؤنث سماعی کسے کہتے ہیں، ہر ایک کی مثال ضرور دیں؟

۶- ذیل میں کچھ الفاظ لکھے جارہے ہیں، انہیں پڑھیں، انہیں معنی کے ساتھ یاد کریں، اور بتلائیں کہ یہ الفاظ مذکر ہیں یا مؤنث، اگر مؤنث ہیں تو مؤنث حقیقی ہیں یا مؤنث سماعی، مؤنث حقیقی ہیں تو ان میں مؤنث ہونے کی کیا علامت ہے، مؤنث سماعی ہیں تو ان کو بھی متعین کر کے بتلائیں۔

اَلْأَخُ، اَلْإِبْنُ، اَلْوَلَدُ، اَلْفَصْلُ، اَلْبِنْتُ، اَلنَّاقَةُ، اَلْـمُعَلِّمَةُ، سُعَادُ، عُرُوْسٌ، حُسْنَى، صَحْرَاءُ، بَيْضَاءُ، قُرَيْشٌ، مِصْرُ، عَيْنٌ، السَّاقُ، الرِّجْلُ، مِرْفَقٌ، حَاجِبٌ، اَرْنَبٌ، اَلْأَرْضُ، اَلنَّارُ، اَلطَّرِيْقُ، اَلْحَرْبُ، اَلْفَلْكُ، اَلْبِئْرُ، اَلرُّوْحُ، اَلنَّفْسُ.

الدرس الثَّامِنُ — آٹھواں سبق

اَلْـمُفْرَدُ وَالْـمُثَنَّى وَالْجَمْعُ

مفرد، تثنیہ اور جمع

یہ اسم کی تیسری تقسیم ہے، جس کا تعلق تعداد سے ہے، تعداد کے اعتبار سے اسم کی تین قسمیں ہیں، واحد، تثنیہ اور جمع۔

اَلْـمُفْرَدُ: (واحد) وہ اسم ہے جو ایک پر دلالت کرے یا ایک کو بتلائے، جیسے:

طَالِبٌ (ایک طالب علم) شَجَرَةٌ (ایک درخت) كِتَابٌ (ایک کتاب)

اَلْـمُثَنَّى: (تثنیہ) وہ اسم ہے جو دو چیزوں پر دلالت کرے یا دو کو بتلائے، جیسے:

طَالِبَانِ (دو طالب علم) شَجَرَتَانِ (دو درخت) كِتَابَانِ (دو کتابیں)

اَلْجَمْعُ: (جمع) وہ اسم ہے جو دو یا دو سے زیادہ چیزوں پر دلالت کرے یا دو سے زائد چیزوں کو بتلائے، اس کی مثال دینے سے پہلے اتنا اور سمجھ لینا چاہئے کہ جمع کی دو قسمیں ہیں۔

١- اَلْجَمْعُ الْمُكَسَّرُ (جمع مکسر یا جمع تکسیر) ٢- اَلْجَمْعُ السَّالِمُ (جمع سالم)

١- اَلْجَمْعُ الْمُكَسَّرُ: جمع مکسر وہ ہے جس میں مفرد اسم اپنے حال پر بر قرار نہیں رہتا، نحو کی کتابوں میں یہ بات اس طرح کہی جاتی ہے کہ جمع مکسر میں واحد کا وزن باقی نہیں رہتا یا واحد میں حروف کی جو ترتیب ہے وہ ختم ہو جاتی ہے، ٹوٹ جاتی ہے، اسی لئے اسے مکسّر کہتے ہیں یعنی ٹوٹا ہوا، مثال کے طور پر، طَالِبٌ اس کی جمع تکسیر طُلَّابٌ (چند طلبہ) شَجَرَةٌ اس کی جمع تکسیر اَشْجَارٌ (چند درخت) كِتَابٌ اس کی جمع تکسیر كُتُبٌ (چند کتابیں) ہے۔

عربی میں واحد کو جمع مکسر بنانے کا کوئی متعین قاعدہ نہیں ہے، کبھی لفظ میں ایک حرف زیادہ کرنے سے واحد کو جمع بنالیا جاتا ہے، جیسے بَيْتٌ کی جمع بُيُوْتٌ (کچھ گھر)

اور کبھی ایک سے زیادہ حروف بڑھا کر واحد کو جمع بنایا جاتا ہے، جیسے: طِفْلٌ سے اَطْفَالٌ (چند بچے) قَلَمٌ سے أَقْلَامٌ (کچھ قلم) شَجَرٌ سے أَشْجَارٌ (کچھ درخت)۔

اَلْجَمْعُ السَّالِمُ: جمع سالم وہ جمع ہے جس میں واحد کا وزن سلامت رہتا ہے یعنی اس کے حروف کی ترتیب بر قرار رہتی ہے، جو زیادتی ہوتی ہے وہ آخر میں ہوتی ہے، اس کی دو قسمیں ہیں۔

جَمْعُ الْمُذَكَّرِ السَّالِمُ (جمع مذکر سالم) جَمْعُ الْمُؤَنَّثِ السَّالِمُ (جمع مؤنث سالم)

جَمْعُ الْمُذَكَّرِ السَّالِمِ: جمع مذکر سالم بنانے کا قاعدہ یہ ہے کہ اسم کے آخر میں واؤ اور نون کا اضافہ کر دیا جائے، جیسے: عَاقِلٌ کی جمع عَاقِلُوْنَ (کچھ عقل مند لوگ)

یہاں یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیے کہ جمع مذکر سالم صرف مذکر عاقل کے لیے استعمال ہوتی ہے، درخت، پتھر وغیرہ کے لئے جو الفاظ ہیں ان کی جمع مذکر سالم نہیں بنتی ان کی جمع مکسر آتی ہے۔

جَمْعُ الْمُؤَنَّثِ السَّالِمِ: جمع مؤنث سالم بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ اسم کے آخر میں الف تا بڑھادی جائے اور پہلے سے جو گول ۃ ہے اس کو ہٹا دیا جائے، جیسے:

مُسْلِمَةٌ سے مُسْلِمَاتٌ (چند مسلمان عورتیں) مُعَلِّمَةٌ سے مُعَلِّمَاتٌ (چند استانیاں) عَاقِلَةٌ سے عَاقِلَاتٌ (چند عقل مند عورتیں)

یہاں یہ بات بھی ذہن میں بٹھالیں کہ جمع مؤنث سالم عاقل اور غیر عاقل دونوں کے لئے آتی ہے، عاقل کی مثالیں تو آپ نے دیکھیں، غیر عاقل کی مثال، جیسے:

شَجَرَةٌ سے شَجَرَاتٌ (چند درخت) كَلِمَةٌ سے كَلِمَاتٌ (چند کلمے)

تَمْرِيْنَاتٌ — مشقیں

۱- تعداد کے اعتبار سے اسم کی تقسیم کیجئے۔ ۲- مفرد، مثنیٰ اور جمع کی الگ الگ تعریف کریں۔ ۳- تثنیہ بنانے کا طریقہ لکھیں۔ ۴- جمع کی کتنی قسمیں ہیں؟ ۵- جمع مکسر کی تعریف کریں۔ ۶- جمع مذکر سالم کی تعریف کریں، اس کے بنانے کا قاعدہ لکھیں، اور کم از کم دو مثالیں پیش کریں۔ ۷- جمع مؤنث سالم کی تعریف کریں، اس کے بنانے کا قاعدہ لکھیں اور کم از کم دو مثالیں پیش کریں۔ ۸- ذیل میں کچھ الفاظ لکھے جا رہے ہیں، ان کی جمع بتلائیں، اور استاذ سے پوچھ کر معنی بھی یاد کریں۔

رَجُلٌ، بَيْتٌ، سَقْفٌ، خَشَبٌ، قَرْيَةٌ، تِلْمِيْذٌ، عَابِدٌ، صَالِحٌ، مُؤْمِنٌ، طَالِبَةٌ، صَادِقَةٌ، صَابِرَةٌ.

ذیل میں کچھ جمعیں لکھی جارہی ہیں، ہر لفظ کو پڑھ کر بتلائیں کہ یہ کون سی جمع ہے؟ نیز معنی بھی بتلائیں، اگر کسی لفظ کے معنی معلوم نہ ہوں تو استاذ سے پوچھ لیں۔

أَيْدِيْ، اَزْوَاجٌ، عُيُوْنٌ، كُرَّاسَاتٌ، نَائِمَاتٌ، فَاسِقُوْنَ، زُمَلَاءُ، سُفَهَاءُ، سَوَاعِدُ، شَاكِرُوْنَ.

الدرسُ التَّاسِعُ —— نواں سبق

اَلْـمُعْرَبُ وَالْـمَبْنِيُّ معرب اور مبنی

اسم کی ایک اور تقسیم مُعْرَب اور مَبْنِی کی صورت میں ہوتی ہے۔

اَلْـمُعْرَبُ: وہ اسم ہے جس کے آخری حرف میں تبدیلی ہوتی رہتی ہے، کبھی اس پر ضمہ آتا ہے، کبھی فتحہ، کبھی کسرہ، کبھی تنوین۔ یہ تبدیلی خود بہ خود پیدا نہیں ہوتی بلکہ کوئی ایسی چیز ہوتی ہے جو اسم میں یہ تبدیلی لاتی ہے، اسے عامل کہتے ہیں، اور جو تبدیلی پیدا ہوتی ہے، اسے اعراب کہتے ہیں، یہاں ہم ایک مثال پیش کرتے ہیں، اسے دیکھیں اور عامل کے بدلنے سے جو تبدیلی لفظ میں پیدا ہوئی ہے اس پر غور کریں۔

۱- اَلْكِتَابُ مُفِيْدٌ — کتاب مفید ہے۔

۲- قَرَأْتُ الْكِتَابَ — میں نے کتاب پڑھی۔

۳- بَحَثْتُ عَنِ الْكِتَابِ — میں نے کتاب تلاش کی۔

تینوں جملوں میں ایک لفظ آیا ہے اَلْكِتَابُ مگر تینوں جملوں میں اَلْكِتَاب کے آخری حرف: ب پر الگ الگ اعراب و حرکات ہیں، پہلے جملے میں ضمہ (پیش) ہے،

دوسرے میں (زبر) فتحہ ہے، تیسرے میں کسرہ یا (زیر) ہے۔ اعراب کی یہ تبدیلی کس وجہ سے ہوتی ہے اس کی تفصیل آئندہ اسباق میں آہستہ آہستہ سامنے آئے گی، فی الحال اتنا سمجھ لینا چاہئے کہ جس لفظ کے آخری حرف پر ضمہ یا رفع آئے اسے مضموم یا مرفوع کہتے ہیں، جس پر فتحہ یا نصب آئے اسے مفتوح یا منصوب کہتے ہیں جس پر کسرہ یا جر آئے اسے مکسور یا مجرور کہتے ہیں۔

اَلْـمَبْنِيُّ: مبنی اس لفظ کو کہتے جس کی حالت عامل کے بدلنے سے تبدیل نہیں ہوتی، بلکہ وہ ہمیشہ ایک ہی حالت پر رہتا ہے، مثال کے طور پر:

هَذَا الْكِتَابُ (یہ کتاب) قَرَأْتُ هَذَا الْكِتَابَ (میں نے یہ کتاب پڑھی) بَحَثْتُ عَنْ هَذَا الْكِتَابِ (میں نے یہ کتاب تلاش کی)

یہ تین جملے ہیں، ان تینوں میں ایک لفظ آیا ہے هَذَا ہم دیکھتے ہیں کہ ان تینوں جملوں میں یہ لفظ ایک ہی حالت میں ہے، حالاں کہ دوسرا لفظ الْكِتَاب بدل رہا ہے ایک جگہ مرفوع ہے، دوسری جگہ منصوب تیسری جگہ مجرور، جب کہ هَذَا میں کوئی تبدیلی نہیں ہے، ایسے لفظ کو مبنی کہتے ہیں۔

تَمْرِيْنَاتٌ — مشقیں

(۱) معرب کی کیا تعریف ہے؟ (۲) عامل کسے کہتے ہیں؟ (۳) اعراب کیا چیز ہے؟ (۴) جس لفظ پر پیش آئے سے عربی میں کیا نام دیا جاتا ہے؟ (۵) جس پر نَصْب آئے اسے کیا کہتے ہیں؟ (۶) جس پر جَرّ آئے اس کو کیا کہا جاتا ہے؟ (۷) مبنی کسے کہتے ہیں؟ (۸) ذیل میں کچھ جملے لکھے جارہے ہیں، ان میں معرب اور مبنی متعین کیجئے۔

اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ (اللہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے) اُعْبُدُوْا اللّٰهَ (اللہ کی

عبادت کریں) إِلَى اللهِ الْمَصِيْرُ (اللہ ہی کی طرف لوٹنا ہے) اَلطَّالِبُ مُجْتَهِدٌ (طالب علم محنتی ہے) قَابَلْتُ الطَّالِبَ (میں نے طالب علم سے ملاقات کی) نَظَرْتُ إِلَى الطُّلَّابِ (میں نے طالب علم کو دیکھا) هَذَا مَكْتَبُ الْبَرِيْدِ (یہ پوسٹ آفس ہے) قَرَأْتُ الْكِتَابَ (میں نے کتاب پڑھی) أَنَا طَالِبُ الْمَدْرَسَةِ (میں مدرسے کا طالب علم ہوں) هَذِهِ عُلْبَةُ أَقْلَامٍ (یہ قلم دان ہے)

الدرسُ الْعَاشِرُ —— دسواں سبق

اَلْمُنْصَرِفُ وَغَيْرُ الْمُنْصَرِفِ منصرف اور غیر منصرف

بات اعراب کی چل رہی ہے، اعراب کے لحاظ سے اسم کی دو قسمیں بیان کی گئی ہیں، ایک معرب اور دوسری مبنی، اب اعراب کے لحاظ سے اسم کی ایک اور تقسیم بیان کی جاتی ہے، اس کی بھی دو قسمیں ہیں، ایک منصرف اور دوسری غیر منصرف۔

اَلْمُنْصَرِفُ: منصرف وہ اسم ہے جس پر تینوں حرکات (ــَــ ــِــ ــُــ) آتی ہیں، بلکہ اس پر تنوین بھی ــًــ ــٍــ ــٌــ آتی ہے، اس کی بہت سی مثالیں آپ پڑھ چکے ہیں، جیسے:

كِتَابٌ اس کو کسی جملے میں آپ نے اَلْكِتَابَ پڑھا ہے، کسی میں اَلْكِتَابُ پڑھا ہے، کسی میں اَلْكِتَابِ پڑھا ہے، كِتَابٌ ہم نے لکھا ہے، آپ دیکھ سکتے ہیں، اس کو ضرورت کے وقت کتاباً اور کتابٍ بھی لکھا جاسکتا ہے، ایسے تمام الفاظ منصرف کہلاتے ہیں۔

غَيْرُ الْمُنْصَرِفِ: وہ اسم ہے جس پر تنوین نہیں آتی، نیز اگر اس پر کسی جگہ کسرہ لانے کی ضرورت ہو تو کسرہ کے بجائے فتحہ لانا پڑتا ہے، مگر ایسا کسی سبب سے ہوتا

ہے، وہ سبب تعداد میں نو ہیں، اگر کسی اسم میں ان نو سببوں میں سے دو سبب پائے جائیں یا
ایک ایسا سبب پایا جائے جو دو سببوں کے قائم مقام ہو تو ایسا لفظ غیر منصرف کہلاتا ہے اور
اس پر تنوین نہیں آتی، دوسرے اس پر کسرہ کی جگہ فتحہ آتا ہے، ان سببوں کو اسبابِ منعِ
صَرف کہتے ہیں، ذیل میں ان کی الگ الگ تعریف لکھی جاتی ہے۔

(۱) عَدْل: یہ ہے کہ کوئی اسم اپنے اصل صیغے سے نکل کر کسی قاعدے کے بغیر
دوسرے صیغے میں چلا گیا ہو، جیسے عَامِرٌ سے عُمَرُ بن گیا، زَافِرٌ سے زُفَرُ بن گیا،
اس میں دوسرا سبب علمیت ہے۔

(۲) وَصْف: وہ اسم ہے جو اصلاً کسی وصفی معنیٰ کے لئے بنایا گیا ہو، جیسے اَحْمَرُ
(سرخ) اَسْوَدُ (سیاہ) اَبْیَضُ (سفید) ان میں دوسرا سبب وزن فعل ہے۔

(۳) تَأْنِیْث: ہر وہ عَلَم جس کے آخر میں ۃ تانیث لفظی طور پر موجود ہو جیسے،
طَلْحَةُ، مَكَّةُ، یا تا تانیث لفظاً موجود نہ ہو، مگر وہ لفظ مؤنث کے لئے وضع کیا گیا ہو، مگر
اس کے ساتھ یہ بھی شرط ہے کہ وہ لفظ تین حروف سے زیادہ سے بنا ہو یا اس کا درمیانی
حرف متحرک ہو ساکن نہ ہو، جیسے زَیْنَبُ اس میں تینوں شرطیں پائی جارہی ہیں،
طَلْحَةُ، مَكَّةَ اور زَیْنَبُ میں دو سبب علمیت اور تانیث پائے جارہے ہیں، اس لیے یہ
غیر منصرف ہیں، اگر کوئی لفظ الف مقصورہ کے ساتھ مؤنث ہو تو یہ بھی غیر منصرف
ہو گا، جیسے حُبْلَی (حاملہ عورت) یا الف ممدودہ کے ساتھ ہو جیسے صَحْرَاءُ (ریگستان)
یہ تانیث (الف ممدودہ اور الف مقصورہ کے ساتھ) دو سببوں کے قائم مقام ہے، اس
لیے یہ اور اس طرح کے الفاظ بھی غیر منصرف ہیں۔

(۴) معرفہ: وہ اسم ہے جس میں عَلَمِیَّت پائی جاتی ہو، یعنی وہ کسی کا نام ہو، جیسے

یَنَبُ اس کا دوسرا سبب تأنیث ہے۔

(۵) عُجمہ: وہ اسم ہے جو عربی زبان کا نہ ہو جیسے: اِبْرَاهِيْمُ اس میں دوسرا سبب علم ہونا ہے۔

(۶) جمع: مگر اس کے ساتھ شرط یہ ہے کہ وہ منتہی الجموع کے وزن پر ہو، یعنی ایسی جمع ہو جس کے پہلے دو حرفوں پر فتحہ ہو، اور تیسرا حرف الف ہو، جیسے مَسَاجِدُ (مسجدیں) مَصَابِيْحُ (چراغ) یہ جمع دو سببوں کے قائم مقام ہوتی ہے۔

(۷) ترکیب: یہ وہ لفظ ہے جو کسی قاعدے (اضافت وغیرہ) کے بغیر دو لفظوں کو جوڑ کر بنایا گیا ہو، جیسے بَعْلَبَكَّ (ایک شہر کا نام) اس میں دو لفظ الگ الگ ہیں، بَعَلْ اور بَکّ، ان دونوں کو ملا کر ایک لفظ بنایا گیا ہے، یہ بھی غیر منصرف ہے اس میں دوسرا سبب عَلَمِیّت ہے۔

(۸) الف نون زائد: کسی عَلَم کے آخر میں الف ن زائد ہوں، جیسے: عُثْمَانُ، نُعْمَانُ.

(۹) وزنِ فعل: وہ اسم بھی غیر منصرف ہوتا ہے جو فعل کے وزن پر ہو، جیسے اَحْمَدُ یہ مضارع واحد متکلم کے وزن پر ہے، یہاں یہ بات بھی یاد رکھنے کی ہے کہ اگر کسی غیر منصرف اسم پر الف لام آجائے یا اس کو کسی دوسرے لفظ کی طرف مضاف کر دیا جائے تو اس کو کسرہ دیا جائے گا، جیسے: إِلَى الْـمَسَاجِدِ، إِلَى مَسَاجِدِ الْبَلْدَة (شہر کی مسجدوں کی جانب) مگر الف لام کا داخل ہونا یا اضافت ہونا صرف ان میں ہو گا جن میں دوسرا سبب علمیت نہ ہو۔

تَمْرِيْنَاتٌ — مشقیں

۱- منصرف اور غیر منصرف کی تعریف کیجئے۔ ۲- غیر منصرف کے کتنے اسباب ہیں، زبانی بتلائیں۔ ۳- تمام نو اسباب اپنے الفاظ میں بیان کریں اور ہر ایک کی مثال دیں۔ ۴- ذیل میں چند الفاظ لکھے جا رہے ہیں، آپ کو یہ بتلانا ہے کہ ان میں سے کون لفظ منصرف ہے اور کون سا غیر منصرف؟

اَلطِّفْلَةُ (بچی) اَلْمُبَارَاةُ (میچ) لَاهَور (شہر کا نام) عَائِشَةُ (عورت کا نام) فَاطِمَةُ (عورت کا نام) مَحَارِيْبُ (محرابیں) قَوَانِيْنُ (قوانین) مَلَاعِبُ (کھیل کے میدان) طُلَّابٌ (طلبہ) اَلْجَوَائِزُ (انعامات) الطَّائِرَةُ (ہوائی جہاز) اَجْمَلُ (زیادہ خوب صورت)

اَلدَّرْسُ الْحَادِي عَشَرَ — گیارہواں سبق

اَلْمُفْرَدُ وَالْمُرَكَّبُ مفرد اور مرکب

یہ بات بتلائی جاچکی ہے کہ بامعنی لفظ کو کلمہ کہتے ہیں، کلمے کی تین قسمیں بھی بتلائی جاچکی ہیں، اب ہم لفظ کے دوسرے پہلو پر بات کرتے ہیں، انسان کی زبان سے جو بول نکلتا ہے اسے لفظ کہتے ہیں، لفظ موضوع بھی ہوتا ہے اور مہمل بھی، سبق نمبر (۲) میں یہ بات آچکی ہے، ہم صرف موضوع لفظ کی بات کرتے ہیں، اس کی دو قسمیں ہیں: مفرد اور مرکب۔

مفرد: وہ اکیلا لفظ ہے جو اپنے معنی بتلاتا ہے اور وہ معنی سمجھ میں آتے ہیں، اس کی تین قسمیں ہیں، اسم فعل اور حرف، یہ تینوں قسمیں بتلائی جاچکی ہیں، مرکب وہ لفظ ہے جو دو یا دو سے زیادہ لفظوں سے مل کر بنے، اس کی پھر دو قسمیں ہیں: (۱) اَلْمُرَكَّبُ

الْـمُفِيْدُ (۲) اَلْـمُرَكَّبُ الْغَيْرُ الْـمُفِيْدِ۔ مرکب مفید اور مرکب غیر مفید

اَلْـمُرَكَّبُ الْـمُفِيْدُ: وہ ہے کہ جب کہنے والا اپنی بات کہہ کر خاموش ہو جائے تو سننے والے کو کوئی خبر یا کوئی طلب معلوم ہو، خبر کی مثال، جیسے: جَاءَ رَجُلٌ (ایک شخص آیا) اس سے ایک شخص کے آنے کی خبر مل رہی ہے۔

طلب کی مثال جیسے: اِئْتِ بِالْكِتَابِ (کتاب لاؤ) اس سے کتاب کی طلب اور فرمائش کا علم ہو رہا ہے۔

مرکب مفید کو جملہ اور کلام بھی کہتے ہیں، جملے کی دو قسمیں ہیں:

(۱) الجُمْلَةُ الْخَبَرِيَّةُ (۲) اَلْجُمْلَةُ الْإِنْشَائِيَّةُ. جملہ خبریہ، جملہ انشائیہ

اَلْجُمْلَةُ الْخَبَرِيَّةُ: وہ جملہ ہے جس کے کہنے والے کو سچا یا جھوٹا کہہ سکیں، اس کی بھی دو قسمیں ہیں:

(۱) اَلْجُمْلَةُ الْإِسْمِيَّةُ (۲) اَلْجُمْلَةُ الْفِعْلِيَّة: جملہ اسمیہ، جملہ فعلیہ

اَلْجُمْلَةُ الْإِسْمِيَّةُ: وہ جملہ ہے جس کا پہلا کلمہ اسم ہو، جیسے: اَلطَّالِبُ مُجْتَهِدٌ (طالب علم محنتی ہے) اَلطَّالِبُ حَضَرَ (طالب علم حاضر ہوا) ان دونوں جملوں میں پہلا لفظ اسم ہے، دوسرا لفظ پہلے جملے میں اسم ہے اور دوسرے جملے میں فعل ہے، جملہ اسمیہ کے پہلے جزء کو مسند الیہ بھی کہتے ہیں اور مبتدا بھی، دوسرے جزء کو مسند بھی کہتے ہیں اور خبر بھی۔

اَلْجُمْلَةُ الْفِعْلِيَّةُ: وہ جملہ ہے جس کا پہلا کلمہ فعل ہو، جیسے: حَضَرَ الْـمُعَلِّمُ (استاذ آئے) جملہ فعلیہ کے پہلے جزء کو مسند کہتے ہیں، اسے فعل بھی کہتے ہیں اور دوسرے جزء کو مسند الیہ کہتے ہیں، اس کو فاعل بھی کہا جاتا ہے۔

مُسْنَدْ اِلَيه: وہ ہے جس کی طرف کسی اسم یا فعل کی نسبت ہو، اس کو مبتدا بھی کہتے ہیں، مبتدا اس لئے کہتے ہیں کہ اس سے جملہ شروع ہوتا ہے۔

مُسْنَدْ: وہ ہے جس کی دوسرے کی طرف نسبت کی جائے، اس کو خبر بھی کہتے ہیں، خبر اس لئے کہتے ہیں کہ اس سے پہلے والے اسم کی حالت کا یا کیفیت کا علم ہوتا ہے۔

اسم مسند الیہ بھی ہو سکتا ہے اور مسند بھی، جیسے اوپر جو مثال دی گئی ہے: اَلطَّالِبُ مُجْتَہِدٌ اس میں دونوں اسم ہیں، پہلا مسند الیہ ہے اور دوسرا مسند ہے، فعل صرف مسند ہوتا ہے، مسند الیہ نہیں ہوتا، جیسے: اَلطَّالِبُ حَضَرَ میں حَضَرَ کی نسبت اَلطَّالِب کی طرف ہو رہی ہے اس لئے حَضَرَ مسند ہوا اور اَلطَّالِب مسند الیہ۔

اَلْجُمْلَةُ الْإِنْشَائِيَّةُ: جملہ انشائیہ وہ جملہ ہے جس کے بولنے والے کو سچا یا جھوٹا نہ کہہ سکیں، جیسے: اُكْتُبِ الدَّرْسَ (سبق لکھو) یہ حکم ہے، طلب ہے، اس میں کوئی خبر یا اطلاع نہیں ہے، اس لئے اس کے کہنے والے کو سچا یا جھوٹا نہیں کہا جا سکتا۔

اَلْـمُرَكَّبُ الْغَيْرُ الْـمُفِيدِ: مرکب غیر مفید: وہ ہے جس کے سننے والے کو کوئی خبر یا طلب معلوم نہ ہو، جیسے: كِتَابُ التِّلْمِيْذِ (طالب علم کی کتاب) اَلْكِتَابُ الْـمُفِيْدُ (مفید کتاب) ان دونوں جملوں کے سننے والے کو کسی خبر کا انتظار رہتا ہے، یا طلب باقی رہتی ہے، مرکب غیر مفید کی یہ تعریف بھی کی جاتی ہے کہ اس کے سننے والے کو کوئی فائدہ، خبر یا طلب حاصل نہیں ہوتی، مرکب غیر مفید کی کئی قسمیں ہیں، یہاں دو قسمیں بیان کی جاتی ہیں۔

اَلْـمُرَكَّبُ الإِضَافِيُّ، (مرکب اضافی) اَلْـمُرَكَّبُ التَّوْصِيْفِيُّ (مرکب توصیفی)

تَمْرِيْنَاتٌ — مشقیں

(۱) مرکب کسے کہتے ہیں؟ (۲) مرکب کی کتنی قسمیں ہیں؟ (۳) مرکب مفید کی تعریف کیجئے، مرکب مفید کو اور کیا کہتے ہیں؟ (۴) مرکب مفید کی کتنی قسمیں ہیں؟ (۵) جملہ خبریہ اور جملہ انشائیہ کی تعریف کیجئے۔ (۶) جملہ خبریہ کی قسمیں بتلائیے اور ان کی تعریف کیجئے (۷) جملہ انشائیہ کی کتنی قسمیں ہیں؟(۸) ذیل میں کچھ جملے لکھے جارہے ہیں، ان کو دیکھ کر بتلائیں کہ یہ جملے خبریہ ہیں یا جملہ انشائیہ، اگر جملہ خبریہ ہیں تو جملہ اسمیہ ہیں یا جملہ فعلیہ؟

اَلْوَلَدُ طَيِّبٌ (لڑکا اچھا ہے) اَلْفتَاةُ مُهَذَّبَةٌ (لڑکی مہذب ہے) اَلْغُرْفَةُ مُغْلَقَةٌ (کمرہ بند ہے) نَامَتِ الْأُمُّ (ماں سو گئی) جَاءَ اَحْمَدُ (احمد آیا) اَلسِّتَارُ مُعَلَّقٌ (پردہ لٹکا ہوا ہے) اَلصَّدِيْقُ غَائِبٌ (دوست موجود نہیں ہے) اَلْفَوَاكِهُ لَذِيْذَةٌ (میوے لذیذ ہیں) ضَعُفَ الْجَدُّ (دادا کمزور ہوگئے) غَابَ الْمُدِيْرُ (ناظم غائب ہوئے) صَلِّ مَعَ الْجَمَاعَةِ (جماعت سے نماز پڑھو) اُكْتُبْ بِالْقَلَمِ (قلم سے لکھو)

اَلدَّرْسُ الثَّانِي عَشَرَ — بارہواں سبق

اَلْمُرَكَّبُ الْإِضَافِيُّ　　اَلْمُرَكَّبُ التَّوْصِيْفِيُّ

(مرکب اضافی)　　(مرکب توصیفی)

اَلْمُرَكَّبُ الْإِضَافِيُّ: مرکب اضافی کم از کم دو اسموں سے مل کر بنتا ہے، پہلے اسم کی نسبت دوسرے اسم کی طرف ہوتی ہے، جیسے كِتَابُ الطَّالِبِ (طالب علم کی

کتاب) اس مرکب کا پہلا لفظ مضاف اور دوسرا مضاف الیہ کہلاتا ہے، یہ ترتیب اردو میں اس کے برعکس ہوتی ہے، وہاں پہلے مضاف الیہ اور بعد میں مضاف ہوتا ہے، مثال میں دیکھئے عربی میں پہلے کِتَابُ (مضاف) ہے اور بعد میں اَلطَّالِبِ (مضاف الیہ) ہے، اُردو میں پہلے طالب علم (مضاف الیہ) اور بعد میں کتاب (مضاف) ہے، ان دونوں کے درمیان جو نسبت اور تعلق ہے عربی میں اس کو ظاہر کرنے کے لئے پیش آتا ہے اور اُردو میں کا، کی، کے، آتا ہے، مضاف اور مضاف الیہ کے کچھ اور قواعد بھی ہیں، جن کو ذہن میں رکھنے اور یاد کرنے کی ضرورت ہے۔

(۱) عربی میں مضاف پر کبھی لام معرفہ "اَلْ" داخل نہیں ہوتا۔

(۲) اس پر کبھی تنوین (ـًـٍـٌ) نہیں آتی۔

(۳) البتہ موقع محل کی مناسبت سے یہ لفظ مرفوع، منصوب اور مجرور ہو سکتا ہے، مرفوع آپ مثال میں دیکھ چکے ہیں، منصوب اور مجرور کا ذکر بعد میں ہو گا۔

(۴) مضاف الیہ ہمیشہ مجرور ہوتا ہے۔

(۵) مضاف الیہ پر ال بھی داخل ہوتا ہے، اور اس پر تنوین بھی آتی ہے، جیسے: بَيْتُ الْأَخِ (بھائی کا گھر) قَلَمُ تِلْمِيْذٍ (ایک طالب علم کا قلم)۔

مرکب اضافی کی کچھ مثالیں دیکھئے:

مَاءُ الْبَحْرِ (سمندر کا پانی) عَالِمُ الْغَيْبِ (غیب کا جاننے والا) نَصْرُ اللهِ (اللہ کی مدد) حَدِيْثُ الرَّسُوْلِ (رسول اللہ کی حدیث) مَنَارَةُ الْمَسْجِدِ (مسجد کا مینار) مَاءُ الْبَحْرِ (کنویں کا پانی) اَخْلَاقُ الْمُؤْمِنِ (مؤمن کا اخلاق) ظَلَامُ اللَّيْلِ (رات کی تاریکی) سَيَّارَةُ رَجُلٍ (ایک شخص کی گاڑی) عِيَادَةُ طَبِيْبٍ (ایک ڈاکٹر کا کلینک) ثَوْبُ خَالِدٍ (خالد کا کپڑا) اَهْلُ قَرْيَةٍ (ایک گاؤں کے لوگ)

اَلْـمُرَكَّبُ التَّوْصِيْفِيُّ: مرکب توصیفی میں بھی کم از کم دو اسم ہوتے ہیں، پہلا اسم اَلْـمَوْصُوْف (موصوف) اور دوسرا اسم اَلصِّفَةُ (صفت) کہلاتا ہے، اُردو میں س کے برعکس پہلے صفت بعد میں موصوف آتا ہے، مثال دیکھئے: اَلطَّالِبُ النَّاجِحُ (کامیاب طالب علم) اس مثال میں اَلطَّالِبُ موصوف اور النَّاجِحُ صفت ہے، اسی طرح اُردو میں کامیاب صفت اور طالب علم موصوف ہے، موصوف اور صفت کے کچھ اور قواعد بھی ہیں، انہیں یاد رکھنے کی ضرورت ہے۔

موصوف اور صفت ان چار چیزوں میں ایک دوسرے کے مطابق ہوں گے، یعنی جیسا موصوف ہوگا ویسی ہی صفت ہوگی، وہ چار چیزیں یہ ہیں:

(۱) نکرہ اور معرفہ ہونے میں یعنی اگر موصوف معرفہ ہے تو صفت بھی معرفہ ہوگی، جیسے: اَلتَّاجِرُ الْأَمِيْنُ (ایمان دار تاجر) میں دونوں معرفہ ہیں، تَاجِرٌ أَمِيْنٌ (ایک ایمان دار تاجر) میں دونوں نکرہ ہیں۔

(۲) تذکیر و تانیث میں، یعنی اگر موصوف مذکر ہوگا تو صفت بھی مذکر ہوگی، جیسے: اَلْوَرْدَةُ الْجَمِيْلَةُ (خوب صورت گلاب) وَرْدَةٌ جَمِيْلَةٌ (ایک خوب صورت گلاب) پہلے جملے میں اَلْوَرْدَةُ مؤنث ہے، اس کی صفت بھی مؤنث ہے، دوسرے میں بھی ایسا ہی ہے، بس معرفہ اور نکرہ کا فرق ہے۔

(۳) مفرد، تثنیہ اور جمع میں، یعنی موصوف اگر مفرد ہوگا تو صفت بھی مفرد ہوگی، موصوف اگر تثنیہ ہوگا تو صفت بھی تثنیہ ہوگی، موصوف اگر جمع ہوگا تو صفت بھی جمع ہوگی، جیسے: اَلطَّالِبُ النَّاجِحُ (کامیاب طالب علم) میں دونوں مفرد (واحد) ہیں، الطَّالِبَانِ النَّاجِحَانِ (دونوں کامیاب طالب علم) میں دونوں مثنّٰی (تثنیہ) ہیں۔

الطُّلَّابُ النَّاجِحُوْنَ (تمام کامیاب طالب علم) میں دونوں جمع مذکر سالم ہیں۔
الطَّالِبَاتُ النَّاجِحَاتُ (تمام کامیاب طالبات) میں دونوں جمع مؤنث سالم ہیں،
الأَقْلَامُ الجَدِيْدَةُ (تمام نئے قلم) میں موصوف غیر ذوی العقول کی جمع ہے جو واحد مؤنث کے حکم میں ہوتی ہے اس کی صفت بھی واحد ہی آتی ہے۔

(۴) موصوف اور صفت اعراب (زبر، زیر، پیش اور تنوین وغیرہ) میں بھی ایک جیسے ہوں گے۔ هذا كِتَابٌ مُفِيْدٌ (یہ ایک مفید کتاب ہے) قَرَأْتُ الْكِتَابَ الْمُفِيْدَ (میں نے مفید کتاب پڑھی) بَحَثْتُ عَنْ كِتَابٍ مُفِيْدٍ (میں نے ایک مفید کتاب تلاش کی)

پہلی مثال میں موصوف صفت دونوں پر دو پیش ہیں، دوسری مثال میں دونوں پر زبر ہے، تیسری مثال میں دونوں پر کسرہ کی تنوین ہے۔

تَمْرِيْنَاتٌ — مشقیں

(۱) مرکب غیر مفید کی دو قسمیں کون کون سی ہیں؟ (۲) مرکب اضافی کسے کہتے ہیں؟ (۳) مرکب اضافی کے پہلے لفظ کو کیا کہتے ہیں اور دوسرے لفظ کو کیا کہا جاتا ہے؟ (۴) مضاف پر اَلْ داخل ہو سکتا ہے یا نہیں، نیز اس پر تنوین آسکتی ہے یا نہیں؟ (۵) مضاف الیہ مرفوع ہو گا یا مجرور؟ (۶) مضاف الیہ پر تنوین آسکتی ہے یا نہیں؟ (۷) مرکب توصیفی کسے کہتے ہیں؟ (۸) موصوف اور صفت کن چار چیزوں میں ایک دوسرے کے مطابق ہوتے ہیں؟ ان چاروں کی وضاحت بھی کریں اور ایک ایک مثال بھی دیں۔

ذیل میں کچھ جملے لکھے جارہے ہیں ان میں مرکب اضافی اور مرکب توصیفی کی پہچان کیجئے، جو الفاظ آپ کے لئے نئے ہوں ان کو معنی کے ساتھ یاد کیجئے۔

نُوْرُ الْإِيْمَانِ (ایمان کا نور) شُبَّاكُ الغُرْفَةِ (کمرے کی کھڑکی) الأَقْمِشَةُ الْقَدِيْمَةُ (پرانے کپڑے) مَخَافَةُ الله (اللہ کا خوف) سَاعَةُ الْيَدِ (ہاتھ کی گھڑی) الضَّوْءُ الضَّئِيلُ (دھیمی روشنی) السُّوْقُ الْكَبِيْرَةُ (بڑا بازار) الظَّلَامُ الْـمُذْهِشُ (خوفناک اندھیرا) اَلْـمُوَظَّفُ الْكَبِيْرُ (بڑا افسر) اَلْـمَلِكُ الْعَادِلُ (انصاف پرور بادشاہ) اَلطِّفْلَانِ الصَّغِيْرَانِ (دونوں چھوٹے بچے) الأَسَاتِذَةُ السَّعُوْدِيُّوْنَ (سعودی اساتذہ) الْكُلِّيَّةُ الْحُكُوْمِيَّةُ (سرکاری کالج) الْـمُنَافِقُوْنَ الْكَاذِبُوْنَ (تمام جھوٹے منافق) الْـمَدَارِسُ الْعَرَبِيَّةُ (عربی مدارس) الشَّبَابِيْكُ الْـمُغْلَقَةُ (بند کھڑکیاں)

الدَّرْسُ الثَّالِثُ عَشَرَ ـــ تیرھواں سبق

أَسْمَاءُ الْإِشَارَةِ اسمائے اشارہ

سبق نمبر (۵) میں اس کا ذکر آچکا ہے، اسمائے اشارہ معرفہ کی ایک قسم ہے، یہ وہ الفاظ ہیں جن سے کسی انسان یا غیر انسان کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے، اسمائے اشارہ دو طرح کے ہوتے ہیں۔

۱- اَسْمَاءُ الإِشَارَةِ لِلْقَرِيْبِ (اسمائے اشارہ قریب کے لئے) ان کی تعداد چھ ہے، تین مذکر قریب کے لئے، تین مؤنث قریب کے لئے۔

هَذَا (یہ ایک؛ مذکر قریب کے لیے) جیسے: هَذا الرَّجُلُ (یہ ایک مرد)

هَذَانِ (یہ دو؛ مذکر قریب کے لئے) جیسے: هَذَانِ الرَّجُلَانِ (یہ دو مرد)

هَؤُلَاءِ (یہ سب؛ مذکر قریب کے لیے) هَولَاءِ الرِّجَالُ (یہ سب مرد)

هَذِهِ (یہ؛ مؤنث قریب کے لیے) جیسے: هَذِهِ الْبِنْتُ (یہ ایک لڑکی)
هَاتَانِ (یہ دو؛ مؤنث قریب کے لیے) جیسے: هَاتَانِ الْبِنْتَانِ (یہ دو لڑکیاں)
هَؤُلَاء (یہ سب؛ مؤنث قریب کے لیے) جیسے: هَؤُلَاءِ الْبَنَاتُ (یہ سب لڑکیاں)

یہاں دو باتیں سمجھنے کی ہیں۔

(۱) هَؤُلَاءِ اسم اشارہ جمع مذکر قریب اور جمع مؤنث قریب دونوں کے لیے آتا ہے، جیسا کہ آپ نے مثالوں میں دیکھا۔

(۲) مگر هَؤُلَاءِ ذوی العقول کے لیے ہے، یعنی عقل رکھنے والوں کے لیے ہے، جیسا کہ آپ مثالوں میں دیکھ رہے ہیں کہ اس لفظ سے انسانوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے، اگر غیر عاقل چیزوں کی طرف اشارہ کرنا ہو تو هَذِهِ لائیں گے، آپ پہلے بھی پڑھ چکے ہیں کہ عربی میں غیر عاقل کی جمع؛ مفرد مؤنث سمجھی جاتی ہے، اس صورت میں یوں کہیں گے۔

هِذِهِ الْأَشْجَارُ (یہ سب درخت) تِلْكَ الْأَقْلَامُ (وہ سب قلم)

۲- اَسْمَاءُ الْإِشَارَةِ لِلْبَعِيْدِ: (اسمائے اشارہ دُور کے لیے) یہ بھی چھ ہیں، تین مذکر بعید کے لئے اور تین مؤنث بعید کے لیے، وہ چھ اسمائے اشارہ یہ ہیں۔

ذَلِكَ (وہ ایک؛ مذکر بعید کے لئے) جیسے ذَلِكَ الْوَلَدُ (وہ ایک لڑکا)

ذَانِكَ (وہ دو؛ مذکر بعید کے لئے) جیسے: ذَانِكَ الْوَلَدَانِ (وہ دو لڑکے)

أُوْلَئِكَ (وہ سب؛ مذکر بعید کے لئے) جیسے: أُوْلَئِكَ الْأَوْلَادُ (وہ سب لڑکے)

تِلْكَ (وہ ایک؛ مؤنث بعید کے لیے) جیسے: تِلْكَ التِّلْمِيْذَةُ (وہ ایک شاگردہ)

تَانِكَ (وہ دو؛ مؤنث بعید کے لیے) جیسے: تَانِكَ التِّلْمِيْذَتَانِ (وہ دو شاگرد لڑکیاں)

أُوْلَئِكَ (وہ تمام؛ مؤنث بعید کے لئے) جیسے: أُوْلَئِكَ التِّلْمِيْذَاتُ (وہ تمام شاگرد لڑکیاں)

یہاں بھی دو باتیں یاد رکھنے کی ہیں۔

(۱) أُوْلَئِكَ: اسم اشارہ جمع قریب اور جمع بعید دونوں کے لیے آتا ہے، جیسا کہ آپ نے مثالوں میں دیکھا۔

(۲) مگر أُوْلَئِكَ صرف عقل رکھنے والوں کی طرف اشارہ کرنے کے لیے ہے، جیسا کہ مثالوں سے ظاہر ہوتا ہے، اگر غیر عاقل چیزوں کی طرف اشارہ کیا جائے تو اس کے لئے اسم اشارہ مفرد لایا جائے گا چاہے وہ چیزیں قریب کی ہوں جیسا کہ گذشتہ صفحات میں بتلایا گیا یا بعید کی ہوں، جیسے:

تِلْكَ الْبُيُوْتُ (وہ تمام گھر) تِلْكَ الْجَامِعَاتُ (وہ تمام یونی ورسٹیاں)

آخر میں ایک اور بات سمجھ لیجئے کہ جس چیز کی طرف اشارہ کیا جائے اسے عربی میں مُشَارٌ اِلَيْه کہتے ہیں، یہ مثالیں جو ہم نے لکھی ہیں ان میں ہر مُشَارٌ اِلَيْه پر اَلْ داخل ہوا ہے، اس طرح کے جملوں کو الْمُرَكَّبُ الإِشَارِيُّ مرکب اشاری کہا جاتا ہے۔

تَمْرِيْنَاتٌ — مشقیں

۱- اسم اشارہ معرفہ کی قسم ہے یا نکرہ کی؟ ۲- اسماء اشارہ کتنے ہیں؟ تمام اسمائے اشارہ لکھئے، یا زبانی سنایئے، ہر ایک کی مثال بھی دیجئے۔ ۳- وہ کون سا اسم اشارہ ہے جو جمع

مذکر و مؤنث قریب ذوی العقول کے لئے آتا ہے؟ ۴- غیر ذوی العقول جمع مذکر بعید اور قریب کو مشار الیہ بنا کر دو مثالیں دیجئے، ایک مثال میں ایسی جمع لایئے جس کا واحد؛ مذکر ہو، دوسری مثال میں ایسی جمع لایئے جس کا واحد؛ مؤنث ہو، ہم نے اسی طرح کی دو مثالیں دی ہیں، آپ ان پر غور کریں۔ ۵- وہ کون سا اسم اشارہ ہے جو جمع مذکر ذوی العقول بعید اور جمع مؤنث ذوی العقول بعید دونوں کے لئے آتا ہے؟ ۶- غیر ذوی العقول جمع مذکر بعید و قریب کو مشار الیہ بنا کر دو مثالیں دیجئے، ایک میں ایسی جمع لایئے جس کا واحد؛ مؤنث ہو، اور دوسری مثال میں ایسی جمع لایئے جس کا واحد؛ مذکر ہو، ہم نے اس طرح کی دو مثالیں دی ہیں آپ ان پر غور کریں۔ ۷- ذیل میں کچھ جملے لکھے جا رہے ہیں، ان میں اسماء اشارہ متعین کیجئے اور بتلایئے کہ کونسا اسم اشارہ کس کے لئے ہے، غیر ذوی العقول مشار الیہ والے جملوں کی نشان دہی کیجئے۔

هَذَا الْمَاءُ (یہ پانی) هَاتَانِ الأُمَّانِ (یہ دو مائیں) ذَلِكَ الْفِرَاشُ (وہ بستر) ذَانِكَ الْكَاسَانِ (وہ دونوں گلاس) تِلْكَ السَّتَائِرُ (وہ سب پردے) هَذِهِ الْمَرَاوِحُ (یہ تمام پنکھے) هٰؤُلَاءِ الْأُمَّهَاتُ (یہ سب مائیں) أُولَئِكَ النِّسَاءُ (وہ تمام عورتیں) تَانِكَ الزَّمِيلَتَانِ (وہ دونوں ہم سبق لڑکیاں) تِلْكَ الْفَتَاةُ (وہ نوجوان لڑکی) هَذِهِ الْجَرِيدَةُ (یہ اخبار) هَاتَانِ الْقِصَّتَانِ (یہ دو قصے) هَذِهِ الْحَقَائِبُ (یہ تمام بیگ) ذَانِكَ الطَّالِبَانِ (وہ دونوں طالب علم) هَذِهِ الْمَجَلَّاتُ (یہ تمام رسائل) أُولَئِكَ الْفَتَيَاتُ (وہ تمام نوجوان لڑکیاں) تَانِكَ النَّافِذَتَانِ (وہ دونوں کھڑکیاں) ذَانِكَ السَّاحِرَانِ (وہ دونوں جادوگر) ذَالِكَ الْيَوْمُ (وہ دن) ذَانِكَ الْعُصْفُورَانِ (وہ دونوں چڑیاں) تِلْكَ الْأَغْصَانُ (وہ تمام شاخیں)۔

اَلدَّرْسُ الرَّابِعُ عَشَرَ — چودھواں سبق

اَلضَّمَائِرُ ضمیریں

معرفہ کی ایک قسم ضمائر (ضمیریں) بھی ہیں، ضَمَائِر ضمیر کی جمع ہے، یہ وہ اسم ہے جو غائب، مخاطب یا متکلم پر دلالت کرتا ہے، اس کی دو قسمیں ہیں: (۱) منفصل (۲) متصل۔

اَلضَّمِيْرُ الْمُنْفَصِلُ (ضمیر منفصل وہ ضمیر ہے جو اسم، فعل، حرف کے ساتھ مل کر نہیں آتی، بلکہ الگ سے لکھی اور بولی جاتی ہے، اس کی بھی دو قسمیں ہیں (۱) ضمیر مرفوع منفصل (۲) ضمیر منصوب منفصل۔

اَلضَّمِيْرُ الْمُتَّصِلُ: وہ ضمیر ہے جو اسم فعل یا حرف کے ساتھ مل کر آتی ہے، اس کی تین قسمیں ہیں (۱) ضمیر مرفوع متصل (۲) ضمیر منصوب متصل (۳) ضمیر مجرور متصل۔

اس طرح ضمیروں کی کل پانچ قسمیں ہوتی ہیں، ضمیریں کل چودہ ہوتی ہیں، چھ غائب کے لیے، چھ مخاطب کے لئے اور دو متکلم کے لیے، ذیل میں پانچوں قسموں کی ضمیریں لکھی جارہی ہیں، ان کو ذہن میں محفوظ کرلیں آنے والے اسباق میں ان کی ضرورت پڑے گی۔

اَلضَّمَائِرُ الْمَرْفُوعَةُ المنفَصلَةُ: (مرفوع منفصل ضمیریں)

هُوَ (وہ ایک مرد) هُمَا (وہ دو مرد) هُمْ (وہ سب مرد) هِيَ (وہ ایک عورت) هُمَا (وہ دو عورتیں) هُنَّ (وہ سب عورتیں) (یہ سب غائب کی ضمیریں ہیں)۔

أَنْتَ (توایک مرد) أَنْتُمَا (تم دو مرد) أَنْتُمْ (تم سب مرد) أَنْتِ (توایک عورت) أَنْتُمَا (تم دو عورتیں) أَنْتُنَّ (تم سب عورتیں) یہ چھ ضمیریں مخاطب کے لئے ہیں۔

أَنَا (میں ایک مرد یا میں ایک عورت) نَحْنُ (ہم دو مرد یا سب مرد، ہم دو عورتیں یا سب عورتیں)۔

یہ تمام ضمیریں ہمیشہ مرفوع واقع ہوتی ہیں، یعنی حالت رفعی میں ہوتی ہیں، یہ بات مبتداء کے سبق میں آئے گی۔ ان کی مثالیں دیکھئے:

هُوَ طَالِبٌ (وہ طالب علم ہے) هُمَا مُدَرِّسَانِ (وہ دونوں استاذ ہیں) هُمْ مُسْلِمُوْنَ (وہ سب مسلمان ہیں) هِيَ مُتَزَوِّجَةٌ (وہ شادی شدہ عورت ہے) هُمَا فَتَاتَانِ (وہ دونوں جوان لڑکیاں ہیں) هُنَّ صَدِيْقَاتٌ (وہ سب سہیلیاں ہیں)

أَنْتَ مُجْتَهِدٌ (تو محنتی ہے) أَنْتُمَا طَبِيْبَانِ (تم دونوں ڈاکٹر ہو) أَنْتُمْ حُفَّاظٌ (تم سب حافظ قرآن ہو) أَنْتِ أَمِيْنَةٌ (تو امانت دار عورت ہے) أَنْتُمَا أُخْتَانِ (تم دونوں بہنیں ہو) أَنْتُنَّ صَالِحَاتٌ (تم سب نیک عورتیں ہو)

أَنَا شَابٌّ (میں نوجوان لڑکا ہوں) أَنَا زَيْنَبُ (میں زینب ہوں) نَحْنُ صَدِيْقَانِ (ہم دونوں دوست ہیں) نَحْنُ أَصْدِقَاءُ (ہم سب دوست ہیں) نَحْنُ مُعَلِّمَتَانِ (ہم دونوں استانیاں ہیں) نَحْنُ مُعَلِّمَاتٌ (ہم سب استانیاں ہیں)۔

اَلضَّمَائِرُ الْمَنْصُوْبَةُ الْمُنْفَصِلَةُ: (منصوب منفصل ضمیریں) یہ وہ ضمیریں ہیں جو فعل کا مفعول بہ وغیرہ بنتی ہیں اور جملے میں یہ منصوب واقع ہوتی ہیں، خواہ نصب ظاہر میں نظر آئے یا نہ آئے، یہ بھی چودہ ہیں۔

إِيَّاهُ إِيَّاهُمَا إِيَّاهُمْ إِيَّاهَا إِيَّاهُمَا إِيَّاهُنَّ إِيَّاكَ إِيَّاكُمَا
إِيَّاكُمْ إِيَّاكِ إِيَّاكُمَا إِيَّاكُنَّ إِيَّايَ إِيَّانَا.

إِيَّا کے کوئی معنی نہیں ہیں، یہ لفظ اس وقت کام میں آتا ہے جب جملے میں ایک متصل ضمیر کو منفصل کرنا ہو تاکہ جملے میں زور اور تاکید پیدا ہو، جیسے إِيَّاكَ وَالشَّرَّ (تو شر سے محفوظ رہ) فی الحال تو آپ یہ ضمیریں یاد کرلیں، طریقۂ استعمال جب اس کا موقع آئے گا بتلادیا جائے گا۔

اَلضَّمَائِرُ الْـمَرْفُوْعَةُ الْـمُتَّصِلَةُ: (مرفوع متصل ضمیریں) یہ ضمیریں فعل کے اندر چھپی ہوئی ہیں، اور یہ اس فعل کا فاعل کہلاتی ہیں، یہ بھی چودہ ہیں۔

سَمِعَ (اس ایک مرد نے سنا) اس میں هُوَ ضمیر پوشیدہ ہے۔

سَمِعَا (ان دو مردوں نے سنا) اس میں هُمَا ضمیر پوشیدہ ہے۔

سَمِعُوْا (ان سب مردوں نے سنا) اس میں هُمْ ضمیر پوشیدہ ہے۔

سَمِعَتْ (اس ایک عورت نے سنا) اس میں هِيَ ضمیر پوشیدہ ہے۔

سَمِعَتَا (ان دو عورتوں نے سنا) اس میں هُمَا ضمیر پوشیدہ ہے۔

سَمِعْنَ (ان سب عورتوں نے سنا) اس میں هُنَّ ضمیر پوشیدہ ہے۔

سَمِعْتَ (تو ایک مرد نے سنا) اس میں أَنْتَ ضمیر پوشیدہ ہے۔

سَمِعْتُمَا (تم دو مردوں نے سنا) اس میں أَنْتُمَا ضمیر پوشیدہ ہے۔

سَمِعْتُمْ (تم سب مردوں نے سنا) اس میں أَنْتُمْ ضمیر پوشیدہ ہے۔

سَمِعْتِ (تو ایک عورت نے سنا) اس میں أَنْتِ ضمیر پوشیدہ ہے۔

سَمِعْتُمَا (تم دو عورتوں نے سنا) اس میں أَنْتُمَا ضمیر پوشیدہ ہے۔
سَمِعْتُنَّ (تم سب عورتوں نے سنا) اس میں أَنْتُنَّ ضمیر پوشیدہ ہے۔
سَمِعْتُ (میں نے سنا) اس میں أَنَا ضمیر پوشیدہ ہے مذکر، مؤنث دونوں کے لئے۔
سَمِعْنَا (ہم دو نے / ہم سب نے سنا) اس میں نَحْنُ ضمیر پوشیدہ ہے، مذکر مؤنث دونوں کے لئے۔

اَلضَّمَائِرُ الْمَنْصُوْبَةُ الْمُتَّصِلَةُ: (منصوب متصل ضمیریں) وہ ضمیریں ہیں جو مفعول بہ بنتی ہیں اور فعل سے ملی ہوئی آتی ہیں۔ یہ ضمیریں بھی چودہ ہیں۔
شَكَرَهُ (اس نے ایک مرد کا شکریہ ادا کیا) شَكَرَهُمَا (اس نے ان دو مردوں کا شکریہ ادا کیا) شَكَرَهُمْ (اس نے ان سب مردوں کا شکریہ ادا کیا) شَكَرَهَا (اس نے اس ایک عورت کا شکریہ ادا کیا) شَكَرَهُمَا (اس نے ان دو عورتوں کا شکریہ ادا کیا) شَكَرَهُنَّ (اس نے ان سب عورتوں کا شکریہ ادا کیا) شَكَرَكَ (اس نے تجھ ایک مرد کا شکریہ ادا کیا) شَكَرَكُمَا (اس نے تم دو مردوں کا شکریہ ادا کیا) شَكَرَكُمْ (اس نے تم سب مردوں کا شکریہ ادا کیا) شَكَرَكِ (اس نے تجھ ایک عورت کا شکریہ ادا کیا) شَكَرَكُمَا (اس نے تم دو عورتوں کا شکریہ ادا کیا) شَكَرَكُنَّ (اس نے تم سب عورتوں کا شکریہ ادا کیا) شَكَرَنِيْ (اس نے میرا (مرد و عورت) کا شکریہ ادا کیا) شَكَرَنَا (اس نے ہم دو مردوں / دو عورتوں، سب مردوں / سب عورتوں کا شکریہ ادا کیا)۔

اَلضَّمَائِرُ الْمَجْرُوْرَةُ الْمُتَّصِلَةُ: (مجرور متصل ضمیریں) یہ ضمیریں حرف

جر کے بعد آتی ہیں، اور اسم کے بعد بھی آتی ہیں، حرف جر کے بعد آئیں تو مجرور کہلاتی ہیں، اسم کے بعد آئیں تو مضاف الیہ کہلاتی ہیں۔

(۱) حرف جر کے بعد، جیسے:

لَهُ (اس ایک مرد کے لیے) لَهُمَا (ان دو مردوں کے لئے) لَهُمْ (ان سب مردوں کے لئے) لَهَا (اس ایک عورت کے لئے) لَهُمَا (ان دو عورتوں کے لئے) لَهُنَّ (ان سب عورتوں کے لئے) لَكَ (تجھ ایک مرد کے لئے) لَكُمَا (تم دو مردوں کے لئے) لَكُمْ (تم سب مردوں کے لئے) لَكِ (تجھ ایک عورت کے لئے) لَكُمَا (تم دو عورتوں کے لئے) لَكُنَّ (تم سب عورتوں کے لئے) لِيْ (مجھ ایک مرد اور ایک عورت کے لئے) لَنَا (ہم دو مردوں / ہم دو عورتوں، ہم سب مردوں / ہم سب عورتوں کے لئے)

اسم کے بعد، جیسے:

قَلَمَهُ (اس ایک مرد کا قلم) قَلَمَهُمَا (ان دو مردوں کا قلم) قَلَمُهُمْ (ان سب مردوں کا قلم) قَلَمُهَا (اس ایک عورت کا قلم) قَلَمُهُمَا (ان دو عورتوں کا قلم) قَلَمُهُنَّ (ان سب عورتوں کا قلم) قَلَمُكَ (تجھ ایک مرد کا قلم) قَلَمُكُمَا (تم دو مردوں کا قلم) قَلَمُكُمْ (تم سب مردوں کا قلم) قَلَمُكِ (تجھ ایک عورت کا قلم) قَلَمُكُمَا (تم دو عورتوں کا قلم) قَلَمُكُنَّ (تم سب عورتوں کا قلم) قَلَمِيْ (مجھ ایک مرد / ایک عورت کا قلم) قَلَمُنَا (ہم دو مردوں / دو عورتوں، ہم سب مردوں / ہم سب عورتوں کا قلم)۔

تَمْرِيْنَاتٌ — مشقیں

۱- ضمیر اسم معرفہ کی قسموں میں سے ہے، یا اسم نکرہ کی؟ ۲- ضمیر کی کل کتنی قسمیں ہیں؟ تمام قسموں کو الگ الگ کر کے بتلائیں، ہر ایک کی وضاحت کریں، اور تمام ضمیریں الگ الگ کر کے استاذ کو سنائیں، اور مثال بھی دیں۔ ۳- ذیل میں کچھ جملے لکھے جارہے ہیں، ان میں ضمیروں کی پہچان کر کے بتلائیں کہ کس میں کونسی ضمیر لائی گئی ہے؟

ضَرَبَهَا (اس نے اس ایک عورت کو مارا) جَاءَ (وہ آیا) جَاؤُا (وہ سب آئے) أَنْتَ أُسْتَاذٌ (تم ایک استاذ ہو) أَنْتُمُ المعَلِّمُوْنَ (تم سب معلم ہو) أَنْتُنَّ صَالِحَاتٌ (تم سب عورتیں نیک ہو) أَنْتُمَا مُجْتَهِدَانِ (تم دونوں محنتی مرد ہو) إِيَّاكَ وَالْفَرَارَ (بھاگنے سے احتیاط کر) دَارُكُمْ (تم سب کا گھر) إِلَيْهِ (اس ایک مرد تک) عَنْكُمَا (تم دو مردوں سے) مِنْكُنَّ (تم سب عورتوں سے) حَدِيقَتُكَ (تیرا باغیچہ) كُرَّاسَتُكِ (تیری کاپی)

الدَّرْسُ الْخَامِسُ عَشَرَ — پندرہواں سبق

اَلْجُمْلَةُ الْإِسْمِيَّةُ جملہ اسمیہ

گیارہویں سبق میں مرکب مفید اور مرکب غیر مفید کا ذکر آیا ہے، مرکب مفید کی تعریف و تقسیم کرتے ہوئے بتلایا گیا ہے کہ مرکب مفید کو جملہ بھی کہتے ہیں، جملے کی دو قسمیں ہیں، خبریہ اور انشائیہ، جملہ خبریہ کی بھی دو قسمیں ہیں، جملہ اسمیہ اور جملہ فعلیہ۔ آج کے سبق میں جملہ اسمیہ کے بارے میں بتلایا جائے گا۔

جملہ اسمیہ کے دو جزء ہوتے ہیں، پہلا جزء مبتدا کہلاتا ہے اور دوسرے جزء کو خبر کہا

جاتا ہے، مثال کے طور پر: اَلْوَلَدُ مُجْتَهِدٌ جملہ اسمیہ ہے، اس کا پہلا جزء اَلْوَلَدُ مبتدا ہے اور دوسرا جزء مُجْتَهِدٌ خبر ہے۔ مبتدا اور خبر کے کچھ قاعدے ہیں، ذیل میں وہ قاعدے بیان کئے جاتے ہیں۔

۱- مبتدا عام طور پر معرفہ اور خبر عام طور پر نکرہ ہوتی ہے۔

۲- مبتدا اور خبر دونوں مرفوع ہوتے ہیں، اوپر جو مثال دی گئی ہے، ان سے یہ دونوں باتیں سمجھ میں آجاتی ہیں۔

۳- خبر ان چیزوں میں اپنے مبتدا کے مطابق ہوتی ہے۔

(۱) مفرد، مثنیٰ اور جمع میں یعنی مبتدا اگر مفرد ہے تو خبر بھی مفرد ہوگی، مثنیٰ ہے تو خبر بھی مثنیٰ ہوگی، جمع ہے تو خبر بھی جمع ہوگی۔ مفرد کی مثال: اَلْبَيْتُ وَاسِعٌ گھر کشادہ ہے، مثنیٰ کی مثال: اَلصَّدِيْقَانِ وَفِيَّانِ دونوں دوست وفادار ہیں، جمع عاقل کی مثال: اَلْأَسَاتِذَةُ مَاهِرُوْنَ اساتذہ ماہر ہیں، جمع غیر عاقل کی مثال: اَلْأَقْلَامُ رَخِيْصَةٌ قلم سستے ہیں۔

(۲) خبر اپنے مبتدا کے مذکر اور مؤنث ہونے میں بھی مطابق ہوتی ہے، یعنی اگر مبتدا مذکر ہے تو خبر بھی مذکر ہوگی، مبتدا مؤنث ہے تو خبر بھی مؤنث ہوگی، اوپر جو مثالیں دی گئی ہیں ان سے بھی یہ بات سمجھ میں آتی ہے، مزید مثالیں یہ ہیں۔

اَلْخَادِمُ أَمِيْنٌ (نوکر ایمان دار ہے) اس میں مبتدا خبر واحد بھی ہیں اور مذکر بھی

اَلشُّبَّاكَانِ مَفْتُوْحَانِ. (دونوں کھڑکیاں کھلی ہوئی ہیں) اس میں مبتدا خبر مذکر بھی ہیں اور تثنیہ بھی۔

اَلْـمُؤْمِنُوْنَ صَادِقُوْنَ. (مؤمن سچے ہیں) اس میں مبتدا خبر مذکر بھی ہیں اور جمع بھی۔

اَلْغُرْفَةُ كَبِيْرَةٌ: (کمرہ بڑا ہے) اس میں مبتدا خبر مؤنث بھی ہیں اور واحد بھی۔

اَلْقَرْيَتَانِ جَمِيْلَتَانِ: (دونوں گاؤں خوب صورت ہیں) اس میں مبتدا خبر مؤنث بھی ہیں اور مثنی بھی۔

اَلْأُمَّهَاتُ نَشِيْطَاتٌ (مائیں پھرتیلی ہیں) اس میں مبتدا خبر مؤنث بھی ہیں اور جمع بھی (جمع عاقل کی)۔

اَلشَّوَارِعُ نَظِيْفَةٌ: (سڑکیں صاف ستھری ہیں) اس میں مبتدا خبر مؤنث بھی ہیں اور جمع بھی۔ مگر یہ جمع غیر عاقل کی ہے جو واحد مؤنث کے حکم میں ہوتی ہے، اس لئے اس کی خبر بھی واحد مؤنث لائی گئی ہے۔

تَمْرِيْنَاتٌ — مشقیں

۱- مرکب کی کتنی قسمیں ہیں؟ (۲) مرکب مفید کسے کہتے ہیں، اس کو اور کیا کہتے ہیں؟ (۳) جملے کی کتنی قسمیں ہیں؟ (۴) جملہ اسمیہ کسے کہتے ہیں؟ (۵) جملہ اسمیہ کے دو جزء کون کون سے ہیں؟ (۶) جملہ اسمیہ میں پہلے خبر آتی ہے یا مبتدا آتا ہے؟ (۷) مبتدا اور خبر کن کن چیزوں میں ایک دوسرے کے مطابق ہوتے ہیں؟ مثال ضرور دیں اور جو مثالیں ہم نے سبق میں لکھی ہیں، یا اب مشق میں لکھ رہے ہیں اُن سے ہٹ کر دیں۔ (۸) ذیل میں کچھ جملے لکھے جا رہے ہیں، آپ بتلائیں کہ ان میں کون سا جزء خبر ہے اور کون سا مبتداء، اور یہ کہ خبر اپنے مبتدا کے کس چیز میں مطابق ہے؟

اَلسَّتَائِرُ مُعَلَّقَةٌ (پردے لٹکے ہوئے ہیں) اَلْمُهَنْدِسُوْنَ مَاهِرُوْنَ (انجینئر مہارت رکھنے والے ہیں) اَلتُّفَّاحَتَانِ حُلْوَتَانِ (دونوں سیب میٹھے ہیں) اَلْمَنَارَةُ شَامِخَةٌ (مینار بلند وبالا ہے) اَلْجَدُّ ضَعِيْفٌ (دادا بوڑھے ہیں) اَلْأَطِبَّاءُ حَاذِقُوْنَ

(ڈاکٹر ماہر ہیں) اَلضَّیْفُ جَالِسٌ (مہمان بیٹھا ہوا ہے) اَلزَّهْرَةُ نَاضِرَةٌ (پھول تروتازہ ہے) اَلْـمُحَاضَرَةُ طَوِیْلَةٌ (لکچر لمبا ہے) اَلْفِنْجَانَانِ اَبْیَضَانِ (دونوں کپ سفید ہیں) اَلْجِبَالُ شَامِخَةٌ (پہاڑ اونچے ہیں) اَلدَّکَاکِیْنُ مُغْلَقَةٌ (دکانیں بند ہیں) اَلْوَرْدَةُ حَمْرَاءُ (گلاب سرخ ہے) اَلسَّاعَاتُ ثَمِیْنَةٌ (گھڑیاں قیمتی ہیں) اَلْـمُسَافِرَاتُ رَاجِعَاتٌ (مسافر عورتیں لوٹ رہی ہیں) اَلْفَتَاتَانِ مُهَذَّبَتَانِ (دونوں لڑکیاں مہذب ہیں)

اَلدَّرْسُ السَّادِسُ عَشَرَ ـــــ سولہواں سبق

اَلْجُمْلَةُ الْفِعْلِیَّةُ جملہ فعلیہ

جملہ فعلیہ؛ وہ جملہ ہے جس کا پہلا جزء فعل ہو اور دوسرا جزء فاعل، جیسے: جَاءَ خَالِدٌ (خالد آیا) سَمِعَ حَامِدٌ (حامد نے سنا) یہ دونوں جملے؛ فعلیہ ہیں، ان میں سے جاء کو فعل کہتے ہیں اور یہ مسند بھی کہلاتا ہے، سَمِعَ بھی فعل ہے، خالد اور حامد فاعل ہیں، فاعل کو مسند الیہ بھی کہتے ہیں، پہلے بھی بتلایا جاچکا ہے کہ مسند الیہ وہ ہے جس کی طرف کسی اسم یا فعل کی نسبت کی جائے، اگر اسم کی نسبت ہے تو وہ مبتدا ہے اور فعل کی نسبت ہے تو فاعل ہے، اسی طرح مسند وہ ہے جس کو دوسرے کی طرف نسبت کریں، جس کی طرف نسبت کریں اگر وہ اسم ہے تو جس کی نسبت کی جائے اس کو خبر کہتے ہیں، اور اسم نہیں ہے تو فعل کہتے ہیں، اسم مسند الیہ اور مسند دونوں ہو سکتا ہے، فعل صرف مسند ہوتا ہے مسند الیہ نہیں ہو سکتا۔

یہاں یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ ہر فعل اپنے فاعل کو رفع دیتا ہے، یہاں فاعل کے

بارے میں بھی معلوم ہونا ضروری ہے۔

فاعل وہ اسم ہے جس سے پہلے فعل ہو، اور اس نے وہ فعل انجام دیا ہو، جیسے اوپر کی مثالوں میں خَالِدٌ اور حَامِدٌ دونوں فاعل ہیں، کیوں کہ فعل انہی دو کی وجہ سے واقع ہوا ہے، یا انہی دونوں نے اسے انجام دیا ہے، پہلے جملے میں خالد کا جانا واقع ہوا ہے، اور دوسرے جملے میں حامد کا سننا واقع ہوا ہے، فاعل کی دو قسمیں ہیں۔

اَلدَّرْسُ السَّابِعُ عَشَرَ ــــ سترھواں سبق

اَلْإِسْمُ الظَّاهِرُ وَإِسْمُ الضَّمِيْرِ

اسم ظاہر - اسم ضمیر

اسم ظاہر: وہ فاعل ہے جو فعل کے بعد آئے، اس صورت میں فعل ہمیشہ واحد ہوگا، اور مذکر و مؤنث ہونے میں دونوں ایک دوسرے کے مطابق ہوں گے، جیسے:

سَمِعَ الرَّجُلُ (ایک مرد نے سنا) سَمِعَ الرَّجُلَانِ (دو مردوں نے سنا) سَمِعَ الرِّجَالُ (سب مردوں نے سنا) سَمِعَتِ الْمَرْأَةُ (ایک عورت نے سنا) سَمِعَتِ الْمَرْأَتَانِ (دو عورتوں نے سنا) سَمِعَتِ النِّسَاءُ (تمام عورتوں نے سنا)

اسم ضمیر: وہ فاعل ہے جو فعل کے ساتھ آئے، یعنی فعل کے اندر پوشیدہ ہو، اس صورت میں فعل واحد، تثنیہ، جمع، مذکر اور مؤنث میں فاعل کے مطابق ہوگا، جیسے:

اَلرَّجُلُ سَمِعَ (ایک مرد نے سنا) اَلرَّجُلَانِ سَمِعَا (دو مردوں نے سنا) اَلرِّجَالُ سَمِعُوْا (تمام مردوں نے سنا) اَلْمَرْأَةُ سَمِعَتْ (ایک عورت نے سنا) اَلْمَرْأَتَانِ سَمِعَتَا (دو عورتوں نے سنا) اَلنِّسَاءُ سَمِعْنَ (سب عورتوں نے سنا)

ان جملوں میں الرجل اور المرأة تینوں حالتوں میں مبتدا ہیں، اور سَمِعَ وسَمِعَتْ کے اندر جو ضمیر چھپی ہوئی ہے وہ فاعل ہے، چناں چہ سَمِعَ میں هُوَ، سَمِعَا میں هُمَا، سَمِعُوا میں هُمْ سَمِعَتْ میں هِيَ، سَمِعَتَا میں هُمَا، سَمِعْنَ میں هُنَّ ضمیریں چھپی ہوئی اور فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ بن رہا ہے اور جملہ فعلیہ بن کر خبر بن رہا ہے۔

اس سبق میں فعل اور فاعل کے دو تین قاعدے اور سمجھ لیجیے۔

۱- اگر فاعل مؤنث حقیقی فعل کے فوراً بعد آئے تو فعل ہمیشہ مؤنث ہی ہوگا، جیسے: قَالَت إِمْرَأَةُ عِمْرَانَ (عمران کی عورت نے کہا) اس میں امرأة فاعل قَالَت فعل کے فوراً بعد ہے۔

۲- لیکن اگر فعل اور فاعل کے درمیان کوئی فصل آگیا، یعنی کوئی دوسرا لفظ آگیا تو اب اختیار ہے کہ فعل کو مذکر لائے یا مؤنث، دونوں کی مثالیں۔

إِذَا أَصَابَتْهُمْ مُّصِيبَةٌ (جب انہیں کوئی مصیبت پہنچتی ہے) اس میں فعل اور فاعل کے درمیان هُمْ ضمیر آئی ہے یہاں فعل مؤنث استعمال ہوا ہے۔

فَمَنْ جَاءَهُ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهِ (پھر جسے اس کے رب کی طرف سے نصیحت پہنچی) اس میں فعل اور فاعل کے درمیان ہٗ ضمیر آئی ہے، یہاں فعل مذکر استعمال ہوا ہے۔

۳- اگر فاعل مؤنث غیر حقیقی ہو تو اس میں بھی فعل لانے کی دو صورتیں ہیں۔

(ا) اگر فعل فاعل سے پہلے ہو تو فعل مؤنث اور مذکر دونوں لاسکتے ہیں، جیسے: طَلَعَتِ الشَّمْسُ، طَلَعَ الشَّمْسُ (سورج نکلا)۔

(۲) اور اگر فاعل؛ فعل سے پہلے ہو تو فعل کو مؤنث لانا ضروری ہو گا جیسے: الشَّمْسُ طَلَعَتْ (سورج نکلا)۔

۴-اگر فاعل جمع مکسر (اس کے بارے میں پہلے بتلایا جاچکا ہے) ہو، خواہ ذوی العقول سے ہو یا غیر ذوی العقول سے وہ مؤنث غیر حقیقی کے حکم میں ہو گا، یعنی اگر فعل فاعل سے پہلے ہو تو فعل کو مؤنث بھی لا سکتے ہیں، اور مذکر بھی، جیسے: قَامَ الرِّجَالُ / قَامَتِ الرِّجَالُ (لوگ کھڑے ہوئے) ذَهَبَ الْأَيَّامُ/ ذَهَبَتِ الْأَيَّامُ(دن گزر گئے) البتہ ذوی العقول کی جمع میں اگر فاعل پہلے ہو تو اس طرح لائیں گے، اَلرِّجَالُ قَامُوْا، غیر ذوی العقول کی جمع میں اس طرح لائیں گے۔ اَلْأَيَّامُ ذَهَبَتْ.

تَمْرِينَاتٌ — مشقیں

۱-جملہ فعلیہ کسے کہتے ہیں؟ ۲-جملہ فعلیہ کے پہلے جزء کو کیا کہتے ہیں اور دوسرے جزء کا کیا نام ہے؟ ۳-فاعل کی کتنی قسمیں ہیں؟ ۴-فاعل اسم ظاہر کیا ہے اور فاعل اسم ضمیر کسے کہا جاتا ہے؟ ۵-فاعل اگر اسم ہو تو فاعل فعل کے ساتھ کن دو چیزوں میں مطابق ہو گا؟ ٦-مؤنث حقیقی فعل سے متصل ہو، تو فعل کیسا لایا جائے گا؟ ۷-اور اگر دونوں کے درمیان فاصلہ ہو تو اس صورت میں فعل کیسا ہو گا؟ ۸-اگر فعل فاعل سے پہلے ہو تو کیا فعل کو مؤنث بھی لا سکتے ہیں اور مذکر بھی؟ مثال دے کر بتلایئے۔ ۹-اگر فاعل فعل سے پہلے ہو تو فعل کیسا ہو گا مذکر یا مؤنث؟ ۱۰-فاعل جمع مکسر کا کیا قاعدہ ہے؟ مثال ضرور دیجئے۔ ۱۱-ذیل میں کچھ جملے لکھے جا رہے ہیں ان میں پڑھے ہوئے قواعد کو تطبیق دیجئے:

اِبْتَسَمَتِ الْمَرْأَةُ (عورت مسکرائی) طَارَتْ كُرَةُ السَّلَّةِ(باسکٹ بال

اڑی) اِشْتَعَلَتِ النَّارُ (آگ جلی) اِنْشَقَّتِ الْأَرْضُ (زمین پھٹی) اِنْكَسَرَتِ الْأَوَانِيُ (برتن ٹوٹے) اخْتَلَفَتِ الْأَقْوَالُ (اقوال مختلف ہوئے) قُتِلَ أَصْحَابُ الْأُخْدُوْدِ (اخدود والے قتل ہوئے) جَاۤءَ نَصْرُ اللهِ وَالْفَتْحُ (اللہ کی مدد اور فتح آئی) اِنْفَتَحَتْ نَوَافِذُ الْغُرْفَةِ (کھڑکیاں کھلیں) قَالَ نِسْوَةٌ فِي الْمَدِيْنَةِ (شہر میں چند عورتوں نے کہا) إِذَا جَاۤءَ كَ الْمُؤْمِنَاتُ (اگر آپ کے پاس مسلمان عورتیں آئیں) حَامِدٌ يَمْشِيْ (حامد چل رہا ہے) اَلصَّدِيْقَانِ حَضَرَا (دونوں دوست حاضر ہوئے) أُخْتَاكَ ذَهَبَتَا (تیری دونوں بہنیں گئیں) نِسَاۤءُ الْبَلَدِ اِجْتَمَعْنَ (شہر کی عورتیں جمع ہوئیں) رِجَالُ الْبَلَدِ حَضَرُوْا (شہر کے لوگ آئے)۔

اَلدَّرْسُ الثَّامِنُ عَشَرَ ــــ اٹھارواں سبق

اَلْمُضَافُ وَالْمُضَافُ إِلَيهِ فِي صُوَرٍ مُخْتَلِفَةٍ

مضاف اور مضاف الیہ مختلف شکلوں میں

مضاف اور مضاف الیہ کے بارے میں آپ پڑھ چکے ہیں، وہاں آپ نے یہ قاعدہ بھی پڑھا ہے کہ مضاف الیہ ہمیشہ مجرور ہوتا ہے، لیکن یہ جر ہمیشہ یکساں نہیں ہوتا، بلکہ علامتِ جر بدلتی رہتی ہے، مثال کے طور پر۔

۱- اگر مضاف الیہ اسم مفرد ہو تو اس پر جر ہوگا، جیسے: كِتَابُ التِّلْمِيْذِ (شاگرد کی کتاب)۔

۲- اگر مضاف الیہ اسم مثنی ہوگا تو جر کی علامت؛ ی ہوگی اور اس سے پہلے فتحہ ہوگا جیسے: كتَابُ التِّلْمِيْذَيْنِ (دونوں شاگردوں کی کتاب)

۳- اگر مضاف الیہ جمع مذکر سالم ہو تو اس کے جر کی علامت بھی ی ہو گی، مگر اس سے پہلے کسرہ ہو گا اور آخری حرف پر فتحہ ہو گا، جیسے: أَخلَاقُ الْمُؤْمِنِيْنَ (مسلمانوں کے اخلاق)۔

۴- اگر مضاف الیہ جمع مؤنث سالم ہو تو اس کے آخری حرف پر جر ہو گا، جیسے: مَدْرَسَةُ الْبَنَاتِ (لڑکیوں کا مدرسہ)۔

۵- جو اسماء غیر منصرف ہوتے ہیں اگر وہ مضاف الیہ ہوں تو ان کا جر فتحہ کی صورت میں ہوتا ہے، جیسے: دَارُ فَاطِمَةَ (فاطمہ کا گھر)۔

اوپر مضاف الیہ کے استعمال کی مختلف صورتیں بیان کی گئی ہیں، مضاف بھی مختلف یقوں پر آتا ہے، مثال کے طور پر۔

۱- اسم مفرد کی صورت میں جیسے: حَدِيْثُ الرَّسُوْلِ (پیغمبر کی حدیث) اس

ں مضاف کے اوپر ضمہ ہے۔

بعض اوقات مضاف پر فتحہ بھی آتا ہے مگر یہ اس وقت آتا ہے جب اس سے پہلے کوئی فتحہ دینے والا ہو، جیسے سَمِعْتُ حَدِيْثَ الرَّسُوْلِ (میں نے پیغمبر کی حدیث سنی) مضاف پر کسرہ بھی آتا ہے، یہ بھی اسی صورت میں جب اسے کوئی کسرہ دینے والا ہو، جیسے: ذَهَبْتُ إِلَى جُنَيْنَةِ الْحَيَوَانَاتِ (میں چڑیا گھر گیا)

۲- اگر مضاف تثنیہ یا جمع ہو تو اس کا نون گر جاتا ہے، جیسے اگر مَنَارَتَانِ کی اضافت کی جائے تو اس طرح پڑھا جائے گا مَنَارَتَا الْمَسْجِدِ، مُسْلِمُوْنَ کی اضافت کی جائے تو اس طرح پڑھا جائے گا مُسْلِمِي الْهِنْدِ (ہندوستان کے مسلمان) یہ تو مرفوع ہونے کی صورت میں ہے، اگر کسی وجہ سے اس پر فتحہ ہو یا کسرہ ہو تو پھر تثنیہ میں

الف کے بہ جائے ی اور اس سے پہلے والے حرف پر فتحہ ہو گا جیسے:

رَأَيْتُ مَنَارَتَيِ الْـمَسْجِدِ: میں نے مسجد کے دو مینار دیکھے۔ حالت نصبی میں

نَظَرْتُ إِلَى مَنَارَتَيِ الْـمَسْجِدِ: میں نے مسجد کے دو میناروں کی طرف دیکھا۔ حالت جری میں

اور جمع مذکر سالم میں واؤ ختم ہو جائے گا، اس کی جگہ ی آئے گی جو ساکن ہو گی اور اس سے پہلے والے حرف پر کسرہ ہو گا، جیسے:

أُحِبُّ مُجَاهِدِي فَلَسْطِيْنَ (میں فلسطین کے مجاہدین سے محبت کرتا ہوں) حالت نصبی میں۔

تَكَلَّمْتُ مَعَ مُعَلِّمِي الْـمَدْرَسَةِ (میں نے مدرسہ کے اساتذہ سے بات چیت کی) حالت جری میں۔

۳- مضاف کبھی متعدد بھی ہوتے ہیں، یعنی کبھی ایک سے زیادہ لفظ مضاف بنتے ہیں، جیسے:

ضَوْءُ غُرْفَةِ الْبَيْتِ (گھر کے کمرے کی روشنی)

بِنْتُ أُخْتِ حَامِدٍ (حامد کی بہن کی لڑکی)

شَجَرَتَا حَدِيْقَةِ الْبَلْدَةِ (شہر کے باغیچے کے دو درخت)

مُسْلِمُوْ وِلَايَةِ آسَامْ (صوبۂ آسام کے مسلمان)

تثنیہ اور جمع ہوں تو ان میں حالت رفعی، حالت نصبی اور حالت جری کے وہی قواعد جاری ہوں گے جو گذشتہ صفحات میں بیان کیے گئے ہیں۔

۴- مضاف اور مضاف الیہ کبھی موصوف صفت بھی ہوتے ہیں، اگر موصوف صفت مضاف یا مضاف الیہ بنیں تو ان میں وہی قواعد جاری ہوں گے جو موصف صفت

کے ہیں، یعنی موصوف اور صفت مفرد، مثنی اور جمع مذکر اور مؤنث میں ایک دوسرے کے مطابق ہوں گے، پھر ان کو مضاف اور مضاف الیہ بنایا جائے گا، جیسے: بَيْتُ زَيْدٍ الْوَاسِعُ (زید کا کشادہ گھر) اس میں بَيْتٌ موصوف اور اَلْوَاسِعُ صفت ہے، پھر دونوں مل کر مضاف ہو رہے ہیں، زید کی طرف، كِتَابُ الطَّالِبِ الجَدِيْدِ (نئے طالب علم کی کتاب) اس میں الطَّالِبُ الجَدِيْدُ موصوف صفت ہو کر مضاف الیہ ہے، البتہ پہلے جملے میں یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ مضاف کی صفت ہمیشہ مضاف الیہ کے بعد آتی ہے۔

تَمْرِيْنَاتٌ — مشقیں

۱۔اسم مفرد مضاف ہو تو اس پر ضمہ آئے گا یا فتحہ؟ (۲) مضاف الیہ مفرد ہو تو اس پر کسرہ آئے گا یا ضمہ؟(۳) مضاف الیہ تثنیہ ہو یا جمع ہو تو ان کو کس طرح لائیں گے؟(۴) اسم منصرف کے مضاف الیہ ہونے کی صورت میں آخری حرف کیسا ہو گا؟ (۵) اگر مضاف سے پہلے کوئی عامل نصب دینے والا ہو تو اس پر کون سی حرکت آئے گی، جر دینے والا ہو تو اس کا اعراب کیسا ہو گا؟ (۶) اگر مضاف تثنیہ ہو تو اس کی اضافت مضاف الیہ کی طرف کیسے ہو گی، اسی طرح اگر مضاف جمع مؤنث سالم ہو تو اس کی اضافت کس طرح کی جائے گی؟ (۷) مضاف تثنیہ، اور مضاف جمع مذکر سالم حالت نصبی اور حالت جری میں کس طرح لکھے اور پڑھے جائیں گے؟ (۸) مضاف متعدد ہوں تو کس طرح اضافت کریں گے؟ (۹) کوئی لفظ تثنیہ یا جمع مذکر سالم ڈبل اضافت میں

آجائے تو اس پر کس طرح اعراب لگائیں گے؟ (١٠) اگر مضاف اور مضاف الیہ موصوف صفت ہوں تو یہ دونوں کن کن چیزوں میں ایک دوسرے کے مطابق ہوں گے؟ (١١) ذیل میں کچھ جملے لکھے جارہے ہیں، ان کو پڑھیں اور ہر جملے میں پڑھتے ہوئے قواعد جاری کریں۔

سَاعَةُ الْبِنْتِ الْجَمِيْلَةِ الْجَدِيْدَةُ مَكْسُوْرَةٌ. (خوب صورت لڑکی کی نئی گھڑی ٹوٹی ہوئی ہے) بَنُو اِبْنَةِ عَمِّ سَلِيْمٍ (سلیم کی چچازاد بہن کے بیٹے) مِفْتَاحُ بَابِ الْبَيْتِ (گھر کے دروازے کی چابی) اِبْنُ خَالِ عَائِشَةَ (عائشہ کے ماموں کا لڑکا) قَرْنَا بَقَرَةِ خَالِدٍ (خالد کی گائیں کے دو سینگ) زَوْجَا خَالَتَيِ فَاطِمَةَ (فاطمہ کی دو خالاؤں کے شوہر) أَخْلَاقُ بَنَاتِ خَدِيْجَةَ (خدیجہ کی لڑکیوں کے اخلاق) رَوَاتِبُ مُهَنْدِسِي الشَّرِكَةِ (کمپنی کے انجینئروں کی تنخواہیں) حَيَاةُ سُكَّانِ الصَّحْرَاءِ (جنگل کے باشندوں کی زندگی) قُلُوْبُ مُسْلِمِي الْعَالَمِ (دنیا کے مسلمانوں کے دل) رَاكِبُوا سَفِيْنَةِ نُوْحٍ (حضرت نوح کی کشتی کے سوار) دَكَاكِيْنُ الْبَقَّالِيْنَ فِي السُّوْقِ الْكَبِيْرَةِ (پرچون فروشوں کی دکانیں بڑے بازار میں ہیں) اَبْنَاءُ اَخَوَيِ زَيْدٍ (زید کے دو بھائیوں کے بیٹے) اللهُ نُوْرُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ (اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے) جَنَاحَا بَبْغَاءِ اَحْمَدَ (احمد کے طوطے کے دو بازو) قِطَّةُ سَلِيْمٍ السَّوْدَاءُ سَمِيْنَةٌ (سلیم کی سیاہ بلی موٹی ہے) خِرِّيْجُوْ جَامِعَاتِ الْبَلَدِ (شہر کی یونی ورسٹیوں کے فارغین)۔

الدَّرْسُ التَّاسِعُ عَشَرَ — انیسواں سبق

اِسْتِعْمَالُ كُلٍّ وَبَعْضٍ وَأَكْثَرَ

كُلٌّ وبَعْضٌ اور اَكْثَرَ کا استعمال

عربی زبان میں یہ تین الفاظ کثرت سے استعمال ہوتے ہیں، اور عموماً مضاف بن کر آتے ہیں، اس لئے بہتر ہوگا کہ ان کو بھی مضاف اور مضاف الیہ کے ساتھ ہی ذکر کر دیا جائے۔

۱- اردو میں کہتے ہیں تمام لوگ، سب طلبہ، تمام چیزیں وغیرہ، ان جملوں میں دو لفظ آئے ہیں، تمام اور سب، ان دو لفظوں کے مفہوم کو عربی میں ادا کرنا ہو تو اس کے لیے كُلٌّ لفظ آئے گا، اور اس کو مضاف بنایا جائے گا، اس کا مضاف الیہ جمع ہوگا اور اس پر الف لام بھی داخل ہوگا جیسے "تمام لوگ"، "تمام طلبہ"، اور "تمام چیزیں" کی عربی ہوگی، كُلُّ النَّاسِ، كُلُّ الطَّلَبَةِ، كُلُّ الْأَشْيَاءِ، كُلٌّ کی جگہ جَمِيْعٌ بھی لا سکتے ہیں، جیسے: جَمِيْعُ النَّاسِ، جَمِيْعُ الطَّلَبَةِ، جَمِيْعُ الْأَشْيَاءِ. یہ حالت رفعی کا اعراب ہے، اگر كُلٌّ یا جَمِيْعٌ حالت نصبی میں ہوگا تو اس پر فتحہ آئے گا جیسے رَأَيْتُ جَمِيْعَ النَّاسِ (میں نے تمام لوگوں کو دیکھا) اسی طرح اگر كُلٌّ حالت جری میں ہوگا تو اس پر کسرہ ہوگا جیسے نَظَرْتُ إِلٰى كُلِّ الطَّلَبَةِ (میں نے تمام طلبہ کی طرف دیکھا)۔

۲- اردو میں کہتے ہیں، ہر طالب علم، ہر آدمی، ہر چیز، اس کے لئے بھی كُلٌّ آئے گا اور اسے مضاف بنایا جائے گا، مگر اس کا مضاف الیہ واحد ہوگا اور اس کو نکرہ لایا جائے گا، یعنی اس پر الٓ داخل نہیں ہوگا، جیسے كُلُّ رَجُلٍ (ہر آدمی) كُلُّ طَالِبٍ (ہر طالب

علم) كُلُّ شَيْءٍ (ہر چیز) ان تینوں جملوں میں لفظ كُلٌّ حالت رفعی میں ہے، حالت نصبی میں اس کا اعراب فتحہ ہو گا، جیسے: أَعْطَيْتُ كُلَّ طَالِبٍ قَلَمًا (میں نے ہر طالب علم کو ایک قلم دیا) حالت جری میں کسرہ ہو گا جیسے: إِنَّ اللهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (اللہ ہر چیز پر قادر ہے)

۳- اگر "پورے کا پورا" اور "سارے کا سارا" کا مفہوم ادا کرنا ہو تو اس کے مضاف الیہ کو واحد لانا ہو گا اور اس پر الْ داخل کرنا ہو گا، جیسے: كُلُّ الْكِتَابِ (پوری کتاب)

۴- دوسرا لفظ بَعْضٌ ہے، اردو میں اس کا مفہوم ہے "کچھ" یہ لفظ بھی مضاف بنے گا، اس کا مضاف الیہ بھی جمع ہو گا اور اس پر بھی الف لام داخل ہو گا، یہ اس صورت میں ہے جب کہ بہت سی چیزوں میں سے کچھ کا مفہوم بتلانا ہو، جیسے: بَعْضُ النَّاسِ (بعض لوگ) بَعْضُ الطَّلَبَةِ (کچھ طالب علم) بَعْضُ الْأَشْيَاءِ (کچھ چیزیں) اور اگر ایک ہی چیز کے کچھ حصے کو بتلانا ہو تو اس کا مضاف الیہ واحد ہو گا، اس پر الف لام داخل ہو گا، جیسے بَعْضُ الْكِتَابِ (کتاب کا کچھ حصہ)۔

۵- اردو میں ایک لفظ آتا ہے، "اکثر" اسی طرح ایک اور لفظ آتا ہے "بیشتر" یہ دونوں لفظ تقریباً ایک ہی مفہوم کو ادا کرتے ہیں، عربی میں اس کے لیے أَكْثَرُ کے ساتھ ایک اور لفظ آتا ہے، مُعْظَمُ، عربی قواعد کی رو سے ان دونوں کو بھی مضاف بنایا جاتا ہے، اس کا مضاف الیہ بھی جمع آتا ہے، اور اس پر بھی الف لام داخل کیا جاتا ہے، مثلاً اگر یہ کہنا ہو اکثر لوگ، بیشتر طلبہ، اکثر اسباق، وغیرہ تو اس طرح کہیں گے۔ اَكْثَرُ النَّاسِ، مُعْظَمُ النَّاسِ (اکثر طلبہ) اَكْثَرُ الطَّلَبَةِ، مُعْظَمُ الطَّلَبَةِ (اکثر طلبہ، بیشتر طلبہ) اَكْثَرُ الدُّرُوْسِ، مُعْظَمُ الدُّرُوْسِ (اکثر اسباق، بیشتر اسباق)

تَمْرِيْنَاتٌ — مشقیں

۱- "تمام"، "ہر ایک"، "سارے کا سارا" کے مفہوم کو ادا کرنے کے لئے عربی میں کون سا لفظ آتا ہے اس کو جملے میں کیسے استعمال کرتے ہیں؟ تینوں کو الگ الگ کر کے بتلائیں اور ہر ایک کی مثال بھی دیں۔ ۲- "کچھ" کے مفہوم کو ادا کرنے کے لیے عربی میں کون سا لفظ آتا ہے، اس لفظ کو جملے میں کس طرح استعمال کرتے ہیں؟ ایک مثال بھی دیں۔ ۳- "اکثر" کے مفہوم کے لیے عربی میں کون سے الفاظ ہیں، ان دونوں کو کس طرح استعمال کرتے ہیں؟ ایک دو مثالیں بھی دیں۔ ۴- ذیل میں کچھ جملے لکھے جا رہے ہیں، ان میں كُلٌّ، بَعْضٌ اور اَكْثَرُ کے الفاظ متعین کر کے بتلائیں اور ہر جملے میں پڑھا ہوا قاعدہ بیان کریں۔

اَكْثَرُ النَّاسِ اَغْنِيَاءُ (زیادہ تر لوگ مال دار ہیں) مُعْظَمُ الطُّلَّابِ رَاسِبُوْنَ (اکثر طلبہ فیل ہیں) كُلُّ الطُّلَّابِ حَاضِرُوْنَ (تمام طلبہ حاضر ہیں) كُلُّ طَالِبٍ مَوْجُوْدٌ (ہر طالب علم موجود ہے) قرأتُ كُلَّ الْكِتَابِ (میں نے پوری کتاب پڑھی) كُلُّ قَلَمٍ مَكْسُوْرٌ (ہر قلم ٹوٹا ہوا ہے) بَعْضُ النَّاسِ اَغْبِيَاءُ (بعض لوگ کند ذہن ہیں) اَكْثَرُ النِّسَاءِ سَافِرَاتٌ (بیشتر عورتیں بے پردہ ہیں) مُعْظَمُ الْكُتُبِ عِنْدِی (اکثر کتابیں میرے پاس ہیں) بَعْضُ الشَّوَارِعِ مَشْغُوْلَةٌ (بعض سڑکیں مصروف ہیں) كُلُّ الْعَامِلِيْنَ مَرِيْضُوْنَ (تمام مزدور بیمار ہیں) كُلُّ الْكِتَابِ مُمَزَّقٌ (پوری کتاب پھٹی ہوئی ہے) كُلُّ شَیْءٍ فِی الْحَقِيْبَةِ (ہر چیز سوٹ کیس میں ہے)۔

اَلدَّرْسُ الْعِشْرُوْنَ — بیسواں سبق

اَلْحُرُوْفُ الْجَارَّةُ حروف جر

۱- حروف جارّہ اسماء پر داخل ہوتے ہیں، اور ان کو جر دیتے ہیں، حروف جارّہ افعال پر داخل نہیں ہوتے، حروف جر تعداد میں سترہ ہیں۔

عَلَى: (پر، اوپر) جیسے عَلَى الْأَرْضِ (زمین کے اوپر) عَلَى الْمُكْتَبِ (میز پر)

إِلَى: (تک، کی طرف) جیسے إِلَى الْـمَدْرَسَةِ (مدرسہ تک) إِلَى السَّمَاءِ (آسمان کی طرف)

مِنْ: (سے، میں سے، کا، کی، کے) جیسے حَامِدٌ رَجَعَ مِنَ الْمُدْرَسَةِ (حامد مدرسے سے واپس ہوا) اَلْبُرْتَقَالُ مِنَ الْفَوَاكِهِ (سنترہ پھلوں میں سے ہے) اَلرَّفُّ مَنَ الْخَشَبِ (الماری لکڑی کی ہے)

لِ: (لئے، کا، کے، کی) جیسے اَلْحَمْدُ لله (تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں) هٰذِهِ السَّاعَةُ لِخَالِدٍ (یہ گھڑی خالد کی ہے) لِلْمَسْجِدِ اَبْوَابٌ كَثِيْرَةٌ (مسجد کے بہت سے دروازے ہیں) قُلْتُ لِلطَّلَبَةِ (میں نے طلبہ سے کہا)

فِيْ: (میں) فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَرَضٌ (ان کے دلوں میں ایک مرض ہے) صُمْتُ فِيْ رَمَضَانَ (میں نے رمضان میں روزے رکھے)

عَنْ: (سے، بارے میں) جیسے سَأَلْتُ الْأُسْتَاذَ عَنِ الدَّرْسِ (میں نے استاذ سے سبق کے بارے میں پوچھا) اَلْمَدْرَسَةُ بَعِيْدَةٌ عَنِ الْبَيْتِ (مدرسہ گھر سے دور ہے)

بِ: (سے، میں، کے ساتھ، قسم کھانے کے لئے) كَتَبْتُ بِالْقَلَمِ (میں نے قلم سے لکھا) جَلَسْتُ بِالْمَسْجِدِ (میں مسجد میں بیٹھا) ذَهَبْتُ لِلنُّزْهَةِ بِأُسْرَتِي (میں اپنے خاندان کے ساتھ تفریح کے لیے گیا) بِاللهِ لَأَفْعَلَنَّ كَذَا (خدا کی قسم میں ایسا کروں گا)

كَ: حرف تشبیہ (مانند، جیسا، جیسی، جیسے) حَامِدٌ كَالْأَسَدِ (حامد شیر کی طرح ہے) اَللِّسَانُ كَالسَّيْفِ (زبان تلوار کی طرح ہے) ذٰلِكَ الْوَلَدُ كَالْأَخِ (وہ لڑکا بھائی جیسا ہے)

تَ: قسم کھانے کے لئے ہے، مگر یہ حرفِ قسم صرف اللہ کے ساتھ خاص ہے جیسے: تَاللهِ لَأَكِيْدَنَّ أَصْنَامَكُمْ (اللہ کی قسم میں تمہارے بتوں کے ساتھ ایسا کام کروں گا)

وَ: یہ بھی قسم کھانے کے لئے ہے، جیسے: وَاللهِ إِنَّهُ لَقُرْآنٌ كَرِيْمٌ (خدا کی قسم یہ قرآن کریم ہے) وَاللهِ إِنَّ ذٰلِكَ الرَّجُلَ أُسْتَاذِيْ (خدا کی قسم وہ آدمی میرا استاذ ہے)

حَتّٰى: (انتہا بتلانے کے لیے) جیسے نِمْتُ حَتَّى الصَّبَاحِ (میں صبح تک سویا) ذَهَبْتُ حَتَّى السُّوْقِ (میں بازار تک گیا)

رُبَّ؛ (کسی چیز کی قلت یا کثرت بیان کرنے کے لئے) جیسے: رُبَّ رَجُلٍ صَنَعَ خَيْرًا (کم ہی لوگوں نے اچھا کام کیا) رُبَّ نِسَاءٍ كَاسِيَاتٍ عَارِيَاتٌ (بہت سی لباس پہنی ہوئی عورتیں برہنہ ہوتی ہیں)

مُذْ، مُنْذُ: یہ دو حرف ہیں اور تین معنوں کے لئے آتے ہیں، مِنْ کے معنی میں اگر زمانہ ماضی میں ہو، جیسے: مَا رَأَيْتُهُ مُذْ يَوْمِ الأَرْبِعَاءِ (میں نے اسے بدھ کے دن سے نہیں دیکھا) فِي کے معنی میں اگر زمانہ حال میں ہوں، مَا رَأَيْتُهُ مُنْذُ يَوْمِنَا هَذَا (میں نے اسے آج کے دن نہیں دیکھا) مِنْ وَإِلَى کے معنی میں اگر مقصد تعداد بتلانا ہو، جیسے: مَا رَأَيْتُهُ مُذْ سِتَّةِ أَيَّامٍ (میں نے اسے چھ دن سے / چھ دن تک نہیں دیکھا) مُذ کی جگہ مُنذ کا استعمال بھی اسی طرح ہے، فرق اتنا ہے کہ مُذ ساکن ہے اور منذُ متحرک بالضمہ ہے۔

حَاشَا، خَلَا، عَدَا: یہ تینوں حروف مابعد قبل کے حکم کو مابعد سے مستثنیٰ کرتے ہیں، جیسے: حَضَرَ الطَّلَبَةُ خَلَا حَامِدٍ (حامد کے علاوہ تمام طلبہ آئے)

یہاں کچھ باتیں اور بھی قابل توجہ ہیں۔

۱- اگر یہ حروف مثنیٰ پر داخل ہوں تو الف گرادیا جائے گا، اس کی جگہ ی آئے گی اور اس سے پہلے والا حرف مفتوح ہو گا جیسے: عَلَى رَجُلٍ مِنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيمٍ (دو شہروں کے عظیم آدمی پر) هَذِهِ الْكُتُبُ لِلطَّالِبَيْنَ (یہ کتابیں دوطالب علموں کی ہیں)

۲-اگر یہ حروف جمع مذکر سالم پر یا جمع مؤنث سالم پر یا اسم غیر منصرف پر داخل

ہوں گے تو ان کا اعراب بدل جائے گا۔

٣- چناں چہ اگر جمع مذکر سالم پر کوئی حرف جر داخل ہو تو اس کی واو ختم کر دی جائے گی اور اس کی جگہ ی لائی جائے گی، گویا یہ ی کے ساتھ مجرور ہو گا جیسے سَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ (رسولوں پر سلام ہو)

٤- جمع مؤنث سالم میں کوئی تبدیلی نہیں ہو گی، بس اس کا حرف مجرور رہے گا، جیسے عَائِشَةُ مِنَ الصَّالِحَاتِ (عائشہ نیک عورتوں میں سے ہے)

٥- اگر اسم غیر منصرف پر حرف جر داخل ہو تو وہ فتحہ سے مجرور ہوتا ہے، یعنی اس کے آخری حرف پر کسرہ کے بجائے فتحہ آتا ہے، جیسے هِيَ اَكْبَرُ مِن فَاطِمَةَ (وہ فاطمہ سے بڑی ہے)

تَمْرِيْنَاتٌ — مشقیں

١- حرفِ جر اس اسم پر کیا عمل کرتا ہے جس پر داخل ہوتا ہے؟ (٢) حروفِ جر کتنے ہیں؟ ذرا ان کو شمار کیجیے، ان کے معنی بتلایئے اور ہر ایک حرف کی کم از کم ایک مثال بھی دیجیے۔ (٣) حرف جر اگر مثنی پر داخل ہو تو اس کا جر کس صورت میں ظاہر ہو گا؟ (٤) جمع مذکر سالم اور جمع مؤنث سالم پر حرف جر داخل کر کے بتلایئے کہ یہ کیسے مجرور ہوں گے؟ (٥) غیر منصرف پر حرف جر داخل ہو تو اس کا جر کیسے لکھا اور پڑھا جائے گا۔ (٦) ذیل میں کچھ جملے لکھے جا رہے ہیں ان میں پڑھتے ہوئے قواعد کا اجراء کیجیے۔

وَصَلْتُ إِلَى الدَّارِ (میں گھر تک پہنچا) اَصْغَتِ الطَّالِبَاتُ اِلَى الْمُعَلِّمَاتِ (طالبات نے معلمات کو دھیان سے سنا) اِطَّلَعْتُ عَلَى الْقِصَّتَيْنِ (میں دونوں قصوں پر مطلع ہوا) خَرَجْتُ مِنَ الْمَنْزِلِ (میں گھر سے نکلا) سِرْتُ

الْبَارِحَةَ اِلَى آخِرِ اللَّيْلِ (میں کل شب، آخر رات تک چلا) سَلَامٌ هِيَ حَتَّى مَطْلَعِ الْفَجْرِ (سراپا سلام ہے، وہ (شب قدر) طلوع صبح تک رہتی ہے) اَلرَّجُلُ فِي الْمَسْجِدِ (آدمی مسجد کے اندر ہے) فِي الْكُوْبِ مَاءٌ (پیالے میں پانی ہے) اِبْتَعِدْ عَنِ الشَّرِّ (برائی سے دور رہو) اَحْمَدُ عَلَى السَّطْحِ (احمد چھت پر ہے) اَلْكِتَابُ عَلَى الْمَكْتَبِ (کتاب میز پر ہے) اِجْتَمَعْنَا بِالْمَنْزِلِ (ہم گھر میں جمع ہوئے) بِاللهِ لَنْ نَتْرُكَ الصَّلَاةَ (خدا کی قسم ہم نماز نہیں چھوڑیں گے) قَالُوْا تَاللهِ (انہوں نے کہا اللہ کی قسم) وَالْقُرْآنِ الْحَكِيْمِ (قرآن حکیم کی قسم) رُبَّ رَجُلٍ عَالِمٍ لَقِيْتُ (میں کم ہی عالم لوگوں سے ملا) مَا رَأَيْتُهُ مُنْذُ يَوْمِ الْجُمْعَةِ (میں نے اسے جمعہ کے دن سے نہیں دیکھا) فَرِحَ الْأُسْتَاذُ بِنَجَاحِ تِلْمِيْذِهِ (استاذ اپنے شاگرد کی کامیابی سے خوش ہوئے) يَجْلِسُ الْاَصْدِقَاءُ فِي الْحَدِيْقَةِ (دوست باغیچے میں بیٹھتے ہیں) يَشْتَمِلُ الْكِتَابُ عَلَى قَوَاعِدِ اللُّغَةِ الْعَرَبِيَّةِ (کتاب عربی زبان کے قواعد پر مشتمل ہے)۔

الدَّرْسُ الْحَادِي وَالْعِشْرُوْنَ — اکیسواں سبق

عَلَامَاتُ الْإِسْمِ وَالْفِعْلِ وَالْحَرْفِ

اسم، فعل اور حرف کی علامات

اسم کی علامات: اسم کی چند علامتیں یہ ہیں (۱) اس کے شروع میں اَل داخل ہوتا ہے جیسے: اَلْكِتَابُ (۲) اس پر حرف جر داخل ہوتا ہے، جیسے: فِي الْبَيْتِ (گھر

میں) (۳) اس پر تنوین آتی ہے، جیسے: رَجُلٌ (۴) مضاف بن کر آتا ہے، جیسے: سَيَّارَةُ الصَّدِيْقِ (دوست کی گاڑی) (۵) مسند الیہ ہو جیسے : اَلْحَدِيْقَةُ وَاسِعَةٌ (باغیچہ کشادہ ہے) (٦) مصغّر ہو یعنی اس کی تصغیر کی گئی ہو، رَجُلٌ سے رُجَيْلٌ (۷) اس سے یائے نسبت لگتی ہو، جیسے: قَاسِمِيٌّ، دِيوبَنْدِيٌّ (۸) تثنیہ ہو جیسے: رَجُلٌ سے رَجُلَانِ جمع ہو جیسے رَجُلٌ سے رِجَالٌ۔(۹) موصوف ہو جیسے: رَجُلٌ كَرِيْمٌ (شریف آدمی) (۱۰) اس سے تائے متحرک ملی ہوئی ہو جو سکون کے وقت ہ بن ئے جیسے: صَادِقَةٌ، ضَارِبَةٌ.

فعل کی علامات: (۱) اس پر سین داخل ہوتا ہے جیسے: سَيَسْمَعُ (قریب ہے وہ سنے گا) (۲) اس پر سوف داخل ہوتا ہے جیسے: سَوْفَ يَسْمَعُ (قریب ہے وہ سنے گا) (۳) اس پر قد داخل ہوتا ہے جیسے: قَدْ سَمِعَ (اس نے سنا ہے) (۴) اس پر حرف جزم داخل ہوتا ہے، جیسے : لَمْ يَسْمَعْ (اس نے نہیں سنا) (۵) اس کے ساتھ ضمیر متصل آتی ہے جیسے: سَمِعْتَ (تو نے سنا) (٦) اس میں تائے ساکن آتی ہے جیسے: سَمِعَتْ (اس نے سنا) (۷) اس میں امر آتا ہے جیسے: اِسْمَعْ (تو سن) (۸) اس میں نہی آتی ہے جیسے: لَا تَسْمَعْ (مت سن)۔

حرف کی علامت: حرف کی علامت یہ ہے کہ اس میں اسم اور فعل کی علامتیں نہ پائی جائیں، حقیقت میں کلام کے اندر حرف مقصود نہیں ہوتا، بلکہ یہ کبھی دو اسموں کو ایک دوسرے کے ساتھ مربوط کرتا ہے، جیسے: حَامِدٌ فِي الْبَيْتِ (حامد گھر میں ہے) اور کبھی ایک اسم اور ایک فعل کو ایک دوسرے کے ساتھ جوڑتا ہے جیسے:

ذَهَبْتُ إِلَى الْـمَسْجِدِ (میں مسجد گیا) اور کبھی دو فعلوں میں ایک دوسرے کے ساتھ ربط پیدا کرتا ہے، جیسے: أُرِيْدُ أَنْ أَكْتُبَ (میں لکھنا چاہتا ہوں)

تَمْرِيْنَاتٌ ـــ مشقیں

۱- اسم کی علامتیں بیان کریں اور ہر علامت کی ایک ایک مثال دیں۔
۲- فعل کی علامتیں بیان کیجئے اور ہر علامت کی ایک ایک مثال ضرور دیجئے۔
۳- حرف کی کوئی علامت نہیں ہوتی، اس کی وضاحت کیجئے، اگر حرف کلام میں مقصود نہیں ہے تو پھر اسے کس مقصد کے لئے بنایا گیا ہے؟

اَلدَّرْسُ الثَّانِي وَالْعِشْرُوْنَ ـــ بائیسواں سبق

شِبْهُ الْجُمْلَةِ شبہ جملہ

عربی قواعد میں ایک جملے کو شِبْهُ الْجُمْلَه کہتے ہیں، یہ مکمل جملہ نہیں ہوتا، بلکہ کچھ کچھ جملے جیسا ہوتا ہے، آپ نے مبتدا اور خبر کے بارے میں پڑھا ہے، اس کے قواعد ذہن میں رکھیں، مبتدا عموماً اسم ہوتا ہے، اس کی خبر بھی اسم ہی ہوتی ہے، اس کی بہت سی مثالیں آپ نے پڑھی ہیں، جیسے: اَلْكِتَابُ مُفِيْدٌ (کتاب مفید ہے) کبھی مبتدا اسم ہوتی ہے، لیکن اس کی خبر جار مجرور کی شکل میں ہوتی ہے، جیسے: اَلْكِتَابُ عَلَى الطَّاوِلَةِ (کتاب اسٹول کے اوپر ہے) عَلَى الطَّاوِلَةِ جار مجرور اور مبتدا الکتاب کی خبر بن رہی ہے، عربی قواعد کی رو سے اسے شِبْهُ الْجُمْلَة (شبہ جملہ) کہتے ہیں۔

کبھی کبھی شِبْهُ الْجُمْلَة یعنی جار مجرور خبر ہو کر اپنے مبتدا سے پہلے بھی آتی ہے، جیسے اس صورت میں مبتدا کو نکرہ لانا پڑتا ہے، جیسے: عَلَى الطَّاوِلَةِ كِتَابٌ (میز پر

ایک کتاب ہے) اس جملے میں عَلَى الطَّاوِلَةِ جار مجرور شبہ جملہ ہے، اور خبر مقدم ہے، كِتَابٌ مبتدا مؤخر ہے، اور اسے نکرہ لایا گیا ہے۔

تَمْرِيْنَاتٌ — مشقیں

(۱) حرف جر اور مجرور مل کر کیا بنتے ہیں؟ (۲) کیا حرف جر اور مجرور خبر کی صورت میں بھی آتے ہیں، ان کو عربی قواعد کی رُو سے کیا کہا جاتا ہے؟ (۳) کیا جار مجرور خبر بننے کی صورت میں اپنے مبتدا سے پہلے بھی آسکتے ہیں؟ ایک مثال مبتدا مقدم شبہ جملہ مؤخر کی اور ایک مثال مبتدا مؤخر اور شبہ جملہ مقدم ہونے کی ضرور دیجئے۔ (۴) کچھ جملے لکھے جارہے ہیں ان پر شبہ جملہ کا قاعدہ جاری کرکے بتلایئے۔

اَلْقَلَمُ فِي الْجَيْبِ (قلم جیب میں ہے) اَلْأُمُّ فِي الْـمَطْبَخِ (ماں باورچی خانے میں ہے) النُّجُوْمُ فِي السَّمَاءِ (ستارے آسمان میں ہیں) الكُتُبُ عَلَى الرُّفُوْفِ (کتابیں شیلف پر ہیں) أَنَا ذَاهِبٌ إِلَى الْـمُسْتَشْفَى (میں ہسپتال جارہا ہوں) فِي الْغُرَفِ ضُيُوْفٌ (کمروں میں مہمان ہیں) فِي الصُّلْحِ خَيْرٌ (صلح میں خیر ہے) لِحَامِدٍ أُخْتَانِ (حامد کی دو بہنیں ہیں) فِي الْـمَدْرَسَةِ سَيَّارَتَانِ (مدرسے میں دو گاڑیاں ہیں)

الدَّرْسُ الثَّالِثُ وَالْعِشْرُوْنَ — تئیسواں سبق

اَلْأَفْعَالُ النَّاقِصَةُ (كَانَ وَأَخَوَاتُهُ)

افعال ناقصہ (کان اور اس کی بہنیں)

۱- جملہ اسمیہ کے بارے میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ یہ جملہ مبتدا اور خبر سے مل کر بنتا ہے، جملہ اسمیہ پر کبھی افعال اور کبھی حروف بھی داخل ہوتے ہیں، ان کے داخل

ہونے سے جملہ اسمیہ میں کچھ اعرابی تبدیلی ہوتی ہے، اور اس جملے کے معنی بھی بدل جاتے ہیں، یہ سب نواسخ جملہ کہلاتے ہیں، ان کی پانچ قسمیں ہیں،(۱) افعالِ ناقصہ (۲) افعالِ مقاربہ (۳) حروفِ مشبہ بالفعل،(۴) ماولامشابہ بہ لیس (۵) لاء نفی جنس۔

افعالِ ناقصہ: اس وقت ہم افعال ناقصہ بیان کریں گے۔ ان کو افعال ناقصہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ افعال کی طرح مکمل معنی ادا نہیں کرتے، بلکہ ان کو پورے معنی بیان کرنے کے لئے خبر کی ضرورت ہوتی ہے، افعال ناقصہ میں ایک فعل کَانَ بھی ہے، باقی افعال بھی عمل میں کَانَ جیسے ہی ہیں، اس لئے ان افعال کو کَانَ وَاَخَوَاتُہَا بھی کہا جاتا ہے۔ افعال ناقصہ یا کَانَ اور اس کی بہنیں تعداد میں سترہ ہیں۔

کَانَ صَارَ اَصْبَحَ اَمْسَی اَضْحَی ظَلَّ بَاتَ مَابَرِحَ
مَادَامَ مَاانْفَكَّ لَیْسَ مَافَتِیَ مازَالَ آضَ عَادَ غَدَا رَاحَ.

ان افعال کے معنی یہ ہیں۔

کَانَ (تھا، ہے) صَارَ (ہوا) اَصْبَحَ (صبح میں ہوا) اَمْسَی (شام کو ہوا) اَضْحَی (چاشت کے وقت ہوا) ظَلَّ (دن بھر ہوا) بَاتَ (رات بھر ہوا) یہ آخری پانچ افعال صَارَ کے معنی میں بھی آتے ہیں، مَافَتِیَ (نہیں رکا، ہمیشہ کرتارہا) مَادَامَ (جب تک رہا) مَاانْفَكَّ (جدا نہیں ہوا) مَابَرِحَ (برابر رہا) لَیْسَ (نہیں ہے) مَازَالَ (برابر رہا) آضَ (صَارَ کے معنی میں) عَادَ، غَدَا (صَارَ کے معنی میں) رَاحَ (صَارَ کے معنی میں)

یہ افعال جملہ اسمیہ پر داخل ہوتے ہیں اور دو طرح کا عمل کرتے ہیں۔

(۱) كَانَ وغیرہ کے داخل ہونے کے بعد مبتدا کا اعراب حسب سابق وہی رہتا ہے جو تھا، یعنی مرفوع، لیکن اس کی خبر منصوب علی التنوین ہو جاتی ہے، جیسے: اَلْوَلَدُ حَاضِرٌ (لڑکا حاضر ہے) كَانَ الْوَلَدُ حَاضِراً (لڑکا حاضر تھا)

(۲) دوسری تبدیلی یہ ہوتی ہے کہ یہ افعال حال کے مفہوم کو ماضی میں منتقل کر دیتے ہیں، چناں چہ مثال میں اَلْوَلَدُ حَاضِرٌ سے مفہوم ہو رہا ہے کہ لڑکا فی الحال موجود ہے، كَانَ لگانے کے بعد یہ مفہوم پیدا ہو گیا ہے کہ لڑکا ماضی میں موجود تھا، جتنے افعال اوپر لکھے گئے ہیں ان کا عمل ایک ہی ہے، یعنی جملے کا مفہوم ماضی میں منتقل کرنا، مگر فعل کے معنی جدا جدا ہیں، جیسا کہ اوپر یہ معنی لکھے گئے ہیں۔

۳- كَانَ اپنے اسم کی خبر کو ماضی میں ثابت کرنے کے لیے آتا ہے، خواہ وہ عارضی ہو جیسے: كَانَ الرَّجُلُ قَائِماً (آدمی کھڑا تھا) خواہ دائمی ہو جیسے: كَانَ اللہ علیماً (اللہ باخبر ہے) اگر كَانَ کے مضارع پر لَمْ کی وجہ سے جزم آ رہا ہو تو مضارع کا واو اور نون دونوں گر جائیں گے، جیسے اَكُوْنُ سے لَمْ اَكُ بَغِيّاً (میں کبھی بدکار نہ تھی) لیکن اگر نون کے بعد ضمہ آ جائے یا وہ ساکن سے متصل ہو تو پھر نون حذف نہیں ہو گا جیسے: لَمْ يَكُنْهُ، لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا، كَانَ تامہ بھی ہوتا ہے اس وقت اس کے معنی ثَبَتَ اور حَصَلَ کے ہوتے ہیں، جیسے: إِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَة (اگر تنگ دست ہو)۔

۴- صَارَ ایک حال سے دوسرے حال میں تبدیلی کو بتلاتا ہے، جیسے: صَارَ الْمَاءُ ثَلْجاً (پانی برف بن گیا)

۵- اَصْبَحَ، اَمْسَى، اَضْحَى یہ تینوں وقت کی تبدیلی کو نمایاں کرتے ہیں،

یعنی فلاں کام تو ہوا تو لیکن صبح کے وقت ہوا، اَصْبَحَ الرَّجُلُ نَائِماً (آدمی نے سوتے ہوئے صبح کی) یہی حال ظَلَّ اور بَاتَ کا ہے، اول الذکر میں پورے دن کو اور ثانی میں پوری رات کو بتلایا جاتا ہے، جیسے: ظَلَّ الرَّجُلُ نَائِمًا (آدمی سارے دن سوتا رہا) بَاتَ الرَّجُلُ قَارِئاً (آدمی پوری رات پڑھتا رہا) کبھی کبھی یہ پانچوں الفاظ صَارَ کے معنی میں بھی آتے ہیں، جیسے: اَصْبَحَ الرَّجُلُ فَقِيْراً (آدمی محتاج ہو گیا)۔

۶- عَادَ، آضَ، غَدَا، رَاحَ، صَارَ کے معنی میں استعمال ہوتے ہیں جیسے: عَادَ الرَّجُلُ غَنِيًّا (آدمی مال دار ہو گیا)۔

۷- مَازَالَ، مَابَرِحَ، مَافَتِيَ، مَاانْفَكَّ یہ چاروں افعالِ ناقصہ ماضی میں اسم کے لئے خبر کے استمرار کو بیان کرتے ہیں، جیسے: مَا زَالَ الرَّجُلُ مُتَوَاضِعاً (آدمی ہمیشہ متواضع رہا) ان میں مانافیہ ہے، اصل میں ترجمہ اس طرح ہو گا کہ (کوئی زمانہ ایسا نہیں آیا جس میں آدمی متواضع نہ رہا ہو)۔

۸- مَادَامَ اس میں ما مصدریہ ہے، یہ ما قبل کے فعل کی مدت بیان کرنے کے لیے آتا ہے، جیسے: اِجْلِسْ مَا دَامَ الرَّجُلُ جَالِساً (تو آدمی کے بیٹھنے تک بیٹھ)

۹- لَيْسَ جملے کے مضمون کی نفی کے لئے آتا ہے، جیسے: حَامِدٌ جَالِسٌ (حامد بیٹھا ہوا ہے) گویا جملے کا مضمون حامد کا بیٹھنا ہے، اگر اس مضمون کی نفی کرنی ہو تو لَيْسَ داخل کر دیں گے لَيْسَ حَامِدٌ جَالِساً (حامد بیٹھا ہوا نہیں ہے) بعض مرتبہ اس کی خبر پر ب بھی داخل کر دیتے ہیں، اس صورت میں وہ مجرور ہوتی ہے، لَيْسَ الرَّجُلُ عالماً (آدمی عالم نہیں ہے) لَيْسَ الرَّجُلُ بِعَالِمٍ (آدمی عالم نہیں ہے)

۱۰- جس طرح فعل ماضی کے چودہ صیغے آتے ہیں، اسی طرح افعال ناقصہ کے بھی چودہ صیغے آتے ہیں، فی الحال ہم کَانَ کی گردان لکھتے ہیں، گردان کرتے ہوئے بعض صیغوں میں کچھ تبدیلی پیدا ہوئی ہے اس کو ضرور ذہن میں رکھیں۔

كَانَ (واحد مذکر غائب) كَانَا (تثنیہ مذکر غائب) كَانُوْا (جمع مذکر غائب)
كَانَتْ (واحد مؤنث غائب) كَانَتَا (تثنیہ مؤنث غائب) كُنَّ (جمع مؤنث غائب)
كُنْتَ (واحد مذکر مخاطب) كُنْتُمَا (تثنیہ مذکر مخاطب) كُنْتُمْ (جمع مذکر مخاطب)
كُنْتِ (واحد مؤنث مخاطب) كُنْتُمَا (تثنیہ مؤنث مخاطب) كُنْتُنَّ (جمع مؤنث مخاطب) كُنْتُ (واحد مذکر / مؤنث متکلم) كُنَّا (تثنیہ و جمع مذکر / مؤنث متکلم)

۱۱- اس کتاب کے سبق (۱۷) میں آپ نے اسم ظاہر اور اسم ضمیر کے بارے میں پڑھا ہے، اگر فاعل اسم ظاہر ہو تو فعل ہر حال میں واحد ہو گا، البتہ مؤنث مذکر کا فرق ہو گا، جیسے دَخَلَ الطُّلَّاب إِلَى الْمَسْجِدِ (طلبہ مسجد پہنچ گئے) وَصَلَتِ الطَّالِبَاتُ فِي الْفَصْلِ (طالبات درسگاہ پہنچ گئیں)۔ اور اگر فاعل اسم ضمیر ہو تو فعل اپنے فاعل کے مطابق ہو گا جیسے: اَلطُّلَّابُ وَصَلُوْا فِي الْوَقْتِ الْمُحَدَّدِ (طلبہ متعینہ وقت پر پہنچ گئے) یہی قاعدہ کانَ اور لیسَ میں بھی جاری ہو گا، اس کو ضرور ذہن میں رکھیں۔

تَمْرِيْنَاتٌ — مشقیں

(۱) نواسخ جملہ کتنے ہیں؟ (۲) افعالِ ناقصہ کو افعالِ ناقصہ کیوں کہتے ہیں؟ (۳) افعال ناقصہ کس جملے پر داخل ہوتے ہیں؟ (۴) جملے پر داخل ہونے کے بعد ان کا لفظ

اور معناً کیا عمل ہوتا ہے؟ ایک دو مثال دے کر بتلائیں۔ (۵) کَانَ کے طرز پر لَیْسَ کی گردان کریں (٦) کچھ جملے لکھے جارہے ہیں ان میں فعل ناقص متعین کریں۔

كَانَ الْجَوُّ مُمْطِراً (موسم بارش والا تھا) لَيْسَتِ السَّمَاءُ مُتَغَيِّمَةً (آسمان ابر آلود نہیں ہے) كَانَ الْحُكَّامُ عَادِلِيْنَ (تمام حاکم انصاف کرنے والے تھے) لَيْسَ الْمُسَافِرُونَ مُسْتَعِدِّينَ (مسافر تیار نہیں ہیں) كُنَّا حَاضِرَاتٍ (ہم سب عورتیں حاضر تھیں) لَيْسَ الطُّلَّابُ حَاضِرِيْنَ (طلبہ حاضر نہیں ہیں) صَارَ الغَائِبُ حَاضِراً (غائب حاضر ہوگیا) أَضْحَى الشَّعْبُ مُتَّحِداً (قوم متحد ہوگئی) بَاتَ الْأَعْدَاءُ خَائِفِيْنَ (دشمن رات بھر خوف زدہ رہے) لَيْسَتِ الْمُحَاضَرَتَانِ صَعْبَتَيْنِ (دونوں لکچر مشکل نہیں ہیں) كَانَ الْمُمْتَحِنُوْنَ اَشِدَّاءَ (امتحان لینے والے سخت تھے)

اَلدَّرْسُ الرَّابِعُ وَالْعِشْرُوْنَ — چوبیسواں سبق

أَفْعَالُ الْمُقَارَبَةِ وَالرَّجَاءِ وَالشُّرُوْعِ

افعالِ مقاربہ، افعالِ رجاء، افعالِ شروع

۱- یہ افعال بھی افعالِ ناقصہ کی طرح اسم کو رفع اور خبر کو نصب دیتے ہیں، ان کی خبر ہمیشہ فعل مضارع ہوتی ہے، کبھی أَنْ کے ساتھ اور کبھی بغیر أَنْ کے۔

۲- افعال مقاربہ یہ ہیں:

كَادَ، كَرَبَ اور أَوشَكَ؛ خبر کے قرب وقوع پر دلالت کرتے ہیں، یعنی یہ کہ عن قریب خبر واقع ہونے والی ہے جیسے: كَادَ الطِّفْلُ يَقُوْمُ (قریب ہے بچہ کھڑا

ہو جائے) كَادُوْا يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ لِبَدًا (قریب ہے کہ لوگ اس پر پل پڑیں) كَرَبَ الْقَلْبُ يَنْفَتِحُ (قریب ہے کہ دل کھل اٹھے) أَوْشَكَ الرَّجُلُ أَنْ يَّأتِيَ (قریب ہے کہ آدمی آجائے)

۳- كَادَ کی خبر پر أَنْ داخل نہیں ہوتا، أَوشَكَ کی خبر پر أَنْ داخل ہوتا ہے، كَرَبَ کی خبر بھی بغیر أَنْ کے آتی ہے، اہل نحو کہتے ہیں کہ عَسَى اور أوشَكَ کی خبر پر أَنْ لانا بہتر ہے، كَادَ اور كَرَب کے بعد أَنْ نہ لانا بہتر ہے۔

۴- طَفِقَ، جَعَلَ، أَخَذَ افعالِ شروع کہلاتے ہیں، کیوں کہ یہ خبر کے شروع ہونے کو بتلاتے ہیں، ان کے بعد بھی اَنْ نہیں آتا؛ طَفِقَ کی مثال جیسے: طَفِقَا يَخْصِفَانِ عَلَيْهِما مِنْ وَرَقِ الْجَنَّةِ (دونوں اپنے اوپر جنت کے پتے لپیٹنے لگے) اَخَذْتُ اَكْتُبُ بِالْقَلَمِ (میں قلم سے لکھنے لگا) جَعَلَ الرَّجُلُ يَمْسَحُ رَاْسًا آدمی اپنے سر پر مسح کرنے لگا)

۵- عَسَى، حَرَى اور اِخْلَوْلَقَ بھی افعالِ رجاء میں سے ہیں کیوں کہ یہ خبر کے واقع ہونے کی امید پر دلالت کرتے ہیں، ان کے مضارع پر بھی أَنْ داخل ہوتا ہے، جیسے: حَرَى أو اِخْلَولَقَ الطِّبُّ أَنْ يُّعالِجَ اَلْاَمْرَاضَ الْـمُسْتَعْصِيَةَ (طب اس قابل ہے کہ مشکل امراض کا علاج کر سکے)

٦- عَسَى؛ وقوعِ خبر کی امید پر دلالت کرتا ہے، یعنی یہ امید پیدا کرتا ہے کہ خبر واقع ہوگی، جیسے: عَسَى رَبُّكُمْ أَنْ يَّرْحَمَكُمْ (قریب ہے کہ تمہارا رب تم پر رحم کرے) عَسَى حَامِدٌ أَنْ يَّخْرُجُ (قریب ہے کہ حامد باہر نکل آئے) عَسَى اللهُ أَنْ

يَّأْتِيَ بالفَتْحِ (امید ہے کہ اللہ فتح عطا فرمائے) یہ فعل غیر متصرف ہے، اس سے ماضی کے سوا کوئی صیغہ نہیں بن سکتا عَسٰی کی خبر پر أَنْ داخل ہوتا ہے، جیسا کہ آپ نے مثالوں میں دیکھا۔

تَمْرِيْنَاتٌ — مشقیں

(۱) افعالِ مقاربہ کی تعریف کریں (۲) افعال مقاربہ، افعال رجاء اور افعال شروع کتنے ہیں؟ (۳) کون سے افعال مقاربہ کی خبر پر أَنْ داخل ہوتا ہے اور کن پر نہیں ہوتا؟ (۴) افعال مقاربہ کے الگ الگ معنی بتلایئے اور مثالیں بھی دیجئے۔ (۵) چند جملے لکھے جا رہے ہیں ان میں افعال مقاربہ وغیرہ متعین کیجئے۔

كَادَتِ الشَّمْسُ تَغِيْبُ (سورج چھپنے کے قریب ہے) كَرَبَ الشِّتَاءُ أَنْ يَّنْقَضِيَ (سردی گزرنے کے قریب ہے) أَوْشَكَ الْمَالُ أَنْ يَّنْفَدَ (قریب ہے کہ مال ختم ہو جائے) عَسَى الضِّيْقُ أَنْ يَّنْفَرِجَ (امید ہے کہ تنگی کشادگی میں بدل جائے) حَرَى الْغَمَامُ أن يَنْقَشِعَ (بادل چھٹنے کے قریب ہے) اِخْلَوْلَقَ الْمُذْنِبُ أَنْ يَّتُوْبَ (قریب ہے کہ خطاکار توبہ کرے) شَرَعَ الطِّفْلُ يَبْكِي (بچہ رونے لگا) أَخَذَ الثَّوْبُ يَبْلَى (کپڑا پرانا ہونے لگا) أَنْشَأَ الرَّعْدُ يَقْصِفُ (بجلی کڑکنے لگی) أَوْشَكَ الصَّيْفُ أَنْ يَّنْقَضِيَ (گرمی ختم ہونے کے قریب ہے) طَفِقَ الْأَوْلَادُ يَتَنَافَسُوْنَ فِي السِّبَاحَةِ (لڑکے تیراکی میں مقابلہ کرنے لگے)

الدَّرْسُ الْخَامِسُ وَالْعِشْرُوْنَ — پچیسواں سبق

الحُرُوْفُ الْـمُشَبَّهَةُ بِالْفِعْلِ (إِنَّ وَأَخَوَاتُها)

حروفِ مشبہ بالفعل (إِنَّ اور اس کی بہنیں)

۱- حروف مشبہ بالفعل تعداد میں چھ ہیں، ان کو إِنَّ اور اس کی بہنیں بھی کہتے ہیں، یہ تمام حروف مبتدا اور خبر پر داخل ہوتے ہیں، مبتدا کو نصب دیتے ہیں اور خبر کو رفع دیتے ہیں، یہ حروف الگ الگ معنی کے لئے آتے ہیں، اس کی تفصیل یہ ہے۔

إِنَّ أَنَّ كَأَنَّ لكِنَّ لَيْتَ لَعَلَّ.

۲- إِنَّ اور أَنَّ تاکید کے لیے آتے ہیں، جیسے: إِنَّ الْـمُجِدَّ نَاجِحٌ (بلاشبہ محنت کرنے والا کامیاب ہے) إِنَّ اللهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (بے شک اللہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے) إِنَّ اور أَنَّ میں یہ فرق ہے کہ أَنَّ سے پہلے کوئی عبارت ہونی چاہئے، جیسے: يَسُرُّنِي أَنَّ الْـمَدْرَسَةَ مَفْتُوْحَةٌ (مجھے خوشی ہے کہ مدرسہ کھلا ہوا ہے) بَلَغَنِيْ أَنَّ حَامِداً غَائِبٌ (مجھے پتہ چلا ہے کہ حامد غائب ہے) إِنَّ عموماً شروع کلام میں لایا جاتا ہے، مزید تفصیل آگے آرہی ہے۔

۳- كَأَنَّ: تشبیہ کے لئے ہے، اگر اس کی خبر اسم جامد ہو، اور ظن وگمان کے لیے ہے اگر اس کی خبر اسم مشتق ہو، جیسے: كَأَنَّ حَامِدًا اَسَدٌ (حامد گویا شیر ہے) كَأَنَّ الطَّالِبَ فَاهِمٌ (گویا طالب علم سمجھ دار ہے)۔

۴- لٰكِنَّ؛ استدراک کے لیے ہے، استدراک کا مطلب ہے کہ جو بات جملے سے سمجھ میں آرہی ہے اس کے خلاف یا اس سے مختلف بات کی جائے، اس لفظ سے پہلے کسی کلام کا ہونا ضروری ہے، جیسے: اَلْبَيْتُ صَغِيْرٌ لٰكِنَّهُ جَمِيْلٌ (گھر چھوٹا ہے مگر خوب صورت ہے) اَلْمَدِيْنَةُ جَمِيْلَةٌ وَلٰكِنَّ شَوَارِعَهَا ضَيِّقَةٌ (شہر خوب صورت ہے لیکن اس کی سڑکیں تنگ ہیں)

۵- لَيْتَ؛ تمنا کے لیے ہے، اس کا مطلب ہے کسی چیز کے حصول کی آرزو یا خواہش کرنا، خواہ اس چیز کا حاصل ہونا ممکن ہو، یا حاصل ہونا ناممکن ہو، جیسے: لَيْتَ النَّتِيْجَةَ حَسَنَةٌ (کاش نتیجہ اچھا ہوتا) لَيْتَ الشَّبَابَ عَائِدٌ (کاش جوانی واپس آتی)

۶- لَعَلَّ؛ امید کے لیے ہے، یہ لفظ اس موقع پر آتا ہے کہ کسی چیز کے حصول کی آرزو تو ہے مگر اس کا یقین نہیں ہے کہ وہ چیز حاصل ہوگی، لَعَلَّ السَّمَاءَ مُمْطِرَةٌ غَداً (شاید کل بارش ہوگی) لَعَلَّ الْفَرَجَ قَرِيْبٌ (شاید راحت قریب ہے)

اب ان حروف کے متعلق کچھ اور قواعد دیکھئے:

(۱) اگر اِن حروف کے بعد مَا آجائے تو ان کا عمل ختم ہو جائے گا، یعنی اسم کو نصب اور خبر کو رفع نہیں دیں گے، جیسے: إِنَّمَا إِلٰهُكُمْ إِلٰهٌ وَاحِدٌ (تمہارا معبود ایک ہی خدا ہے) كَأَنَّمَا الشَّمْسُ طَلَعَتْ فِي اللَّيْلِ (گویا کہ رات میں سورج نکل آیا) لَعَلَّمَا الصِّنَاعَةُ نَاهِضَةٌ (شاید صنعت ترقی پذیر ہے) اس صورت میں یہ حروف افعال پر بھی داخل ہوتے ہیں، كَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعاً (گویا اس نے تمام لوگوں کو زندہ کیا)

(۲) إِنَّ اور أَنَّ کے استعمال میں بھی فرق ہے، إِنَّ حسب ذیل صورتوں میں

مکسور ہوگا۔ (۱) کلام کے شروع میں ہو، جیسے: إِنَّ الْعَدْلَ أَسَاسُ الْحُكْمِ. (بے شک انصاف حکومت کی بنیاد ہے) (۲) قال اور اس سے نکلنے والے دوسرے صیغوں کے بعد ہو، جیسے: قُلْ إِنَّ هُدَى اللهِ هُوَ الْهُدَى (آپ کہہ دیجئے کہ اللہ کی ہدایت ہی اصل ہدایت ہے) (۳) قسم کے بعد ہو، جیسے: وَاللهِ إِنَّ النَّصْرَ لَقَرِيْبٌ (خدا کی قسم فتح قریب ہے) اس صورت میں خبر پر لام تاکید بھی آتا ہے۔ (۴) اسم موصول کے بعد آنے والے جملے کے آغاز میں، جیسے: جَاءَ الَّذِيْ إِنَّهُ نَاجِحٌ فِي الْإِمْتِحَانِ (وہ شخص میرے پاس آیا جو امتحان میں کامیاب ہے) (۵) جملہ حال کی ابتدا میں آئے، جیسے: قَابَلْتُهُ وَإِنَّهُ يَسْتَعِدُّ لِلسَّفَرِ (میں اس سے اس حال میں ملا کہ وہ سفر کے لئے تیار تھا)

۳- أَنَّ جملے کے بیچ میں آتا ہے، وَجَدْتُ أَنَّ صَدَاقَةَ الْجَاهِلِ مُضِرَّةٌ (میں نے پایا کہ جاہل کی دوستی نقصان پہنچانے والی ہے)

تَمْرِيْنَاتٌ — مشقیں

(۱) حروف مشبہ بالفعل اور إِنَّ وَأخواتها دونوں ایک ہیں، یا الگ الگ؟ (۲) حروف مشبہ بالفعل تعداد میں کتنے ہیں اور ان کا جملے میں کیا عمل ہوتا ہے؟ (۳) ان حروف کے معنی میں کچھ فرق ہے، یا نہیں؟ (۴) إِنَّ اور أَنَّ میں کیا فرق ہے؟ (۵) اگر ان حروف کے بعد ما آجائے تو ان کا عمل باقی رہے گا، یا نہیں؟ (۶) ذیل میں کچھ جملے لکھے جا رہے ہیں، ان میں حروف مشبہ بالفعل کی پہچان کیجئے۔

يَنْبَغِي أَنْ تَفُوْزَ (تمہیں کامیاب ہونا چاہئے) سَرَّنِي أَنَّكَ نَجَحْتَ (مجھ

خوشی ہوئی کہ تم نے کامیابی حاصل کی) إِنَّمَا الْإِنسَانِيَّةُ مَا بَقِيَتْ (بلاشبہ انسانیت باقی نہیں رہی) كَأَنَّ الشَّمْسَ قُرصٌ مِنَ الذَّهَبِ (گویا کہ سورج سونے کی ایک ٹکیہ ہے) تَعِبَ الْعَامِلُ ولكِنَّ الْعَمَلَ قَلِيْلٌ (مزدور تھک گیا، لیکن اس کا کام تھوڑا ہے) لَعَلَّ الْحَيَاةَ خَالِيَةٌ مِنَ الْكَدَرِ (امید ہے زندگی رنج والم سے خالی ہوگی) كَأَنَّ الْقَصْرَ جَبَلٌ شَامِخٌ (گویا محل ایک بلند بالا پہاڑ ہے) سَاءَنِيْ أَنَّ أَبَاكَ مَرِيْضٌ (مجھے اس سے دکھ ہوا کہ تیرے والد بیمار ہیں)

الدَّرْسُ السَّادِسُ وَالْعِشْرُوْنَ — چھبیسواں سبق

مَا وَلَا الْـمُشَابِهَتَانُ بِلَيْسَ ماولامشابہ بہ لیس

یہ دونوں حروفِ نفی جملہ اسمیہ پر داخل ہوتے ہیں، اور لَيْسَ کے مشابہ ہوتے ہیں، یعنی وہ عمل کرتے ہیں جو لَيْسَ کرتا ہے، یعنی اسم کو رفع دیتے ہیں اور خبر کو نصب دیتے ہیں۔

مَا: معرفہ اور نکرہ دونوں پر داخل ہوتا ہے، معرفہ کی مثال جیسے: مَاالْحِصْنُ مَنِيْعًا (قلعہ مضبوط نہیں ہے) مَا رَجُلٌ هَارِباً (کوئی آدمی بھاگنے والا نہیں ہے)

لَا: ہمیشہ نکرہ پر آتا ہے، جیسے لَا شَارِعٌ مُزْدَحِماً (کوئی سڑک بھیڑ بھاڑ والی نہیں ہے) ہاں اگر مَا کی خبر اس کے اسم سے پہلے ہو، یا خبر پر اِلَّا کا لفظ آجائے تو پھر مَا کا عمل ختم ہوجاتا ہے، جیسے: مَا مُجْتَهِدٌ حامدٌ (حامد محنتی نہیں ہے مَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُوْلٌ (محمد صرف اللہ کے رسول ہیں)

تَمْرِينَاتٌ — مشقیں

(۱) مَا و لَا کو لیس کے مشابہ کیوں کہتے ہیں؟ (۲) یہ دونوں حرف کس جملے پر داخل ہوتے ہیں؟ (۳) ان دونوں کا جملے پر کیا اثر پڑتا ہے؟ (۴) ان میں سے کون سا حرف معرفہ پر اور کون سا نکرہ پر داخل ہوتا ہے؟ (۵) کن دو صورتوں میں ما کا عمل ختم ہو جاتا ہے؟ (۶) کچھ جملے لکھے جا رہے ہیں ان پر پڑھے ہوئے سبق کی روشنی میں غور کریں۔

مَا الذَّخَائِرُ كَثِيْرَةً (ذخائر زیادہ نہیں ہیں) لَا ثَمْرَةٌ نَاضِجَةً (کوئی پھل پکا ہوا نہیں ہے) مَا الصُّفُوْفُ مُسْتَقِيْمَةً (صفیں سیدھی نہیں ہیں) لَا شَارِعٌ نَظِيْفًا (کوئی سڑک صاف نہیں ہے) مَا دُنْيَاكَ إِلَّا فَانِيَةٌ (تیری دنیا فنا ہونے والی ہے) مَا الْفَرَاغُ إِلَّا فَسَادٌ (خالی رہنا محض خرابی ہے)

الدَّرْسُ السَّابِعُ وَالعِشْرُوْنَ — ستائیسواں سبق

لَا لِنَفْيِ الْجِنْسِ لاءِ نفی جنس

لَاء نفی جنس نکرہ پر داخل ہوتا ہے، اور پوری جنس کی نفی کرتا ہے، یہ حرف اسم کو نصب دیتا ہے اور خبر کو رفع دیتا ہے، جیسے: لَا طَالِبَ حَاضِرٌ (کوئی طالب علم حاضر نہیں ہے) عام طور پر لا نفی جنس مضاف یا مشابہ مضاف پر داخل ہوتا ہے، جیسے: لَا كِتَابَ طَالِبٍ مُفِيْدٌ (کسی طالب علم کی کتاب مفید نہیں ہے) لَا عِشْرِيْنَ دِرْهَمًا مَوْجُوْدٌ (بیس درہم موجود نہیں ہیں) اگر لا معرفہ پر داخل کرنا ہو تو پھر دوسرا معرفہ

بھی لانا ہوگا اور لَا کو بھی دوبارہ لانا ہوگا، جیسے: لَا حَامِدٌ فِي الْمَدْرَسَةِ وَلَا رَاشِدٌ (نہ حامد مدرسے میں ہے اور نہ راشد ہے) اور اگر جملے میں ایک نکرہ کے بعد دوسرا نکرہ لانا ہو تو اس پر نصب اور تنوین بھی دے سکتے ہیں، جیسے: لَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ (حج میں نہ شہوانی کام ہے، نہ گناہ کی باتیں ہیں نہ لڑائی جھگڑا ہے) اور رفع تنوین بھی دے سکتے ہیں، جیسے: يَوْمٌ لَا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَلَا شَفَاعَةٌ (اس دن نہ کوئی خرید و فروخت ہوگی، نہ دوستی کام آئے گی اور نہ سفارش)

تَمْرِيْنَاتٌ — مشقیں

۱-لاءِ نفی جنس کسے کہتے ہیں؟ (۲) یہ حرف نکرہ پر داخل ہوتا ہے یا معرفہ پر؟ (۳) اگر نکرہ پر داخل ہو تو اسم پر کون سا اعراب ہوگا، مضاف، یا مشابہ مضاف پر داخل ہو تو کیا اعراب ہوگا؟ (۴) اگر لا کو معرفہ پر داخل کرنا ہو تو کیا کرنا ہوگا؟ (۵) اگر نکرہ مکرر لا کر لا داخل کرنا ہو تو اعراب کیا ہوگا؟ (۶) ذیل میں کچھ جملے لکھے جا رہے ہیں ان میں لا نفی جنس کے قواعد تلاش کیجئے۔

لَا مَدِيْنَةَ وَاسِعَةٌ (کوئی شہر کشادہ نہیں ہے) لَا صَدَاقَةَ دَائِمَةٌ (کوئی دوستی ہمیشہ باقی نہیں رہتی) لَا ثَمَرَةَ نَاضِجَةٌ (کوئی پھل پکا ہوا نہیں ہے) لَا شَارِعَ مُزْدَحِمٌ (کوئی سڑک بھیڑ والی نہیں ہے) لَا الْأُمُّ فِي الْبَيْتِ وَلَا الْأَبُ (نہ امی گھر میں ہیں نہ ابو) لَا ضَبَابَ وَلَا دُخَانَ (نہ کہرا ہے اور نہ دھواں) اَلدَّارُ لَا إِنْسَانٌ فِيْهِ وَلَا حَيَوَانٌ (گھر میں نہ کوئی انسان ہے اور نہ جانور) لَا هَوَاءَ وَلَا ضَوْءَ وَلَا مَاءَ فِي الْبَيْتِ (گھر میں نہ ہوا ہے، نہ روشنی ہے اور نہ پانی ہے)

اَلدَّرْسُ الثَّامِنُ وَالْعِشْرُوْنَ — اٹھائیسواں سبق

نَائِبُ الْفَاعِلِ نائب فاعل

نائب فاعل کو مَفْعُوْلُ مَالَمْ یُسَمَّ فَاعِلُهُ بھی کہتے ہیں، جملہ فعلیہ کا ذکر آچکا ہے، ، سبق میں آپ فاعل کے متعلق بھی پڑھ چکے ہیں کبھی ایسا ہوتا ہے کہ جملے میں فاعل و حذف کر دیتے ہیں اور کسی اسم مرفوع کو فاعل بنا کر اس کی جگہ رکھ دیا جاتا ہے، اس فاعل کو کبھی اس لئے حذف کیا جاتا ہے کہ سننے والے کو پتہ ہے کہ کون فاعل ہے، اور کبھی بولنے والا اس فاعل کو ظاہر نہیں کرنا چاہتا، اس کو نائب فاعل کہتے ہیں، اس کا دوسرا نام مَفْعُوْلُ مَالَمْ یُسَمَّ فَاعِلُهُ بھی ہے، یعنی ایسے فعل کا مفعول جس کے فاعل کا نام نہیں لیا گیا، نائب فاعل کے لیے فعل کا مجہول ہونا ضروری ہے، جیسے: هُزِمَ الْعَدُوُّ (دشمن کو شکست دی گئی) اصل جملہ یہ تھا هَزَمَ الْجَيْشُ الْعَدُوَّ (فوج نے دشمن کو شکست دی) اس کا اصل فاعل الجیش ہے، اس کو حذف کر دیا گیا، هَزَمَ فعل معروف کو مجہول (هُزِمَ) بنا دیا گیا، اور جس کو شکست دی گئی ہے یعنی اَلْعَدُوُّ، اس کو نائب فاعل بنا دیا گیا، نائب فاعل کے قواعد وہی ہوں گے جو فاعل کے ہیں۔

تَمْرِيْنَاتٌ — مشقیں

(۱) فاعل اور نائب فاعل میں کیا فرق ہے؟ (۲) اس کو نائب فاعل کیوں کہا جاتا ہے؟ (۳) نائب فاعل کا فاعل کیسا ہوتا ہے؟ (۴) نائب فاعل کا دوسرا نام کیا ہے؟ (۵) کچھ جملے لکھے جا رہے ہیں، ان میں نائب فاعل متعین کر کے بتلائیں۔

صُنِعَ الْاَثَاثُ (سامان بنایا گیا) اُكْرِمَ الْفَائِزُ (کامیاب ہونے والے کا اعزاز

کیا گیا) قِيلَ الْحَقُّ (حق بات کہی گئی) يُبَاعُ الْقُطْنُ (روئی فروخت کی جاتی ہے) يُصَامُ رَمَضَانُ (رمضان کے روزے رکھے جاتے ہیں)

الدَّرْسُ التَّاسِعُ وَالعِشْرُوْنَ —— انتیسواں سبق

اَلْـمَفْعُوْلُ بِهِ مفعول بہ

۱- مفعول بہ: وہ اسم ہے جس پر فاعل کا فعل واقع ہو، جیسے: قَرَأَ التِّلْمِيْذُ الْكِتَابَ (شاگرد نے کتاب پڑھی) قَطَفْتُ وَرْدَةً (میں نے گلاب کا ایک پھول توڑا) اس جملے میں الکتابَ منصوب بالفتح ہے، دوسرے مفعول بہ پر بھی فتحہ ہے مگر تنوین کی صورت میں، جمع مذکر سالم مفعول بہ ہو تو اس کا اعراب ی ما قبل کسرہ ہو گا، جیسے تَكَرَّمَ الدَّوْلَةُ الْـمُتَفَوِّقِيْنَ (حکومت نے ممتاز لوگوں کو اعزاز سے نوازا) جمع مؤنث سالم مفعول بہ ہو تو اس کا اعراب منصوب علی الکسرہ ہو گا، شَجَّعَ الْأُسْتَاذُ الْـمُجْتَهِدَاتِ (استاذ نے محنت کرنے والی طالبات کی ہمت افزائی کی) غیر منصرف مفعول بہ ہو تو وہ منصوب علی الفتحہ ہو گا، قَابَلْتُ طَلْحَةَ (میں طلحہ سے ملا)

۲- مفعول بہ کبھی اسم معرب ہوتا ہے، جیسا کہ آپ نے مثالوں میں دیکھا، اور کبھی اسم مبنی ہوتا ہے، یعنی ضمیر متصل، ضمیر منفصل، اسم اشارہ، اسم موصول وغیرہ۔ ضمیر متصل کی مثال: رَأَيْتُكَ (میں نے تجھے دیکھا) اس میں كَ ضمیر متصل ہے اور مفعول بہ ہے، إِيَّاكَ نَعْبُدُ (ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں) اس جملے میں ایاک ضمیر منفصل ہے اور مفعول بہ ہے، قَطَفْتُ هَذِهِ الْوَرْدَةَ (میں نے یہ پھول توڑا) اس میں

اسم اشارہ ھٰذِہٖ مفعول بہ ہے۔

۳- مفعول بہ کو فاعل سے پہلے بھی لایا جاسکتا ہے، جیسے: یَجْنِيُ الْفَلَّاحُ الْقُطْنَ کے بہ جائے یہ کہا جائے یَجْنِی الْقُطْنَ الفَلَّاحُ (کاشت کار روئی اتارتا ہے) کسی جملے میں اگر مفعول بہ ضمیر منفصل ہو جیسے: اِیَّاكَ نَعْبُدُ تو اس کو مقدم کرنا ضروری ہے۔

۴- کبھی ایک فعل کے دو مفعول بہ آتے ہیں، یہ افعال: افعال ظن، افعال یقین اور تحویل کہلاتے ہیں ان کا ذکر بعد میں آئے گا۔

تَمْرِیْنَاتٌ — مشقیں

۱- مفعول بہ کسے کہتے ہیں؟ (۲) مفعول بہ منصوب ہوتا ہے یا مرفوع یا مجرور؟ (۳) مفرد، جمع مذکر سالم، جمع مؤنث سالم اور غیر منصرف ہونے کی صورت میں مفعول بہ کا اعراب ایک ہی ہوتا ہے، یا مختلف؟ (۴) مفعول بہ اسم معرب ہوتا ہے یا اسم مبنی بھی ہوتا ہے؟ (۵) مفعول بہ کو فعل اور فاعل سے پہلے بھی لایا جاسکتا ہے؟ (۶) چند جملے لکھے جارہے ہیں ان میں مفعول بہ کو متعین کیجئے اور ان کا اعراب بھی بتلائیے۔

شَرِبْتُ اللَّبَنَ (میں نے دودھ پیا) فَتَحْتُ الْبَابَ (میں نے دروازہ کھولا) عَاقَبَتِ الْحُكُوْمَةُ الْمُذْنِبِيْنَ (حکومت نے خطاکاروں کو سزا دی) اَكْرَمَ الرَّجُلُ الضُّيُوْفَ (آدمی نے مہمانوں کا اکرام کیا) فَرِيْقًا كَذَّبْتُمْ وَفَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ (بعض کو تم نے جھٹلایا اور بعض کو تم قتل کرتے ہو) اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا (اللہ نے بیع کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام کیا ہے) كَافَأَ مُدِيْرُ الْمَدْرَسَةِ الْمُجِدَّاتِ (مدرسے کے مہتمم نے محنت کرنے والی لڑکیوں کو اس کا صلہ دیا) زُرْتُ مَكَّةَ (میں نے مکہ کی زیارت کی)

الدَّرْسُ الثَّلَاثُوْنَ —— تیسواں سبق

اَلْـمَفْعُوْلُ الْـمُطْلَقُ مفعول مطلق

۱- مفعول مطلق وہ اسم منصوب (مصدر) ہے جو فعل کے بعد آئے اور اس کا مادہ اسی فعل سے ہو اور اسی کے ہم معنی بھی ہو، یہ منصوب علی الفتحہ ہوتا ہے، مفعول مطلق تین وجہوں سے لایا جاتا ہے۔

(الف) تاکید کے لیے، جیسے: حَفِظْتُ الدَّرْسَ حِفْظاً (میں نے پوری طرح حفظ کرلیا)

(ب) فعل کی نوعیت اور کیفیت بیان کرنے کے لئے، جیسے سِرْتُ سَیْراً حَسَناً (میں اچھی طرح چلا)

(ج) بیان عدد کے لیے، جیسے جَلَسْتُ جَلْسَةً (میں ایک نشست بیٹھا)

۲- کبھی مفعول مطلق کی جگہ کسی دوسرے لفظ کو اس کے قائم مقام بنا کر لایا جاتا ہے، اس کی متعدد صورتیں ہوتی ہیں۔ (الف) کُلٌّ یا بَعْضٌ کو مصدر کی طرف مضاف بنا کر لایا جائے، جیسے اَحْتَرِمُهُ کُلَّ الْاِحْتِرَامِ (میں اس کا پوری طرح احترام کرتا ہوں)

۳- فعل کے مصدر کے بجائے اسی کا مرادف کوئی دوسرا مصدر لایا جائے جیسے دفعتُهُ حَفْزاً (میں نے اس کو دھکیل دیا) کبھی مصدر ذکر کئے بغیر اس مصدر کی کوئی صفت ذکر کردی جائے، جیسے تَتَطَوَّرُ الْحَیَاةُ سَرِیْعاً (زندگی تیزی کے ساتھ تبدیلی ہوتی جارہی ہے) اصل میں تَتَطَوَّرُ الْحَیَاةُ تَطَوُّراً سَرِیْعاً ہے، اس میں تطَوُّراً کو

حذف کر دیا گیا اور سَرِیعاً صفت کو اس کی جگہ لے آیا گیا۔

۴۔ کبھی مفعول مطلق کے فعل کو حذف کر دیا جاتا ہے، جیسے شُکْراً اصل عبارت یہ ہے اَشْکُرُكَ شُکْراً (میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں)

تَمْرِیْنَاتٌ — مشقیں

(۱) مفعول مطلق کسے کہتے ہیں؟ (۲) مفعول مطلق منصوب ہوتا ہے یا مرفوع؟ (۳) مفعول مطلق کیوں لایا جاتا ہے؟ (۴) کیا فعل کے مصدر کے بجائے اس کے مرادف لفظ کو بھی مفعول مطلق کے طور پر لایا جاسکتا ہے؟ (۵) کیا مفعول مطلق کے فعل کو حذف کرکے محض مفعول مطلق لایا جاسکتا ہے؟ (۶) ذیل میں کچھ جملے لکھے جارہے ہیں ان میں مفعول مطلق متعین کیجئے اور ان میں پڑھتے ہوئے قواعد جاری کیجئے۔

خَطَفَ الثَّعْلَبُ الدَّجَاجَةَ خَطْفاً (لومڑی نے مرغی اچک لی) مَرَّ الْقِطَارُ مَرَّ السَّحَابِ (ٹرین بادلوں کی طرح گزر گئی) جَرَی الْخَالِدُ جَرْیاً سَرِیْعاً (خالد تیز رفتاری کے ساتھ گزرا) ضَرَبَ الْخَادِمُ الْعَقْرَبَ ضَرْبَتَیْنِ (نوکر نے بچھو کو دو چوٹ لگائی) طَرَقَ عَامِلُ الْبَرِیْدِ الْبَابَ طَرْقاً (ڈاکیہ نے دروازے کو اچھی طرح کھٹکھٹایا) تَحِیَّةً طَیِّبَةً (پاکیزہ سلام) اس سے پہلے اُحَیِّیْکُمْ محذوف ہے۔

اَلدَّرْسُ الْحَادِي وَالثَّلَاثُوْنَ — اکتیسواں سبق

اَلْمَفْعُوْلُ لِاَجَلِه مفعول لہ

۱۔ مفعول لاجلہ یا مفعول لہ وہ اسم منصوب ہے جو فعل کے بعد آئے اور یہ بیان کرے کہ فعل کیوں واقع ہوا ہے، مثال کے طور پر تُوَزَّعُ الْجَوَائِزُ تَشْجِیْعاً

لِلْعَامِلِيْنَ (انعامات کام کرنے والوں کی ہمت افزائی کے لیے تقسیم کئے جاتے ہیں) اس میں تَشْجِيْعاً مفعول لہ ہے۔

۲- کبھی مفعول لہ پر لام جر بھی داخل کر دیتے ہیں، اس صورت میں وہ منصوب نہیں ہوتا اور نہ اسے مفعول لاجلہ کہا جاتا ہے، بلکہ اسے جار مجرور کہتے ہیں، جیسے: تُوَزَّعُ الْجَوَائِزُ لِتَشْجِيْعِ الْعَامِلِيْنَ (انعامات کام کرنے والوں کی ہمت افزائی کے لیے تقسیم کئے جاتے ہیں)

البتہ دونوں کا ترجمہ ایک ہی ہوگا۔

تَمْرِيْنَاتٌ ـــــ مشقیں

(۱) مفعول لہ جملے میں کس مقصد کے لئے لایا جاتا ہے؟ (۲) مفعول لہ جملے میں منصوب ہوتا ہے یا مجرور؟ (۳) کیا اس پر لام جر داخل ہو سکتا ہے، اس صورت میں اس کو مفعول لہ کہیں گے یا کچھ اور؟ (۴) ذیل میں کچھ جملے لکھے جا رہے ہیں ان پر غور کریں:

يُسَافِرُ الطَّلَبَةُ إِلَى دِيوبَنْد طَلَباً لِلْعِلْمِ (طلبہ دیوبند کا سفر علم حاصل کرنے کے لئے کرتے ہیں) عَاقَبَ الْقَاضِيُ الْمُجْرِمَ تَأْدِيْباً لَه (جج نے مجرم کو تنبیہ کے طور پر سزا دی) وَقَفْتُ لِلْمُعَلِّمِ اِحْتِرَاماً لَهُ (میں استاذ کے لیے احترام کی وجہ سے کھڑا ہوا) أُسَامِحُ عَلَى الصَّدِيْقِ مُحَافَظَةً عَلَى صَدَاقَتِه (میں دوست کی غلطیوں کو دوستی باقی رکھنے کے لئے نظر انداز کرتا ہوں)۔ قَامَ عَلِيٌّ اِكْرَاماً لِمُحَمَّدٍ (علی محمد کے اکرام کے لیے کھڑا ہوا)

الدَّرْسُ الثَّانِي وَالثَّلاثُونَ — بتیسواں سبق

اَلْـمَفْعُوْلُ مَعَهُ مفعول معه

مفعول معه وہ اسم منصوب ہے جو واؤ (بمعنی مع) کے بعد واقع ہو اور فاعل یا مفعول کے ساتھ مصاحبت پر دلالت کرے جیسے جَاءَ الْبَرْدُ وَالْجُبَّاتِ (سردی جبّوں کے ساتھ آگئی) اس جملے میں واؤ؛ واوِ معیت ہے الجُبَّاتِ مفعول معه منصوب علی الجر ہے، دوسری مثال: كَفَاكَ وزيداً دِرْهَمٌ (تیرے لئے زید سمیت ایک درہم کافی ہے) اس جملے میں بھی واو؛ واوِ معیت ہے زَيْداً مفعول معه منصوب علی الفتحہ ہے، پہلے جملے میں وَالْجُبَّاتِ کی معیت اَلْبَرْدُ فاعل کے ساتھ ہے، اور دوسرے جملے میں زَيْداً کی معیت ک ضمیر کے ساتھ جو مفعول بہ واقع ہو رہی ہے۔

تَمْرِيْنَاتٌ — مشقیں

(۱) مفعول معه کی کیا تعریف ہے؟ (۲) یہ جملے میں کس حرف کے بعد آتا ہے اور اس حرف کے کیا معنی ہوتے ہیں؟ (۳) مفعول معه سے فعل کی مصاحبت کس کے ساتھ ثابت ہوتی ہے، فاعل کے ساتھ یا مفعول کے ساتھ یا دونوں کے ساتھ؟ (۴) ذیل میں کچھ جملے لکھے جارہے ہیں ان میں مفعول معه شناخت کرکے بتلائیں کہ اس کی مصاحبت فاعل کے ساتھ ہے یا مفعول کے ساتھ۔

اِسْتَيْقَظْتُ وَتَغْرِيْدَ الطُّيُوْرِ (میں پرندوں کی چہچہاہٹ کے ساتھ سوکر اٹھا) حَضَرَ حَامِدٌ وغُرُوْبَ الشَّمْسِ (حامد سورج چھپنے کے ساتھ آیا) سِرْتُ وَطُلُوْعَ الْفَجْرِ (میں فجر کے طلوع ہونے کے ساتھ روانہ ہوا) مَشَيْنَا وَالظَّلَامَ

(ہم اندھیرے کے ساتھ چلے) نَامَ اَخِی وَظِلَّ الشَّجَرَةِ (میرا بھائی درخت کے سائے کے ساتھ سویا)

الدَّرْسُ الثَّالِثُ وَالثَّلاثُونَ — تینتیسواں سبق

اَلْـمَفْعُوْلُ فِيْهِ مفعول فیہ

مفعول فیہ وہ اسم منصوب ہے جو فعل ہونے کی جگہ بتلاتا ہو یا فعل ہونے کا وقت بتلاتا ہو، یعنی وہ اسم جو مَتَی (کب) اور أَیْنَ (کہاں) کے جواب میں آئے۔ مفعول فیہ کو ظرف بھی کہتے ہیں، جو فعل واقع ہونے کی جگہ کو بتلائے اس کو ظرف مکان کہتے ہیں، اور جو فعل واقع ہونے کے وقت کو بتلائے اس کو ظرف زمان کہتے ہیں، جیسے سَافَرَتِ الطَّائِرَةُ لَيْلاً (جہاز نے رات کو سفر کیا) اس جملے میں لیلاً ظرف زمان ہے کیوں کہ یہ فعل ہونے کے زمانے پر دلالت کر رہا ہے، لیلاً منصوب علی الفتحہ ہے، ظرف مکان کی مثال وَقَفَ الطَّالِبُ اَمَامَ الْـمُدَرِّسِ (طالب علم استاذ کے سامنے کھڑا ہوا) اس جملے میں اَمَامَ ظرف مکان ہے، کیوں کہ یہ فعل کے ہونے کی جگہ پر دلالت کر رہا ہے، اَمَامَ بھی منصوب علی الفتحہ ہے۔

۲- کچھ ظروف زمان یہ ہیں:

سَاعَةٌ (گھنٹہ) يَوْمٌ (دن) أُسْبُوْعٌ (ہفتہ) شَهْرٌ (مہینہ) سَنَةٌ (سال) صَبَاحٌ (صبح) مَسَاءٌ (شام) ظُهْرٌ (دوپہر) لَيْلٌ (رات) غَدٌ (کل آنے والا) لَحْظَةٌ (ایک لمحہ) بُرْهَةٌ (کچھ دیر) فَتْرَةٌ (وقفہ) حِيْنٌ (وقت) قَبْلُ (پہلے) بَعْدُ

(بعد میں) طِوَالَ (لمبا عرصہ) خِلَالَ (درمیان) اَثْنَاءَ (درمیان) مُدَّةٌ (مدت طویل و مختصر)

۳- کچھ ظروف مکان یہ ہیں:

اَمَامَ (سامنے) وَرَاءَ (پیچھے) خَلْفَ (پیچھے) يَمِيْنٌ (دائیں) يَسَارٌ (بائیں) شِمَالٌ (شمال) جُنُوبٌ (جنوب) شَرْقٌ (مشرق) غَرْبٌ (مغرب) وَسَطٌ (درمیان) فَوْقَ (اوپر) تَحْتَ (نیچے) بَيْنَ (درمیان میں) عِنْدَ (نزدیک، پاس) لَدَى (نزدیک، پاس) تِلْقَاءَ (سامنے) تِجَاهٌ/تُجَاهٌ (سامنے) نَحْوَ (جانب) حَوْلَ (اردگرد) مِيْلٌ (میل) كِيْلُوْمِتَر (کلومیٹر) فَرْسَخٌ (فرلانگ) دُوْنَ (نیچے، اونچے، پیچھے)

۴- اسماء ظروف میں سے بعض وہ ہیں جو ظرف بن کر بھی استعمال ہوتے ہیں، اور غیر ظرف بھی، ایسے اسماء ظرف یہ ہیں۔

يَوْمٌ، شَهْرٌ، سَنَةٌ، اُسْبُوْعٌ، سَاعَةٌ، صَبَاحٌ، مَسَاءٌ، لَيْلٌ، لَحْظَةٌ، بُرْهَةٌ، مِيْلٌ، فَرْسَخٌ، كِيْلُومِتر، يَمِيْنٌ، يَسَارٌ، وَسَطٌ، شِمَالٌ، جُنُوْبٌ، شَرْقٌ، غَرْبٌ.

یہ مفعول فیہ کے طور پر استعمال ہوں تو منصوب ہوں گے، ورنہ جملے میں ان کی جو جگہ ہو گی اس کے حساب سے ان پر اعراب آئے گا۔

۵- بعض اسماء ظرف وہ ہیں جو بہ طور ظرف ہی استعمال ہوتے ہیں، وہ یہ ہیں:

حِيْنَ، بَعْدَ، اَثْنَاءَ، خِلَالَ، طوالَ، وَرَاءَ، خَلْفَ، فَوْقَ، تَحْتَ، بَيْنَ، عِنْدَ، لَدَى، تِلْقَاءَ، تِجَاهَ، نَحْوَ، حَوْلَ، دُوْنَ.

یہ اسماء ظرف ہمیشہ منصوب ہوں گے خواہ جملے میں کہیں بھی آئیں۔

٦- نحو کی کتابوں میں ظرف زمان اور ظرف مکان کی دو دو قسمیں بیان کی گئی ہیں، مبہم اور محدود۔

مبہم وہ ہے جس کی کوئی حد متعین نہ ہو۔ محدود وہ ہے جس کی حد متعین ہو۔

ظرف زمان مبہم جیسے دَهْرٌ، حِيْنٌ، ظرف زمان محدود جیسے يَوْمٌ، لَيْلٌ، شَهْرٌ، سَنَةٌ، ظرف مکان مبہم جیسے أَمَامَ، خَلْفَ، ظرف مکان محدود جیسے دَارٌ، بَيْتٌ، مَسْجِدٌ.

٧- ظرف مکان محدود میں فی کا ذکر کرنا ضروری ہے جیسے سِرْتُ فِي السُّوْقِ (میں بازار میں پھرا) صَلَّيْتُ فِي الْمَسْجِدِ (میں نے مسجد میں نماز پڑھی) البتہ دَخَلَ کے بعد فی لانا عربوں کے نزدیک ضروری نہیں سمجھا جاتا، جیسے:

دَخَلْتُ الْـمَسْجِدَ، دَخَلْتُ الدَّارَ.

تَمْرِيْنَاتٌ — مشقیں

(۱) مفعول فیہ کسے کہتے ہیں؟ (۲) ظرف اور مفعول فیہ ایک ہیں یا الگ؟ (۳) ظرف کی کتنی قسمیں ہیں؟ (۴) وہ اسماء کون سے ہیں جو صرف زمانے کو بتلاتے ہیں؟ (۵) وہ اسماءِ ظرف کون سے ہیں جو صرف مکان کو بتلاتے ہیں؟ (٦) وہ اسماء ظرف کون سے ہیں جو ظرف بن کر بھی آتے ہیں اور غیر ظرف بن کر بھی؟(٧) کچھ جملے لکھے جارہے ہیں ان میں ظرف زمان اور ظرف مکان متعین کیجئے۔

مَكَثْتُ فِي أَمْرِيْكَا شَهْراً (میں امریکہ میں ایک مہینے رہا) شَرِبَ الْمَرِيْضُ الدَّوَاءَ صَبَاحاً (مریض نے صبح کے وقت دوا پی) جَلَسْتُ مَعَ صَدِيْقِي لَحْظَةً

(میں اپنے دوست کے ساتھ ایک لمحے کے لئے بیٹھا) تُوْقَدُ الْـمَصَابِیْحُ لَیْلاً (چراغ رات کے وقت جلائے جاتے ہیں) تَجْمَعُ النَّمْلَةُ قُوْتَهَا صَیْفاً (چیونٹی اپنا کھانا گرمی میں جمع کرتی ہے) نَامَ الْکَلْبُ خَلْفَ الْبَابِ (کتا دروازے کے پیچھے سویا) جَرَی عَلِیٌّ مِیْلاً (علی ایک میل دوڑا) تَطْلُعُ الشَّمْسُ نَهَاراً (سورج دن میں نکلتا ہے) اِخْتَفَی الْوَلَدُ وَرَاءَ الشَّجَرَةِ (لڑکا درخت کے پیچھے چھپا) سَافَرَ اَخُوْكَ اِلَی أوْرُبَّا شِتَاءً (تیرے بھائی نے سردی میں یورپ کا سفر کیا)

الدرسُ الرابعُ والثلاثُونَ — چونتیسواں سبق

اَلْحَالُ حال

۱- حال وہ اسم نکرہ ہے جو فعل کے واقع ہونے کے وقت میں فاعل کی یا مفعول کی یا دونوں کی حالت بیان کرے، دوسرے الفاظ میں ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ جو اسم نکرہ کَیْفَ حَدَثَ الْفِعْلُ (فعل کیسے واقع ہوا) کے جواب میں آئے اسے حال کہتے ہیں اور فاعل و مفعول کو صاحب الحال یا ذوالحال کہا جاتا ہے، صاحب الحال کا معرفہ ہونا ضروری ہے، جیسے: جَاءَ الْقَائِدُ مُنْتَصِراً (کرنل اس حال میں آیا کہ وہ کامیاب تھا) اس جملے میں مُنتصراً سے اَلْقَائِدُ یعنی فاعل کی اس حالت کا پتہ چلتا ہے جس پر وہ وقوعِ فعل یعنی آنے کے وقت تھا، حال منصوب علی الفتحہ ہوتا ہے۔

شَرِبْتُ الْـمَاءَ صَافِیاً (میں نے اس حال میں پانی پیا کہ وہ صاف تھا) اس جملے میں صَافِیاً مفعول بہ یعنی پانی کی اس حالت کو بیان کر رہا ہے جس پر وہ پینے کے وقت تھا، لہٰذا صافیاً حال ہے اور منصوب علی الفتحہ ہے۔

لَقِيَ حَامِدٌ خَالِداً رَاكِبَيْنِ (حامد؛ خالد سے اس حال میں ملا کہ وہ دونوں سوار تھے) اس جملے میں رَاكِبَيْنِ فاعل حَامِدٌ اور مفعول بہ خَالِداً کی ملاقات کے وقت کی حالت بیان کررہا ہے لہٰذا رَاكِبَيْنِ حال ہے، اور تثنیہ ہونے کی وجہ سے منصوب علی الیاء ہے۔

حَضَرُوْا رَاكِبِيْنَ (وہ سب اس حال میں آئے کہ سوار تھے) رَاكِبِيْنَ اس حالت کو بیان کررہا ہے جو آنے کے وقت تمام آنے والوں کی تھی، یہ جمع ہونے کی وجہ سے منصوب علی الیاء ہے۔

۲- کبھی حال جملہ اسمیہ ہوتا ہے، اس وقت واو اور ضمیر کا یا صرف واؤ کا ہونا ضروری ہے، جیسے لَا تَقْرَبُوْا الصَّلَاةَ وَاَنْتُمْ سُكَارَى (تم نماز کے قریب مت جاؤ اس حال میں کہ تم نشے میں ہو) وَاَنْتُمْ سُكَارَى حال ہے، اس سے پہلے واؤ حالیہ اور ضمیر أَنْتُمْ ہے، أَنْتُمْ سُكَارَى جملہ اسمیہ ہے۔

اِسْتَيْقَظْتُ وَالشَّمْسُ سَاطِعَةٌ (میں اس حال میں سو کر اٹھا کہ سورج بلند ہوچکا تھا) (اس میں واؤ حالیہ ہے اور الشمسُ ساطعةٌ جملہ اسمیہ ہے، جو حال بن رہا ہے۔

۳- کبھی حال جملہ فعلیہ ہوتا ہے، اگر حال جملہ فعلیہ ہو اور فعل مضارع مثبت ہو تو صرف ضمیر اور واؤ کافی ہے، جیسے سَارَ الطِّفْلُ وَهُوَ يَبْكِي (بچہ روتا ہوا گیا)

اس میں واؤ حالیہ ہے، هُوَ يَبْكِي جملہ فعلیہ ہو کر حال بن رہا ہے۔ اور اگر فعل ماضی ہو تو اس سے پہلے قَدْ لگانا ضروری ہوگا جیسے: جَاءَ خَالِدٌ وَقَدْ خَرَجَ صَدِيْقُهُ (خالد اس حال میں آیا کہ اس کا دوست نکل چکا تھا)

۴- حال کبھی شبہ جملہ بھی ہوتا ہے، جیسے: حَضَرَ الْقَائِدُ بِزِيِّهِ الرَّسْمِيِّ (کرنل اس حال میں آیا کہ وہ اپنی سرکاری وردی میں تھا) اس جملے میں بِزِيِّهِ الرَّسْمِيِّ جار مجرور ہونے کی بنا پر شبہ جملہ ہے اور حال واقع ہورہا ہے، رَأَيْتُ الطَّائِرَةَ بَيْنَ السَّحَابِ (میں نے جہاز کو اس حال میں دیکھا کہ وہ بادلوں کے درمیان تھا) اس جملے میں بَيْنَ السَّحَابِ ظرف ہے، یہ دونوں لفظ شبہ جملہ ہیں اور یہ بھی حال واقع ہورہے ہیں۔

تَمْرِيْنَاتٌ ــــ مشقیں

(۱) حال کسے کہتے ہیں؟ (۲) اس کے ذریعے کس کی حالت بیان کی جاتی ہے؟ ۳) جس کا حال بیان کیا جائے اس کو کیا کہتے ہیں؟ (۴) حال صرف مفرد لفظ ہی ہوتا ہے یا جملہ بھی ہوتا ہے؟ (۵) جملہ ہونے کی صورت میں کون سا جملہ ہوتا ہے اور جملہ ہونے کی صورت میں اس سے پہلے کس لفظ کا اضافہ کرنا پڑتا ہے؟ مثالیں دے کر بیان کریں۔ (۶) ذیل میں کچھ جملے لکھے جارہے ہیں، ان میں حال ذوالحال متعین کرکے بتلائیں اور یہ بھی بتلائیں کہ حال مفرد ہے یا جملہ، اگر جملہ ہے تو جملہ اسمیہ ہے یا جملہ فعلیہ ہے یا شبہ جملہ ہے۔

لَا تَأْكُلُوْا الطَّعَامَ حَارًّا (کھانا اس حال میں مت کھاؤ کہ گرم ہو) لَا تَأْكُلُوا الْفَاكِهَةَ وَهِيَ فِجَّةٌ (پھل اس حال میں مت کھاؤ کہ وہ کچا ہو) طَلَعَ الْبَدْرُ بَيْنَ السَّحَابِ (چودھویں شب کا چاند بادلوں کے درمیان سے طلوع ہوا) بِعْتُ الثَّمَرَةَ عَلَى شَجَرَةٍ (میں نے پھل اس حال میں فروخت کئے کہ وہ درخت پر تھے) أَكَلَ فَرِيْدٌ وَهُوَ شَبْعَانٌ (فرید نے اس حال میں کھانا کھایا کہ وہ شکم سیر تھا) اِسْتَيْقَظْنَا

مِنَ النَّوْمِ وَمَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ (ہم نیند سے اس حال میں بیدار ہوئے کہ سورج نہیں نکلا تھا) فَارَقْتُ إِخْوَانِی وَاَنَا مُنْقَبِضُ الصَّدْرِ (میں اپنے بھائیوں سے اس حال میں جدا ہوا کہ میرے دل میں تکدر تھا) غَرَقَتِ السَّفِینَۃُ وَقَدْ کَانَ مَنْظَرُھَا مُخَوِّفًا (کشتی اس حال میں غرقاب ہوئی کہ اس کا منظر خوف ناک تھا)

اَلدَّرْسُ الْخَامِسُ وَالثَّلَاثُوْنَ — پینتیسواں سبق

اَلتَّمْیِیْزُ تمیز

۱- تمیز وہ اسم نکرہ منصوب ہے جو ما قبل کے ابہام کو دور کرے، یہ بات اس طرح بھی کہی جاسکتی ہے کہ ہر وہ اسم نکرہ منصوب؛ تمیز ہے جو ما قبل کے اجمال کو دور کرنے کے لیے مِنْ کے معنی کو شامل ہو، یہ قاعدہ مثالوں کے ذریعے اچھی طرح سمجھ میں آجائے گا۔

اِشْتَرَیْتُ قِنطَاراً قَمْحاً (میں نے ایک قنطار گیہوں خریدا)

اگر ہم اشتَرَیْتُ قِنطَاراً (میں نے ایک قنطار خریدا) کہیں اور خاموش ہو جائیں تو سننے والا یہ نہیں سمجھ پاتا کہ آپ نے گیہوں خریدا ہے یا دال خریدی ہے یا کچھ اور خریدا ہے، لیکن جب ہم قَمْحاً بولتے ہیں تو قِنطَاراً کا ابہام اور اجمال دور ہو جاتا ہے، اور سننے والا سمجھ جاتا ہے کہ آپ نے گیہوں خریدا ہے، یہی تمیز ہے، اس جملے میں قِنطَاراً کو مُمَیَّز اور کلمہ قَمْحاً کو مُمَیِّز کہیں گے۔

۲- اب یہ چند جملے اور دیکھیں:

اشْتَرَی عَبْدُ اللهِ کِیلُو جِرَاماً لَحْماً. (عبد اللہ نے ایک کلو گرام گوشت

خریدا)۔

اَخرَجْتُ صَاعاً قَمْحاً لِزَكَاةِ الْفِطْرِ. (میں نے ایک صاع گیہوں صدقہٴ فطر کے لئے نکالا)۔

اِشْتَرَيْتُ ذِرَاعاً حَرِيْراً. (میں نے ایک گز ریشمی کپڑا خریدا)۔

فِي الْـمَدْرَسَةِ ثَلَاثُوْنَ قَاعَةً. مدرسے میں تیس ہال ہیں۔

پہلے جملے میں کِیلُو جراماً وزن کا نام ہے، صَاعاً ناپ کا نام ہے، ذِرَاعاً پیمائش کا نام ہے، ثَلَاثُوْنَ عدد کا نام ہے، ان چاروں مثالوں میں مبہم کلمات (مُمَیَّز) کا ابہام بعد میں آنے والے لفظوں نے دور کیا ہے، اس تمیز کو اَلْـمُتَمَيِّزُ الْـمَلْفُوْظُ کہتے ہیں، اس کے دو نام اور بھی ہیں، اَلتَّمْيِيْزُ الْـمُفْرَدُ اور التَّمْيِيْزُ الذَّاتُ. اس سے یہ قاعدہ نکلا کہ تمیز ملفوظ مبہم کلمے کی وضاحت کرتا ہے، اور لفظوں میں مذکور ہوتا ہے، ان جملوں میں کیلُو جراماً، صَاعاً، ذراعاً، ثلاثون کی شکل میں موجود ہیں۔ اور یہ تمیز چار موقعوں پر آتی ہے، (۱) وزن کے لیے جیسے بِعْتُكَ رِطلاً عَنِباً (میں نے ایک رطل انگور خریدے) (۲) ناپ کے لئے جیسے اشْتَرَيْتُ لِيْتَراً حَلِيْباً (میں نے ایک لیٹر دودھ خریدا) (۳) پیمائش کے لیے جیسے اشتَرَيْتُ فَدَّاناً اَرْضاً (میں نے ایک فدان زمین خریدی) (۴) عدد کے لیے جیسے رکب السَّفِيْنَةَ خَمْسُوْنَ رَجُلاً (کشتی پر پچاس آدمی سوار ہوئے) لگے ہاتھوں وزن اور پیمائش وغیرہ کے لئے جو الفاظ آئے ہیں ان کو اُردو میں بھی سمجھ لیں۔

قِنطَارٌ ایک ہزار چار سو نہتر کلو چھ سو چونسٹھ گرام۔ دِرْهَمٌ تین گرام اکسٹھ ملی گرام اور آٹھ میکرو ملی گرام۔ فَدَّانٌ بیالیس سو میٹر۔ ذِرَاعٌ اٹھارہ انچ یا ڈیڑھ فٹ،

صَاعٌ دو کلو چھ سو پچاس گرام۔

۳- اب یہ مثالیں دیکھیں:

طَابَ حَامِدٌ خُلُقاً. (حامد اخلاق کے اعتبار سے اچھا ہے)

فَجَّرْنَا الْأَرْضَ عُيُوناً. (ہم نے زمین کو شق کیا چشموں کے لحاظ سے)

اَنَا اَكْثَرُ مِنْكَ مَالاً. (میں تجھ سے مال میں زیادہ ہوں)

ان مثالوں میں اگر یہ کہا جائے طَابَ حَامِدٌ حامد اچھا ہے، تو اس سے یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ کس اعتبار سے اچھا ہے، خُلُقاً نے اس ابہام کو دور کر دیا، اس جملے میں خُلُقاً مُمَیِّز ہے۔ اور یہ جملے میں موجود ابہام کو دور کر رہا ہے، ان جملوں میں مُمَیَّز لفظاً موجود نہیں ہے، بلکہ سننے والا اس ابہام کو پورے جملے میں محسوس کر رہا ہے، اس تمیز کو تَمِیِیْزُ الْـمَلْحُوْظ کہتے ہیں، اسے تَمِیِیْزُ الْجُمْلَه بھی کہا جاتا ہے، اس کی دو قسمیں ہیں، مُحَوَّلْ، غَیْر مُحَوَّلْ۔

محوّل کی تین قسمیں ہیں:

محوّل عن الفاعل: وہ مُمَیِّز جو فاعل کے ابہام کو دور کرے، جیسا کہ پہلی مثال میں ہے کہ اس میں حَامِدٌ طَابَ کا فاعل ہے، یہ جملہ اس طرح بھی آسکتا تھا طَابَ خُلُقُ حَامِدٍ اس میں خُلُقاً کو مُمَیِّز بنا کر لایا گیا۔

محوّل عن المفعول بہ: وہ ممیّز جو مفعول بہ کے ابہام کو دور کرے، جیسے: فَجَّرنا الأرضَ عُيُوْناً. یہ جملہ اس طرح بھی آسکتا تھا، فَجَّرْنَا عُيُوْنَ الْاَرْضِ اس طرح عیون مفعول بہ ہو گا، اس کو مُمَیِّز بنا کر لایا گیا۔

محوّل عن المبتدا: وہ مُمیّز جو مبتدا کے ابہام کو دور کرنے کے لیے لایا گیا ہو، جیسے: اَنَا أَكْثَرُ مِنكَ مَالاً یہ جملہ اس طرح بھی آسکتا تھا، مَالِيْ اَكْثَرُ من مالِك. اس طرح مَالِي مبتدا ہوتا، اس کو مُمیّز بنا کر لایا گیا۔

ان تینوں قسموں میں ابہام فاعل اور فعل کے درمیان تھا، یا مفعول بہ اور فعل کے درمیان تھا یا مبتدا اور خبر کے درمیان تھا، جو مُمیّز لا کر دور کر دیا گیا۔

تمیز غیر محوّل: یہ وہ تمیز ہے جو عموماً افعال تعجب اور اسم تفضیل کے بعد آتی ہے، جیسے: مُحَمَّدٌ اَعْظَمُ خُلُقاً. (محمد اخلاق کے اعتبار سے بہت بڑا ہے)۔

مَا اَحْسَنَ الْغَنِيَّ مشاركةً فِي الخَيْرِ. (مال دار خیر میں شرکت کے اعتبار سے کتنا اچھا مال دار ہے)

وَحَسُنَ اُوْلٰئِكَ رَفِيْقاً. (وہ لوگ رفیق ہونے کے اعتبار سے بہت اچھے ہیں)

اَلدَّرْسُ السَّادِسُ والثَّلاثُونَ — چھتیسواں سبق

تَمْيِيْزُ الْأَعْدَادِ اعداد کی تمیز

گذرے ہوئے سبق میں آپ نے پڑھا ہے کہ تمیز؛ عدد کے ابہام کو بھی دور کرتی ہے، عربی زبان میں عدد کے استعمال کا قاعدہ تھوڑا مشکل ہے، اس لیے ہم اس کو اختصار کے ساتھ مستقل ایک سبق میں بیان کرنا چاہتے ہیں، اُردو میں ایک دو، تین، دس، بارہ، بیس، انیس، پچاس، سو وغیرہ عدد کہلاتے ہیں، اسی طرح عربی میں وَاحِدٌ، اِثْنَانِ، ثَلَاثَةٌ، عَشَرَةٌ، اِثْنَا عَشَرَ، عِشْرُوْنَ، ثَلَاثُوْنَ، خَمْسُوْنَ، مِائَةٌ وغیرہ عدد کہلاتے ہیں، ان اعداد کی جو تمیز ہوتی ہے اس کو عربی میں معدود کہا جاتا ہے۔

۱- عربی میں اسمائے اعداد کی تمیز تین طرح سے آتی ہے۔

(۱) ثَلٰثَةٌ سے عَشَرَةٌ تک مجرور اور جمع ہوگی، پھر اگر مؤنث کی جمع ہے تو عدد مذکر ہوگا اور مذکر کی جمع ہے تو عدد مؤنث ہوگا، جیسے ثَلَاثُ لَيَالٍ (تین راتیں) ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ (تین دن)۔

(۲) اَحَدَ عَشَرَ (۱۱) سے تِسْعٌ وَتِسْعُوْنَ (۹۹) تک تمیز مفرد اور منصوب ہوگی، ایک اور دو میں تمیز مذکر ہے تو عدد مذکر ہوگا اور تمیز مؤنث ہو تو عدد مؤنث ہوگا جیسے اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَباً (۱۱ ستارے) اِثْنَتَا عَشَرَةَ عَيْناً (بارہ چشمے) لیکن تیرہ سے ننانوے تک میں اگر معدود مذکر ہو تو پہلا عدد مؤنث اور دوسرا عدد مذکر لایا جائے گا، جیسے ثَلَاثَةَ عَشَرَ كِتَاباً (تیرہ کتابیں) اور اگر معدود مؤنث ہو تو پہلا عدد مذکر اور دوسرا مؤنث ہوگا جیسے اَرْبَعَ عَشَرَةَ حُجْرَةً (چودہ کمرے)

(۳) مِائَةٌ (سو) اَلْفٌ (ہزار) مفرد، تثنیہ اور جمع لانے کی صورت میں ان کی تمیز مجرور مفرد ہوگی، مؤنث اور مذکر میں بھی کوئی فرق نہیں ہوگا، مِائَةُ رَجُلٍ (سو آدمی) مِائَتَا رَجُلٍ (دو سو مرد) مِآتُ رَجُلٍ (سینکڑوں مرد) اَلْفُ اِمْرَأَةٍ (ہزار عورتیں) اَلْفَا اِمْرَأَةٍ (دو ہزار عورتیں) آلَافُ اِمْرَأَةٍ (ہزار عورتیں)

(۴) وَاحِدٌ اور اِثْنَانٌ بغیر تمیز (معدود) کے آتے ہیں، مذکر کے لیے مذکر عدد جیسے اِلٰهٌ وَاحِدٌ (ایک اللہ) اِثْنَانِ رَجُلَانِ (دو مرد) مؤنث کے لیے مؤنث عدد نَفْسٌ وَاحِدٌ (ایک جان) اِثْنَتَانِ اِمْرَأَتَانِ (دو عورتیں)

(۵) عُقُوْد یعنی دہائیوں میں مذکر اور مؤنث دونوں برابر ہوتے ہیں، جیسے

عِشْرُوْنَ رَجُلاً (بیس مرد) عِشْرُوْنَ امرأةً (بیس عورتیں) اگر عقود کے ساتھ اکائی لگائی جائے تو دونوں کے بیچ میں واؤ لائی جائے گی، جیسے اَحَدٌ وعِشْرُوْنَ رَجُلاً (اکیس آدمی) اِحْدَی وعِشْرُوْنَ اِمْرَأةً (اکیس عورتیں)

(٦) عربی میں کچھ ایسے الفاظ بھی آتے ہیں جو عدد تو نہیں ہوتے مگر عدد کے معنی پر دلالت کرتے ہیں، اس لئے انہیں کنایات العدد کہتے ہیں، کچھ اہم کنایات عدد حسب ذیل ہیں:

بِضْعٌ کَمِ الْاِسْتِفْهامِیَّةُ کَمِ الْخَبَرِیَّةُ کَذَا نَیِّفٌ

یہاں ہم بِضْعٌ اور نَیِّفٌ کا ذکر کرتے ہیں، باقی تین کا ذکر سبق (۴٦) اسماء الکنایات کے ضمن میں آرہا ہے۔

لفظ بِضْعٌ ۳ سے ۹ کے عدد پر دلالت کرتا ہے، اور تذکیر وتانیث اور تمیز کے عراب میں اس کا وہی حکم ہوتا ہے جو ان اعداد کا ہوتا ہے، جیسے: قَرَأْتُ بِضْعَ قِصَصٍ (میں نے چند قصے پڑھے) قَرَأْتُ بِضْعَةَ کُتُبٍ (میں نے چند کتابیں پڑھیں) سَهِرْتُ بِضْعَ لَیَالٍ (میں چند رات جاگا) مَکَثْتُ فِی الْقَرْیَةِ بِضْعَةَ اَیَّامٍ (میں گاؤں میں چند دن رہا)

لفظ نَیِّفٌ کا استعمال دو دہائیوں کے درمیان کسی تعداد کو بیان کرنے کے لیے کیا جاتا ہے، مثال کے طور پر عِشْرُوْنَ وَثَلَاثُوْنَ کے درمیان، یا ثَلَاثُوْنَ اور اَرْبَعُوْنَ کے درمیان؛ جیسے: قَرَأْتُ عِشْرِیْنَ مَقَالَةً وَنَیِّفًا (میں نے بیس سے کچھ زیادہ مقالے پڑھے) فِی الْفَصْلِ خَمْسُوْنَ طَالِبًا وَنَیِّفٌ (درسگاہ میں پچاس سے زیادہ طلبہ ہیں)

تَمْرِيْنَاتٌ — مشقیں

(۱) عربی میں عَدَد کس کو کہتے ہیں؟ (۲) عدد کی تمیز کو عربی میں کیا کہتے ہیں؟ (۳) ثَلَاثَةٌ سے عَشَرَةٌ تک کی تمیز یا معدود کیا ہوگا؟ (۴) عَشَرَ سے تِسْعٌ وَتِسْعُوْنَ تک تمیز کیسی ہوگی؟ (۵) مِأَةٌ اور اَلْفٌ کی تمیز کے بارے میں بتلایئے؟ (۶) عقود کی تمیز کیسی آتی ہے؟ (۷) وَاحِدٌ اور اِثْنَانِ کے بارے میں آپ نے کیا پڑھا ہے؟ (۸) اگر عقود کے ساتھ اکائی لگائی جائے تو بیچ میں کون سا حرف لایا جاتا ہے؟ (۹) بِضعٌ اور نَيِّفٌ کے استعمال کا طریقہ بتلایئے؟ (۱۰) ذیل میں کچھ جملے لکھے جارہے ہیں، ان جملوں کو غور سے پڑھیں اور ان پر قواعد کو تطبیق دیں۔

رَأَيْتُ اَرْبَعَةَ رِجَالٍ (میں نے چار آدمیوں کو دیکھا) فِي الْفَصْلِ ثَلَاثَةٌ وَثَلَاثُوْنَ طَالِبًا (درس گاہ میں تین سو تیس طلبہ ہیں) حَضَرَ الْحَفْلَ اَرْبَعُ مِائَةِ شَابٍّ (جلسے میں چار سو نوجوانوں نے شرکت کی) بِالْقَرْيَةِ مَدْرَسَةٌ وَاحِدَةٌ (گاؤں میں ایک مدرسہ ہے) حَضَرَ اِثْنَا عَشَرَ طَالِبًا وَكَتَبُوْا اِثْنَتِي عَشَرَةَ رِسَالَةً (بارہ طالب علم حاضر ہوئے اور انہوں نے بارہ خطوط لکھے) رَأَى يُوْسُفُ اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا (یوسف نے گیارہ ستارے دیکھے) بَعْضُ الشُّهُوْرِ وَاحِدٌ وَثَلَاثُوْنَ يَوْمًا (بعض مہینوں میں اکتیس دن ہوتے ہیں) نَجَحَ ثَلَاثَةَ عَشَرَ طَالِبًا (تیرہ طالب علم کامیاب ہوئے) قَدِمَ اَلْفُ سَائِحٍ وَاَلْفُ سَائِحَةٍ (ایک ہزار سیاح مرد آئے اور ایک ہزار سیاح عورتیں آئیں) غَابَ الطَّالِبُ عِشْرِيْنَ يَوْمًا (طالب علم بیس دن غائب رہا)۔

الدَّرْسُ السَّابِعُ والثَّلاثُونَ — سینتیسواں سبق

اَلْـمُسْتَثْنَى مستثنیٰ

۱- مستثنیٰ؛ وہ اسم ہے جس کو کسی حرف استثناء کے ذریعے ما قبل کے حکم سے الگ کیا گیا ہو، حرف استثناء سے پہلے آنے والا لفظ مستثنیٰ منہ ہے اور اس کے بعد آنے والا لفظ مستثنیٰ کہلاتا ہے، مستثنیٰ کی دو قسمیں ہیں، (۱) مستثنیٰ متصل (۲) مستثنیٰ منفصل۔

۲- حروف استثناء حسب ذیل ہیں:

إِلَّا غَيْرَ سِوَى خَلَا عَدَا حَاشَا مَا عَدَا مَا خَلَا

۳- مستثنیٰ متصل؛ وہ ہے جو مستثنیٰ منہ کی جنس سے ہو، یعنی جس کا استثناء کیا گیا ہو وہ اسی کی جنس سے ہو جس سے استثناء کیا گیا ہے، جیسے: حَضَرَ الرِّجَالُ إِلَّا حَامِدًا (سب لوگ آئے مگر حامد نہیں آیا) اس جملے میں حَامِدًا منصوب علی الفتحہ ہے۔

۴- قاعدہ یہ ہے کہ اگر مستثنیٰ متصل إِلَّا کے بعد آئے اور مستثنیٰ منہ مذکور ہو اور کلام مثبت ہو (یعنی نفی، نہی اور استفہام انکاری نہ ہو) تو مستثنیٰ منصوب ہوگا جیسا کہ اوپر کی مثال میں آپ نے دیکھا، دوسری مثال دیکھیں:

فَشَرِبُوْا مِنْهُ إِلَّا قَلِيْلًا (اس میں سے انہوں نے پیا مگر تھوڑا)

اس جملے میں فَشَرِبُوْا مِنْهُ مثبت ہے اور مستثنیٰ منہ مذکور ہے اور مستثنیٰ إِلَّا کے بعد آرہا ہے اس لئے مستثنیٰ منصوب ہے۔

۵- مستثنیٰ متصل میں، اگر کلام غیر مثبت ہو اور مستثنیٰ منہ مذکور ہو تو اس کے اعراب کی دو صورتیں ہیں: (۱) آپ اسے منصوب بھی پڑھ سکتے ہیں اور مستثنیٰ منہ کے اعراب کے مطابق بھی لاسکتے ہیں، جیسے:

مَاقَامَ اَحَدٌ إِلَّا حَامِدٌ (کوئی کھڑا نہیں ہوا مگر حامد کھڑا ہوا)

مَا قَامَ اَحَدٌ إِلَّا حَامِداً (کوئی کھڑا نہیں ہوا مگر حامد کھڑا ہوا)

ان دونوں جملوں میں کلام منفی ہے اور اَحَدٌ مستثنیٰ منہ مذکور ہے، اس لیے إِلَّا کے بعد ہونے والے مستثنیٰ پر نصب بھی ہے، اور مستثنیٰ منہ کے اعراب کے مطابق رفع بھی ہے۔

٦۔ مستثنیٰ متصل میں اگر کلام منفی ہو اور مستثنیٰ منہ مذکور نہ ہو تو مستثنیٰ کا اعراب عامل کے مطابق ہو گا، اسے ہم یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ مستثنیٰ منہ محذوف کے مطابق ہو گا، جیسے:

مَاقَامَ إِلَّا حَامِدٌ (کوئی کھڑا نہیں ہوا مگر حامد)

اس جملے میں اَحَدٌ مستثنیٰ منہ محذوف ہے، اور وہ مرفوع ہے، اس لیے مستثنیٰ حَامِدٌ بھی مرفوع لایا گیا ہے۔

لَا تَقُوْلُوْا إِلَّا الْحَقَّ (حق بات کے سوا کچھ مت کہو)

اس جملے میں شَيْئاً مستثنیٰ منہ محذوف ہے اور وہ منصوب ہے، اس لئے مستثنیٰ اَلْحَقَّ بھی منصوب لایا گیا ہے۔

٧۔ مستثنیٰ منقطع یا منفصل: وہ ہے جو مستثنیٰ منہ کی جنس سے نہ ہو، اس صورت میں إِلَّا کے بعد آنے والا مستثنیٰ ہمیشہ منصوب ہو گا، جیسے:

جَاءَ نِیْ الْقَوْمُ إِلَّا حِمَاراً (میرے پاس قوم آئی مگر گدھا نہیں آیا)

اس جملے میں حِمَاراً مستثنیٰ ہے اور یہ مستثنیٰ منہ اَلْقَوْمُ کی جنس سے نہیں ہے، اسی طرح یہ مثال دیکھئے:

سَجَدَ الْـمَلَائِکَۃُ إِلَّا إِبْلِیْسَ (تمام فرشتوں نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے نہیں کیا)

اس جملے میں مستثنیٰ اِبْلِیْسَ مستثنیٰ منہ اَلْـمَلَائِکَۃُ میں داخل نہیں تھا بلکہ جن تھا، اس لیے اِبْلِیْسَ اور حِمَاراً کو منصوب لایا گیا ہے۔

۸- اگر مستثنیٰ خَلَا اور عَدَا کے بعد آئے تو اس پر نصب آتا ہے، جیسے:

عَادَتِ الطَّائِرَاتُ عَدَا طَائِرَۃً (تمام جہاز واپس ہوئے سوائے ایک جہاز کے)

۹- اگر مستثنیٰ غَیْرَ اور سِوَی کے ذریعے کیا گیا ہو تو مستثنیٰ کو مجرور پڑھیں گے، جیسے:
قَامَ الرِّجَالُ غَیْرَ زَیْدٍ/ قَامَ الرِّجَالُ غَیْرُ زَیْدٍ (سب لوگ کھڑے ہوئے سوائے زید کے)

۱۰- مَا خَلَا اور مَا عَدَا کے بعد آنے والا مستثنیٰ ہمیشہ منصوب ہوتا ہے، جیسے:

قَامَ الرِّجَالُ مَا عَدَا حَامِداً (حامد کے علاوہ سب لوگ کھڑے ہوئے)

اَلَا کُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللہَ بَاطِلُ (آگاہ رہو ہر چیز اللہ کے سوا فنا ہونے والی ہے)

تَمْرِیْنَاتٌ —— مشقیں

(۱) مستثنیٰ کسے کہتے ہیں؟ (۲) مستثنیٰ کی کتنی قسمیں ہیں؟ (۳) إِلَّا کے بعد آنے والے مستثنیٰ کے اعراب کی کتنی صورتیں ہیں؟ (۴) مستثنیٰ منقطع کسے کہتے ہیں، اس کا

اعراب کیا ہوتا ہے؟ (۴) غَیْرُ اور سِوَی کے بعد آنے والا لفظ مجرور ہوتا ہے یا منصوب؟(۵) خَلَا اور عَدَا کے بعد آنے والے مستثنٰی کا اعراب بھی بیان کیجئے؟(۶) مَا خَلَا اور مَا عَدَا کے ذریعے جس کا استثناء کیا جائے وہ منصوب ہوتا ہے یا مرفوع؟ (۷) ذیل میں کچھ جملے لکھے جارہے ہیں، ان کو پڑھئے، یاد کیجئے اور ان پر قواعد کا اجراء کیجئے۔

اَثْمَرتِ الْأَشْجَارُ إِلَّا شَجَرَةً (ایک درخت کے علاوہ سب درختوں نے پھل دیئے) لَمْ تَتَفَتَّحِ الْاَزْهَارُ إِلَّا الْبَنَفْسجَ (پھول نہیں کھلے مگر بنفشہ کا پھول کھلا) لَمْ يَفُزِ الطُّلَّابُ إِلَّا حَامِدٌ (تمام طلبہ ناکام ہوئے مگر حامد نہیں ہوا) مَا صَاحَبْتُ إِلَّا الْاَخْيَارَ (میں نے صحبت اختیار نہیں کی مگر اچھے آدمیوں کی) اِتَّقَدَتِ الْـمَصَابِيْحُ غَيْرَ وَاحِدٍ (ایک چراغ کے علاوہ تمام چراغ جلے) مَا قَبَّلْتُ يَدَ اَحَدٍ سِوَى وَالِدِي (میں نے اپنے والد کے علاوہ کسی کے ہاتھ نہیں چومے) قَطَفْتُ الْاَزْهَارَ خَلَا الْوَرْدَ (میں نے گلاب کے علاوہ تمام پھول توڑے) زُرْتُ مَسَاجِدَ الْـمَدِيْنَةِ عَدَا وَاحِداً (میں نے ایک کے سوا شہر کی تمام مساجد دیکھیں) لَمْ يُوَاسِنِيْ فِي حُزْنِيْ إِلَّا الْاَصْدِقَاءُ (دوستوں کے سوا میرے غم میں کسی نے مجھے تسلی نہیں دی) دَخَلْتُ غُرَفَ الْبَيْتِ مَا عَدَا غُرْفَةَ النَّوْمِ (میں سونے کے کمرے کے سوا گھر کے تمام کمروں میں گیا)

اَلدَّرْسُ الثَّامِنُ وَالثَّلَاثُوْنَ ـــــ اڑتیسواں سبق

اَلْـمُنَادٰی   منادی

۱- منادیٰ وہ اسم منصوب ہے جو کسی حرف ندا کے بعد آئے، یہ حرف اَدْعُوْ فعل محذوف کے قائم مقام ہوتا ہے، حروف ندا یہ ہیں۔

یاء؛ قریب وبعید کی ندا کے لئے آتا ہے، جیسے: یَا خَالِدُ اِسْتَیْقِظْ (اے خالد اٹھو)

همزہ؛ ندائے قریب کے لیے جیسے: أَ خَالِدُ اَقْبِلْ (اے خالد آؤ)

اَیَا، هَیَّا، اَيْ؛ نداءِ بعید کے لیے، جیسے: اَیَا نَبِیْلُ هَلْ تَسْمَعُنِي (اے نبیل کیا تم میری آواز سن رہے ہو)۔

۲- جس پر حرف ندا داخل ہو اس کو منادی کہتے ہیں۔

۳- اگر منادی مفرد معرفہ یا نکرہ معیّن ہو تو اس پر رفع آتا ہے، جیسے: یَا حَامِدُ (اے حامد) یہ مفرد معرفہ کی مثال ہے، یَا رَجُلُ (اے شخص) یہ مفرد نکرہ معین کی مثال ہے۔

۴- اگر منادی نکرہ غیر معین ہو تو اس صورت میں منصوب ہو گا، جیسے: یَا رَجُلاً خُذْ بِیَدِیْ (اے کوئی شخص میرا ہاتھ پکڑ)

۵- اگر منادی پر لامِ استغاثہ داخل کر دیا جائے تو وہ مجرور پڑھا جائے گا، یا لَلْأَمِیْرِ (اے امیر مدد کر) اور اگر الف استغاثہ کسی لفظ کے آخر میں بڑھا دیا جائے تو وہ منصوب پڑھا جائے گا جیسے: یَا حَامِداً (اے حامد مدد کر)

۶- اگر منادی مضاف ہو، یا شبہ مضاف ہو تو اس پر نصب آتا ہے، جیسے یَا عَبْدَ اللهِ (اے بندۂ خدا، اے عبد اللہ) یَا اَھْلَ الْکِتَابِ (اے اہل کتاب) ان دونوں مثالوں میں منادی مضاف بن رہا ہے، شبہ مضاف کی مثال یہ ہے: یَا طَالِعاً جَبَلاً (اے پہاڑ پر چڑھنے والے)

۷- اگر منادی معرف باللام ہو تو اس کے اور یا حرف ندا کے درمیان اَیُّھَا یا أَیَّتُھَا بڑھادیں گے، جیسے: یَا اَیُّھَا الرَّسُوْلُ (اے رسول) یَا اَیَّتُھَا النَّفْسُ (اے نفس) اس قاعدے سے اللہ کا پاک نام مستثنیٰ ہے، یعنی اگر اسے پکاریں تو یوں کہیں گے یَا أَللهُ (اے اللہ) اللہ کے نام کے ساتھ اَیُّھَا نہیں لگے گا، ویسے حرف ندا کے بجائے میم مشدد لاکر اللہ کو اس طرح پکارا جاتا ہے: اَللّٰھُمَّ (اے اللہ)

۸- کبھی کبھی حرف ندا کو حذف بھی کردیا جاتا ہے، جیسے: یُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ ھَذَا (اے یوسف اس سے در گزر کر) اصل میں یَا یُوْسُفُ تھا اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّھَا النَّبِیُّ (اے نبی آپ پر سلامتی ہو) اصل میں یا اَیُّھَا النَّبِیُّ تھا۔

۹- اگر منادی مفرد معرفہ ہو اور اس کے بعد اِبْنُ یا بِنْتُ کا لفظ آجائے تو منادی اِبْنُ اور بِنْتُ سمیت منصوب ہوگا اور بعد والا علم مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے مجرور ہوگا، جیسے: یَا اُسَامَةَ بْنَ زَیْدٍ (اے زید کے بیٹے اسامہ) یَا فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی فاطمہؓ)

۱۰- اگر منادی غُلَامٌ، رَبٌّ، اور أُمٌّ وغیرہ الفاظ ہوں اور یاءِ متکلم کی طرف مضاف ہو رہے ہوں تو ان کو چار طریقوں سے پڑھ سکتے ہیں، جیسے یَا غُلَامِیْ (اے

میرے غلام) يَا غُلَامِيَ، يَا غُلَام، يَا غُلَاماً اسی طرح يَا رَبِّي، يا رَبِّيَ، يا رَبِّ، يَا رَبَّا، يَا امِّي، يَا أُمِّيَ، يَا أُمِّ، يَا أُمَّا پڑھیں گے،یَا أَبی اور يَا أُمِّیْ میں ی حذف کرکے تاء بھی لاسکتے ہیں، جیسے يَا اَبَتِ (اے میرے ابا) يَا أُمَّتِ (اے میری ماں)۔

۱۱- کبھی منادی کے آخر کا حرف تخفیف کے لیے گرادیتے ہیں، جیسے يَاحَامِ(يَا حَامِدُ) يَا عَبَّ (يَا عَبَّاسُ) يَا سُعَا (يَاسُعَادُ) يَا فَاطِمَ (يَا فَاطِمَةُ) اس عمل کوترخیم کہاجاتاہے،ترخیم کامطلب ہے نداء میں منادی کے آخری حرف کو حذف کردینا، اس طرح کے الفاظ دو طرح سے پڑھے جاسکتے ہیں، یاتو محذوف حرف کے بعد باقی رہ جانے والے حرف پر وہی حرکت باقی رکھی جائے جو اس پر ہے، جیسے اوپر کی مثالوں میں آپ نے دیکھا، یااس کے ساتھ وہی معاملہ کیاجائے جو حرف ندا داخل کرنے کے بعد مفرد معرفہ کے ساتھ کیاجاتاہے،یعنی يَا فَاطِمُ، يَا عَبُّ البتہ ترخیم ہر لفظ میں نہیں ہوسکتی، بلکہ دو طرح کے الفاظ میں ہوتی ہے،(۱) وہ تمام مؤنث الفاظ جن کے آخر میں تاء تانیث ہو(۲) وہ تمام نام جو چار یاچار سے زائد حروف سے مل کر بنے ہوں۔

۱۲- جب کسی کو اپنا رنج اور تکلیف ظاہر کرنے کے لئے پکارا جائے تو اس عمل کو نُدْبَہ کہتے ہیں اور جس کو پکارا جائے اسے مندوب کہا جاتا ہے، مندوب پریَا یاوَا لگایاجاتا ہے، اور اس کے آخر میں ہ بڑھادی جاتی ہے، جیسے يَا أُمَّاه، وَا أُمَّاه (ہائے امی) وَا أَظْهَرَاه (ہائے میری کمر) وَا أَسَفَاه (ہائے افسوس) اور کبھی ہ بھی نہیں لگائی جاتی، جیسے: وَا أَسَفَا (ہائے افسوس)

تَمْرِيْنَاتٌ — مشقیں

(۱) منادیٰ کسے کہتے ہیں؟ (۲) حروف ندا کتنے ہیں، اور ان کے کیا معنی ہیں؟ (۳) اگر حرف ندا کسی مفرد معرفہ پر یا کسی نکرۂ معین پر داخل ہو تو اس پر کون سی حرکت آتی ہے؟ (۴) نکرۂ غیر معین پر کیا اعراب ہوگا؟ (۵) لام اِستغاثہ داخل ہونے کی صورت میں منادی کیسا ہوگا؟(۶) اگر منادی مضاف ہو یا شِبہ مضاف ہو تو اس پر نصب آئے گا یا رفع؟ (۷) منادی معرف باللام ہو تو حرفِ ندا اور منادی کے درمیان کس لفظ کا اضافہ ہوگا؟ (۸) کیا اللہ کا نام اس قاعدے سے مستثنیٰ ہے، اگر ہے تو اللہ کے نام پر حرف ندا کیسے داخل ہوگا، یا اللہ کے نام کے آخر میں کون سا حرف بڑھایا جائے گا؟ (۹) کیا حرفِ ندا حذف بھی کیا جاسکتا ہے؟ (۱۰) دو علموں کے درمیان ابنُ یا بنتُ آئے تو اس کو کس طرح پڑھیں گے؟ (۱۱) غُلامٌ، ربٌّ، اُمٌّ وغیرہ الفاظ اگر یاء متکلم کی طرف مضاف ہوں تو ان کو کس طرح پڑھا جائے گا؟ (۱۲) اَبٌ اور اُمٌّ کے آخر میں کیا لفظ بڑھایا جاتا ہے؟ (۱۳) ترخیم کسے کہتے ہیں؟ ذرا تفصیل سے بیان کیجئے (۱۴) منادی مندوب کے بارے میں بھی کچھ بتلائیں؟ ہر سوال کا جواب مثالوں کے ساتھ دیں، (۱۵) ذیل میں کچھ جملے لکھے جارہے ہیں، ان کو پڑھیے، اور بتلایئے کہ کس جملے میں منادی کا کون سا قاعدہ لایا گیا ہے؟

يَا صَلَاحَ الدِّيْنِ (اے صلاح الدین) يَا مُسَافِراً اِلَى لُبْنَانَ (اے لبنان کے مسافر) يَا رِجَالُ اَتْقِنُوْا اَعْمَالَكُمْ (اے لوگو! اپنے کام اچھی طرح کرو) يَا لَاهِياً عَنْ دَرْسِهِ (اے اپنے سبق سے لاپرواہی برتنے والے) يَا فِتْيَانِ لَا

تَعْبَثَا بِالْاَزْهَارِ (اے دونوں نوجوانو! پھولوں کے ساتھ کھلواڑ مت کرو) یَا لَاعِبُوْنَ إِسْتَرِيْحُوا (اے کھلاڑیو آرام کرو) یَا مُجِیْبَ الدُّعَاءِ اَجِبْ دُعَائِیْ (اے دعا کے قبول کرنے والے میری دُعا قبول فرما) اُسْرُجِ الْحِصَانَ یَا غُلَامُ (اے غلام گھوڑے پر زین کس دے) یَا اَبَتِ خُذْ بِيَدِی (ابا جان میرا ہاتھ تھام لیجئے) غَرَبَتِ الشَّمسُ یَا اُمِّی (امی جان سورج غروب ہوگیا)

الدرسُ التَّاسِعُ وَالثَّلَاثُوْنَ ـــــ انتالیسواں سبق

التَّوَابِعُ تواِبع

توابع ان کلمات کو کہتے ہیں جو اعراب میں اپنے سے پہلے والے کلمات کے تابع ہوں، ان پر بھی وہی اعراب آئے گا جو ان سے پہلے والے کلمات پر ہوگا، اس طرح توابع مرفوع، منصوب اور مجرور تینوں طرح آتے ہیں، توابع چار ہیں۔

(۱) صفت (۲) عطف (۳) تاکید (۴) بدل

اب ان میں سے ہر ایک کی تفصیل بیان کی جاتی ہے۔

النَّعْتُ : نعت یا صفت:

۱۔ نعت یا صفت، وہ تابع ہے جو اپنے سے پہلے والے اسم میں موجود کسی اچھائی یا برائی پر دلالت کرتا ہو، جیسے: جَاءَ الرَّجُلُ الْفَاضِلُ (باکمال شخص آیا) اس جملے میں اَلْفَاضِلُ: اَلرَّجُلُ کی صفت ہے، کیوں کہ اَلرَّجُلُ مرفوع بالضمہ ہے، اس لئے صفت اَلْفَاضِلُ پر بھی تابع ہونے کی وجہ سے ضمہ ہوگا۔

۲۔صفت کی دو قسمیں ہیں:

(۱) صفت حقیقی: اسے صفت بہ حالِ موصوف بھی کہتے ہیں۔
(۲) صفت سببی: اسے صفت بہ حالِ متعلق موصوف بھی کہتے ہیں۔
۳-صفتِ حقیقی وہ ہے جو متبوع یا منعوت کے اندر موجود کسی صفت کو بیان کرتی ہو، اوپر جو مثال دی گئی ہے وہ صفت حقیقی کی مثال ہے، کیوں کہ تابع الفَاضِلُ اس صفت (فضیلت) پر دلالت کر رہا ہے جو متبوع اَلرَّجُلُ کے اندر موجود ہے۔
۴-صفت سببی وہ صفت ہے جو کسی ایسے وصف پر دلالت کرتی ہو جو متبوع کے اندر بہ راہ راست تو موجود نہیں ہے، البتہ اس کے ساتھ اس صفت کا کوئی تعلق یا ربط ہے، جیسے:

جَاءَ الرَّجُلُ الْفَاضِلُ اَخُوْهُ. (وہ شخص آیا جس کا بھائی فضل وکمال والا ہے)

اس جملے میں اَلْفَاضِلُ براہ راست الرَّجُلُ کی صفت نہیں ہے، بل کہ اَخُوْهُ کی صفت ہے، جس کے ساتھ اَلرَّجُلُ کے بھائی ہونے کا تعلق ہے۔

ان دونوں مثالوں میں الرَّجُلُ متبوع ہے اور اَلْفَاضِلُ تابع ہے۔

۵-صفت حقیقی میں تابع ان چار چیزوں میں اپنے متبوع کے مطابق ہوتی ہے۔
(۱) تعریف وتنکیر یعنی معرفہ اور نکرہ ہونے میں (۲) عدد یعنی واحد، تثنیہ اور جمع ہونے میں (۳) نوع یعنی مذکر اور مؤنث ہونے میں (۴) اعراب یعنی مرفوع، منصوب اور مجرور ہونے میں۔ ان چاروں میں مطابقت کی مثالیں دیکھیے۔

جَاءَ الرَّجُلُ الْعَالِمُ. (معرفہ، مذکر، واحد اور مرفوع ہونے میں مطابقت)

جَاءَ الرَّجُلَانِ الْعَالِمَانِ. (معرفہ، مذکر، تثنیہ اور مرفوع ہونے میں مطابقت)

جَاءَ الرِّجَالُ الْعَالِمُوْنَ. (معرفہ، مذکر، جمع اور مرفوع ہونے میں مطابقت)

جَاءَتِ الْمَرْأَةُ الْعَالِمَةُ (معرفہ، مؤنث، واحد اور مرفوع ہونے میں مطابقت)

جَاءَتِ الْمَرْأَتَانِ الْعَالِمَتَانِ (معرفہ، مؤنث، تثنیہ اور مرفوع ہونے میں مطابقت)

جَاءَتِ السَّيِّدَاتُ الْعَالِمَاتُ (معرفہ، مؤنث، جمع اور مرفوع ہونے میں مطابقت)

آپ ان جملوں میں معرفہ کے بہ جائے نکرہ بھی لاسکتے ہیں، جیسے:

جَاءَ رَجُلٌ عَالِمٌ (نکرہ، مذکر، واحد اور مرفوع ہونے میں مطابقت)

آپ ان کو مرفوع کے بجائے منصوب اور مجرور بھی لاسکتے ہیں، جیسے:

رأَيْتُ رَجُلاً عَالِماً. (نکرہ، مذکر، واحد اور منصوب ہونے میں مطابقت)

مَرَرْتُ بِرَجُلٍ عَالِمٍ (نکرہ، مذکر، واحد اور مجرور ہونے میں مطابقت)

۶- اگر منعوت کسی غیر عاقل کی جمع ہو تو نعت حقیقی کو مفرد مؤنث یا جمع مؤنث دونوں طرح لاسکتے ہیں، جیسے:

اَلْجِبَالُ الْعَالِيَةُ/ اَلْجِبَالُ الْعَالِيَاتُ. (بلند وبالا پہاڑ)

۷- نعت سببی میں تابع ہمیشہ مفرد ہی آئے گا اور تابع (صفت) اپنے متبوع (منعوت) کے ساتھ صرف تعریف و تنکیر اور تذکیر و تانیث میں مطابقت رکھے گا۔ جیسے:

جَاءَ الرَّجُلُ الْفَاضِلُ اَخُوْهُ - جَاءَ رَجُلٌ فَاضِلٌ اَخُوْهُ

جَاءَ رَجُلَانِ فَاضِلٌ اَخُوْهُمَا - جَاءَتْ اِمْرَأَتَانِ فَاضِلٌ أَخُوْهُمَا

جَاءَ الرِّجَالُ الْفَاضِلُ اَخُوْهُمْ - جَاءَتِ السَّيِّدَاتُ الْفَاضِلُ اَخُوْهُنَّ.

۸-نعت حقیقی کی تین حالتیں ہیں:

(الف) نعت اسم ظاہر ہو، جیسے: دِيُوْبَنْد مَدِيْنَةٌ عِلْمِيَّةٌ. (دیوبند ایک علمی شہر ہے)۔

اس جملے میں عِلْمِيَّةٌ نعت ہے اور اسم ظاہر ہے۔

(ب) نعت شبہ جملہ یعنی ظرف یا جار مجرور ہو، جیسے: زِدْنَاهُمْ عَذَاباً فَوْقَ الْعَذَابِ. (ہم ان کے لیے عذاب پر عذاب بڑھا دیں گے)۔

اس جملے میں فَوْقَ ظرف ہے اور عَذَاباً کی نعت ہے۔

لِنُرْسِلَ عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِنْ طِيْنٍ. (تاکہ ہم ان پر مٹی کے پتھر برسائیں)۔

اس جملے میں مِنْ طِيْنٍ جار مجرور ہے اور حِجَارَةً کی صفت ہے۔

(ت) نعت جملہ فعلیہ ہو یا جملہ اسمیہ ہو، لیکن جملہ اسی صورت میں نعت بن سکتا ہے جب منعوت نکرہ ہو، جیسے: اِنَّ فِي ذَلِكَ لِآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ. (اس میں اس قوم کے لوگوں کے لیے بڑی نشانیاں ہیں جو غور و فکر کرتے ہیں)۔ اس جملے میں يَتَفَكَّرُوْنَ نعت ہے، قَوْمٌ کی جو نکرہ ہے، اور جملہ فعلیہ ہے۔

هَذَا بَحْرٌ اَمْوَاجُهُ هَادِيَةٌ. (یہ ایسا سمندر ہے جس کی موجیں پر سکون ہیں)۔

اس جملے میں اَمْوَاجُهُ هَادِيَةٌ صفت ہے، بَحْرٌ کی جو نکرہ ہے اور جملہ اسمیہ ہے۔

تَمرِینَاتٌ ـــ مشقیں

(۱) توابع کسے کہتے ہیں؟(۲) توابع کتنے ہیں ان کے نام بتلائیں؟(۳) نعت کی کیا تعریف ہے اور اس کی کتنی قسمیں ہیں؟(۴) جس کی نعت ہو اس کو متبوع کے علاوہ اور کیا کہتے ہیں؟(۵) نعتِ حقیقی میں نعت اور منعوت کتنی چیزوں میں مطابق ہوتے ہیں؟ مثال ضرور دیں۔(٦) نعت سببی کے متعلق بھی بتلائیں کہ اس میں نعت اور منعوت کی کتنی چیزوں میں مطابقت ہوتی ہے؟ مثال بھی دیں۔(۷) اگر منعوت کسی غیر عاقل کی جمع ہو تو اس کی نعت کیسی ہوگی؟(۸) نعت حقیقی کی کتنی حالتیں ہیں؟ آپ ہر حالت کی مثال بھی پیش کریں۔(۹) ذیل میں کچھ جملے لکھے جارہے ہیں ان میں نعت متعین کریں۔ یہ بھی بتلائیں کہ کس جملے میں نعت کی کون سی قسم بیان کی گئی ہے۔

جَاءَ الرَّجُلُ الْمُهَذَّبُ. (مہذب آدمی آیا) حَضَرَ لَاعِبٌ مَاهِرٌ (ماہر کھلاڑی آیا) مَرَرْتُ بِالْأَسَاتِذَةِ الْبَارِعِيْنَ. (میں مہارت رکھنے والے اساتذہ کے پاس سے گذرا) رَكِبْتُ الْحِصَانَ الْجَمِيْلَ سَرْجُهُ (میں ایسے گھوڑے پر سوار ہوا جس کی زین خوب صورت ہے) حَضَرَتِ الطَّالِبَةُ الْفَاضِلَةُ أُمُّهَا (ایسی طالبہ آئی جس کی والدہ عالمہ فاضلہ ہیں) قَرَأْتُ الْكِتَابَ الْمُفِيْدَ (میں نے فائدہ دینے والی کتاب پڑھی) رَأَيْتُ وَلَداً يَبْكِىْ (میں نے ایسا بچہ دیکھا جو رو رہا ہے) مَرَرْتُ بِشَجَرَةٍ أَثْمَارُهَا يَانِعَةٌ (میں ایک ایسے درخت کے پاس سے گزرا جس کے پھل پکے ہوئے ہیں) شَاهَدْتُ أُسْتَاذًا أَمَامَ الْمَدْرَسَةِ (میں نے استاذ کو مدرسے کے سامنے دیکھا ہے) نَصِيْدُ فِي بِرْكَةٍ سَمَكُهَا كَثِيْرٌ (میں نے ایسے تالاب میں شکار کیا

جس میں مچھلیاں بہت ہیں) هَاتَانِ صُوْرَتَانِ جَمِيْلٌ إِطَارُهُمَا (یہ دو فوٹو ایسے ہیں کہ ان کے فریم خوب صورت ہیں) هَذَا مَنْزِلٌ صَغِيْرَةٌ غُرَفُهُ (یہ گھر ایسا ہے کہ اس کے کمرے چھوٹے ہیں)

اَلدَّرْسُ الْاَرْبَعُوْنَ —— چالیسواں سبق

اَلْعَطْفُ عطف

(۱) عطف وہ تابع ہے جس کے اور متبوع کے درمیان حروف عطف میں سے کوئی حرف آئے اسے یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ عطف وہ تابع ہے جو حرفِ عطف کے بعد آئے اور پہلے اسم کے ساتھ حکم میں شریک ہو، پہلا اسم معطوف علیہ کہلاتا ہے، اور دوسرے اسم کو معطوف کہا جاتا ہے، جیسے:

نَجَحَ حَامِدٌ وَخَالِدٌ. حامد اور خالد کامیاب ہوئے۔

اس جملے میں لفظ خَالِدٌ مرفوع ہے، کیوں کہ اس کا عطف حَامِدٌ پر ہو رہا ہے، جو فاعل ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے، گویا دونوں ایک ہی فعل کے فاعل ہیں، ان کے درمیان یہ نسبت حرف واؤ سے حاصل ہوئی ہے، اسی لئے دونوں کا اعراب ایک ہے۔

۲-حروفِ عطف نو(۹) ہیں:

اَلْوَاوُ (و) اَلْفَاءُ (ف) ثُمَّ أَوْ أَمْ لَا لٰكِنَّ بَلْ حَتّٰى.

۳-ذیل میں ان تمام حروف کے معانی مثالوں کے ساتھ بیان کئے جاتے ہیں۔

اَلْوَاوُ؛ یہ حرف مطلق جمع کے لیے آتا ہے، جیسے:

تَوَلَّى الْخِلَافَةَ اَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ (خلافت پر ابو بکرؓ اور عمرؓ فائز ہوئے)

اَلْفَاءُ؛ یہ حرف ترتیب وتعقیب کا فائدہ دیتا ہے، یعنی اس حرف کے آنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ معطوف ہمیشہ معطوف علیہ کے بعد آتا ہے، کسی توقف اور مہلت کے بغیر جیسے:

دَخَلَ الْمُتَّهَمُ فَالْمُحَامِيُ. (ملزم داخل ہوا پھر وکیل)۔

ثُمَّ؛ یہ حرف بھی ترتیب کے لیے آتا ہے، لیکن تراخی یعنی مہلت اور وقفے کے ساتھ، جیسے: مَاتَ هَارُوْنُ الرَّشِيْدُ ثُمَّ الْمَامُوْنُ. (ہارون رشید کا انتقال ہوا پھر مامون کا)۔

أَوْ؛ یہ حرف تخییر یا شک کے لیے آتا ہے، جیسے:

نَقَلَ هَذَا الْخَبَرَ مُحَمَّدٌ أَوْ عَلِيٌّ. (یہ خبر محمد نے نقل کی یا علی نے)۔

أَمْ؛ طلبِ تعیین کے لیے آتا ہے، یعنی اس حرف کے ذریعے معطوف اور معطوف علیہ میں سے کسی ایک کو متعین کرنا مقصود ہوتا ہے، جیسے:

أَكَتَبَ هَذَا الْمَقَالَ حَامِدٌ أَمْ مَحْمُوْدٌ. (یہ مقالہ حامد نے لکھا ہے یا محمود نے)۔

لَا؛ معطوف سے کسی حکم کی نفی کے لیے آتا ہے، جیسے:

نَضِجَ الْبِطِّيْخُ لَا الْعِنَبُ. (خربوزہ پکا ہے نہ کہ انگور)۔

لٰكِنْ؛ استدراک کے لیے ہے، یعنی غلط فہمی کے ازالے یا غلطی کی تصحیح کے لیے آتا ہے، جیسے:

مَا نَجَحَ عَلِيٌّ لٰكِنْ اَخُوْهُ. (علی کامیاب نہیں ہوا بلکہ اس کا بھائی کامیاب ہوا)۔

حَتّٰی؛ غایت فعل یعنی فعل کی انتہا بیان کرنے کے لیے آتا ہے، جیسے:
فَرَّ الْعَدُوُّ حَتَّی الْقَائِدُ: (دشمن فرار ہوا یہاں تک کہ لیڈر بھی)۔

عَطْفُ الْبَيَانِ عطفِ بیان

اس درس کے آخر میں عطف بیان کا ذکر مناسب معلوم ہوتا ہے۔
بعض اوقات کسی جملے میں ایک اسم دوسرے اسم کی وضاحت کرتا ہے، وہ صفت کے طور پر نہیں آتا، اور دوسرا اسم پہلے کی بہ نسبت زیادہ مشہور ہوتا ہے، دوسرا اسم عام طور پر پہلے اسم کا عُرف، لقب، کنیت یا تخلص ہوتا ہے، اس واضح کرنے والے اسم کو عطفِ بیان کہتے ہیں، اور جس اسم کی وضاحت کی گئی ہو، اس کو مُبَیَّن کہتے ہیں، جیسے: اَبُوْ حَفْص عُمَرُ، عَبْدُ الرَّحْمٰن اَبُوْ هُرَيْرَةَ، پہلی مثال عُمَرُ اور دوسری میں اَبُوْ هُرَيْرَةَ عطف بیان ہیں۔
یہاں یہ بھی یاد رکھیں کہ اگر متبوع معرفہ ہو تو عطفِ بیان اس کی وضاحت کرتا ہے، اور اگر نکرہ ہو تو تخصیص کا فائدہ دیتا ہے، جیسے وَيُسْقٰى مِنْ مَاءٍ صَدِيْدٍ. (اور اس کو پیپ کا پانی پلایا جائے گا) اس میں صَدِيْدٍ عطف بیان ہے، یا جیسے أَوْكَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسَاكِيْنَ. (یا کفارہ ہوگا مساکین کا کھانا) اس میں طَعَامُ مَسَاكِيْن عطف بیان ہے، اور ان دونوں سے تخصیص کا فائدہ ہو رہا ہے، بعض اوقات نہ توضیح مقصود ہوتی ہے اور نہ تخصیص بلکہ محض وہم کا ازالہ مقصود ہوتا ہے، جیسے آمَنَّا بِرَبِّ الْعَالَمِيْنَ رَبِّ مُوْسٰى وَهَارُوْنَ. (ہم تمام جہانوں کے پروردگار موسی اور ہارون کے رب پر ایمان لائے) عطف بیان ہے، ساحروں نے ربِّ موسٰی وھارونَ کا اضافہ کیا کیوں کہ

انہیں فرعون کا یہ وہم دور کرنا تھا کہ وہ رب العالمین ہے۔

تَمْرِيْنَاتٌ — مشقیں

(۱) عطف کسے کہتے ہیں؟ (۲) حروف عاطفہ سے پہلے آنے والے لفظ کو اور بعد میں آنے والے لفظ کو کیا کہتے ہیں؟ (۳) حروفِ عطف کتنے ہیں؟ (۴) تمام حروف عطف الگ الگ بیان کریں اور ہر ایک کی مثال بھی دیں، (۵) ذیل میں کچھ جملے لکھے جارہے ہیں ان میں حرف عطف متعین کیجئے اور معطوف و معطوف علیہ کی پہچان کیجئے۔

صَلَّى الْإِمَامُ وَالْـمَأْمُوْمُ. (امام اور مقتدی نے نماز پڑھی) دَخَلَ الْـمُدَرِّسُ فَوَقَفَ التَّلَامِيْذُ. (استاذ داخل ہوئے تو طلبہ کھڑے ہوگئے) حَكَمَ السَّعُوْدِيَّةَ عَبْدُ اللهِ فَسَلْمَانُ. (سعودی عرب پر عبد اللہ نے حکومت کی پھر سلمان نے) زَرَعْنَا الْقَصَبَ ثُمَّ قَطَعْنَاهُ (ہم نے گنا بویا پھر اسے کاٹا) يَنْقَضِيْ الصَّيْفُ ثُمَّ يَعُوْدُ (گرمی گزرتی ہے پھر آجاتی ہے) خُذْ وَرْدًا اَوْ بَنَفْسَجاً. (گلاب لو یا گل بنفشہ) وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحاً وَاِبْرَاهِيْمَ (ہم نے نوح کو پیغمبر بنا کر بھیجا ہے اور ابراہیم کو) قَرأ العِبَارَةَ خَالِدٌ أَوْ حَامِدٌ. (عبارت خالد نے پڑھی ہے یا حامد نے) أَتُفَّاحاً اَكَلْتَ أَمْ بُرْتَقَالاً. (تونے سیب کھایا یا سنترہ) حَصَدْنَا الْقَمْحَ لَا الشَّعِيْرَ. (ہم نے گیہوں کاٹا ہے نہ کہ باجرا) اِشْتَرَيْتُ دَوَاةً بَلْ قَلَماً. (میں نے دوات خریدی ہے بلکہ قلم خریدا ہے) مَا جَاءَ الْأَبُ لٰكِنْ وَلَدُهُ. (باپ نہیں آیا بلکہ اس کا بیٹا آیا) مَا قَرَأْتُ الدَّرْسَ كُلَّهُ بَلْ نِصْفَهُ. (میں نے پورا سبق نہیں پڑھا بلکہ آدھا پڑھا)

الدرسُ الحادِيْ والأربعُوْنَ —— اکتالیسواں سبق

اَلتَّوْكِيْدُ تاکید

تاکید؛ وہ تابع ہے جو اپنے متبوع پر واقع ہونے والے حکم کو اس طرح پختہ اور مضبوط کر دیتا ہے کہ سننے والے کے ذہن میں کوئی شک یا تردد باقی نہیں رہتا، تاکید کی دو قسمیں ہیں:

تاکید لفظی تاکید معنوی

۱- تاکید لفظی؛ پہلے لفظ کو مکرر لانے سے لفظوں میں تاکید ہوتی ہے، جیسے:

جَاءَ الصَّدِيْقُ الصَّدِيْقُ. (دوست آیا، دوست ہی آیا)

كَلَّا اِذَا دُكَّتِ الْاَرْضُ دَكًّا دَكًّا. (ہرگز نہیں (جیسا تم سمجھتے ہو) جب زمین کوٹ کوٹ کر ریزہ ریزہ کر دی جائے گی)۔

پہلے جملے میں الصَّدِيْقُ کے تکرار سے اور دوسرے جملے میں دَكًّا کی تکرار سے، تاکید لفظی حاصل ہوئی ہے۔

۲- تاکید معنوی؛ وہ ہے جو چند خاص لفظوں کے ذریعے کی جائے، وہ الفاظ جو تاکید کے لیے آتے ہیں حسب ذیل ہیں:

نَفْسٌ عَيْنٌ كُلٌّ جَمِيْعٌ عَامَّةٌ كِلَا اور كِلْتَا (تثنیہ یعنی دو کے لیے)

۳- تاکید کے لیے وضع کیے گئے الفاظ کو مؤکد سے مطابقت رکھنے والی ضمیر کے ساتھ لانا ضروری ہے، اب ہم ان الفاظ کے معنی بیان کرتے ہیں، اور ان سے تاکید کس طرح ہوتی ہے اس کو مثالوں کے ذریعے سمجھاتے ہیں۔

نَفْسٌ اور عَیْنٌ؛ یہ دونوں لفظ موکَّد مفرد کے ساتھ جیسے فی الوقت آپ دیکھ رہے ہیں اور موکد تثنیہ اور جمع کے ساتھ اَفْعَلُ کے وزن پر جمع لائے جاتے ہیں، اگر موکَّد مفرد ہو چاہے مونث ہو یا مذکر تو نَفسٌ اور عَیْنٌ کو مفرد لایا جائے گا اور اس کے ساتھ ایک ضمیر لائی جائے گی جو موکد کی طرف لوٹے گی، جیسے:

زَارَنِیْ الطَّبِیْبُ نَفْسُهٗ/ عَیْنُه. (ڈاکٹر نے مجھے خود ہی دیکھا)۔

جَاءَتْ فَاطِمَةُ نَفْسُهَا / عَیْنُهَا. (فاطمہ خود ہی آئی)۔

پہلے جملے میں اَلطَّبِیْبُ (مفرد مذکر) موکَّد ہے، اس کی تاکید نَفْسُهٗ/ عَیْنُهٗ سے کی گئی ہے، ان دونوں کی ضمیر الطَّبِیْبُ کی طرف لوٹ رہی ہے اور مفرد و مذکر ہونے میں اس کے مطابق ہے، اسی طرح دوسرے جملے میں فَاطِمَةُ (مفرد مونث) موکَّد ہے، اس کی تاکید نَفْسُها/ عَیْنُها سے کی گئی ہے، ان دونوں کی ضمیر فَاطِمَةَ کی طرف لوٹ رہی ہے، اور مفرد مونث ہونے میں اس کے مطابق ہے، اگر موکَّد مثنی یا جمع ہو تو نفسٌ اور عَیْنٌ کو اَفْعَلُ کے وزن پر جمع لائیں گے، جیسے:

زَارَنِیْ الطَّبِیْبَانِ اَنْفُسُهُمَا/ اَعْیُنُهُمَا. (دونوں ڈاکٹروں نے مجھے خود ہی دیکھا)۔

جَاءَ الرِّجَالُ اَنْفُسُهُمْ/ اَعْیُنُهُمْ. (تمام مرد خود ہی آئے)۔

جَاءَتِ الْبِنْتَانِ اَنْفُسُهُمَا/ اَعْیُنُهُمَا. (دونوں لڑکیاں خود ہی آئیں)۔

جَاءَتِ الْبَنَاتُ اَنْفُسُهُنَّ/ اَعْیُنُهُنَّ. (تمام لڑکیاں خود ہی آئیں)۔

ان جملوں میں تثنیہ مذکر اور تثنیہ مونث جمع مذکر اور جمع مونث کی تاکید کی گئی

ہے، مگر ان کی تاکید کے لیے اَنْفُسٌ اور اَعْیُنٌ تاکیدی الفاظ لائے گئے ہیں، گویا یہ تثنیہ اور جمع کے لیے مشترک ہیں، البتہ ان کے بعد جو ضمیریں لائی گئی ہیں وہ مذکر اور مؤنث ہونے میں اسی طرح تثنیہ اور جمع ہونے میں مؤکَّد کے مطابق ہیں۔

۴- كُلٌّ، جَمِيْعٌ، عَامَّةٌ؛ ان الفاظ کے ذریعے اس مفہوم کی یا اس حکم کی تاکید کی جاتی ہے جس میں مؤکَّد کے تمام افراد یا تمام اجزاء کو شامل کرنا مقصود ہو، جیسے:

جَاءَ الرَّكْبُ كُلُّه. (تمام ہی سوار آئے)۔

اَلْاُمَّةُ الْإِسْلَامِيَّةُ كُلُّهَا قَلْبٌ وَاحِدٌ. (تمام ہی امتِ مسلمہ قلب واحد ہے)۔

حَضَرَ الْقَوْمُ عَامَّتُهُمْ. (پوری ہی قوم آئی)۔

ان مثالوں سے پتہ چلتا ہے کہ كُلٌّ وغیرہ کے ذریعے مؤکَّد کے تمام اجزاء اور تمام افراد کو شامل کرنا مقصود ہوتا ہے، اس لیے یہ کہنا صحیح نہ ہوگا جَاءَ حَامِدٌ كُلُّه کیوں کہ حامد تنہا ایک فرد ہے، یہ افراد کا مجموعہ نہیں ہے۔

۵- بعض اوقات تاکید میں مزید تقویت پیدا کرنے کے لیے كُلٌّ کے بعد اَجْمَعُ بھی لاتے ہیں، اَجْمَعُ مفرد مذکر کے لیے اور جَمْعَاءُ مؤنث مفرد کے لیے، اَجْمَعُوْنَ اور اَجْمَعِيْنَ جمع مذکر کے لیے، اول حالت رفعی میں، اور ثانی حالت نصبی وحالت جری میں، جُمَعُ جمع مؤنث کے لیے لاتے ہیں، جیسے:

جَاءَ الرَّكْبُ كُلُّهُ اَجْمَعُ. (تمام کے تمام سوار آگئے)

هَبَّتِ الْمَدِيْنَةُ كُلُّهَا جَمْعَاءُ. (پورا کا پورا شہر اٹھ کر کھڑا ہوا)

حَضَرَ الرِّجَالُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ. (تمام کے تمام لوگ آگئے)

فَسَجَدَ الْـمَلَائِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ. (چناں چہ تمام کے تمام فرشتوں نے سجدہ کیا)

جَاءَتِ النِّسَاءُ كُلُّهُنَّ جُمَعُ. (تمام کی تمام عورتیں آگئیں)

كَافَأْتُ الطُّلَّابَ كُلَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ. (میں نے تمام کے تمام طلبہ کو انعام دیا)

مَرَرْتُ بِالْعُمَّالِ كُلِّهِمْ اَجْمَعِيْنَ. (میں تمام کے تمام مزدوروں کے پاس سے گزرا)

۶- كِلَا، كِلْتَا؛ ان میں سے پہلا لفظ كِلَا تثنیہ مذکر کی تاکید کے لئے ہے، اور دوسرا لفظ كِلْتَا تثنیہ مؤنث کی تاکید کے لیے ہے، یہ دونوں بھی اسی وقت تاکید کا فائدہ دیتے ہیں جب ان کی اضافت ضمیر کی طرف کی جائے اور وہ ضمیر مؤکد کے مطابق ،، جیسے:

جَاءَ الرَّجُلَانِ كِلَاهُمَا. (دونوں کے دونوں مرد آئے)

جَاءَتِ الْـمَرْأَتَانِ كِلْتَاهُمَا. (دونوں کی دونوں عورتیں آئیں)

قَرَأْتُ الْقِصَّتَيْنِ كِلْتَيْهِمَا. (میں نے دونوں کے دونوں قصے پڑھ لئے)

سَلَّمْتُ عَلَى الْوَالِدَيْنِ كِلَيْهِمَا. (میں دونوں ہی والدین کو سلام کیا)

تَمْرِينَاتٌ — مشقیں

(۱) تاکید کسے کہتے ہیں، اور اس کی کتنی قسمیں ہیں؟ (۲) تاکید لفظی کس طرح حاصل ہوتی ہے؟ (۳) تاکید معنوی کے لیے جملے میں کون سے الفاظ لائے جاتے ہیں؟ ہر لفظ کی تفصیل الگ الگ لکھئے اور مثالیں بھی دیجئے، (۴) اگر جملے میں مزید تاکید پیدا

کرنی ہو تو کُلٌّ کے بعد کون سا لفظ لایا جائے گا، اس لفظ میں اگر مفرد اور جمع وغیرہ کی کوئی تفصیل ہو تو وہ بھی لکھئے، (۵) ذیل میں کچھ جملے لکھے جا رہے ہیں ان میں تاکید تلاش کیجئے، مؤکَّد اور مؤکِّد متعین کیجئے۔

حَادَثَنِيْ الْأُسْتَاذُ نَفْسُه. (استاذ نے مجھ سے خود ہی گفتگو کی) ذَبَحْنَا الْكَبْشَيْنِ كِلَيْهِمَا. (ہم نے دونوں ہی مینڈھے ذبح کئے) فَرَغْتُ مِنَ الْأَعْمَالِ كُلِّهَا. (میں تمام کے تمام کاموں سے فارغ ہو گیا) قَرَأْتُ الْكِتَابَ كُلَّهُ. (میں نے پوری کتاب پڑھی) نَجَحَ الْأَخْوَانِ كِلَاهُمَا. (دونوں ہی بھائی کامیاب ہوئے) رَأَيْتُ التِّمْسَاحَ التِّمْسَاحَ. (میں نے مگرمچھ ہی دیکھا) قُمْتُ اَنَا بِالْوَاجِبِ. (میں نے ہی ذمہ داری ادا کی) اِفْتَحْ اَنْتَ النَّافِذَةَ. (تو ہی کھڑکی کھول) فَرِيْدٌ قَرَأَ هُوَ نَفْسُه الْكِتَابَ. (فرید نے ہی کتاب پڑھی) اَطِعْ وَالِدَيْكَ كِلَيْهِمَا. (اپنے دونوں ہی والدین کی اطاعت کرو) اِيَّاكَ اِيَّاكَ النَّمِيْمَةَ. (چغل خوری سے اجتناب کرو) اِعْطِفْ عَلٰى اِخْوَتِكَ جَمِيْعِهِمْ. (اپنے تمام بھائیوں کے ساتھ شفقت سے پیش آؤ) اِحْتَرَقَ اَثَاثُ الْمَنْزِلِ جَمِيْعُهُ. (گھر کا تمام ہی سامان جل گیا)۔

الدَّرْسُ الثَّانِي وَالْأَرْبَعُوْنَ — بیالیسواں سبق

اَلْبَدَلُ بدل

(۱) اَلْبَدَلُ: وہ تابع ہے جو خود مقصود ہوتا ہے، متبوع مقصود نہیں ہوتا، تابع کو اَلْبَدَلُ اور متبوع کو اَلْمُبْدَلُ مِنْهُ کہتے ہیں۔ اس کو ایک مثال سے سمجھئے۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ. (اے اللہ! ہمیں سیدھا راستہ دکھا ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام فرمایا)

اس مثال میں الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ مبدل منہ ہے، اور یہ مقصود نہیں ہے، بلکہ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ مقصود ہے، جو اَلصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ سے بدل واقع ہو رہا ہے۔

۲-بدل کی چار قسمیں ہیں: بَدَلُ الْكُلِّ، بَدَلُ الْبَعْضِ، بَدَلُ الْاِشْتِمَالِ، بَدَلُ الْغَلَطِ.

بَدَلُ الْكُلِّ؛ اس میں بدل اور مبدل منہ دونوں ایک ہی ہوتے ہیں، یعنی دونوں ایک ہی چیز پر دلالت کرتے ہیں، دونوں کا مصداق اور مدلول ایک ہی ہوتا ہے، جیسا کہ اوپر کی مثال سے واضح ہوتا ہے کہ آیت میں صِرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ سے وہی راستہ مراد ہے جو صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ سے ہے، ایک مثال اور دیکھئے۔

كَرَّمَ الْخَلِيْفَةُ هَارُوْنُ الرَّشِيْدُ الْعُلَمَاءَ. (خلیفہ ہارون رشید نے علماء کا اکرام کیا)

اس مثال میں الْخَلِيْفَةُ مبدل منہ اور هَارُوْنُ الرَّشِيْدُ بدل ہے، اور یہ دونوں ایک ہی شخصیت پر دلالت کرتے ہیں، گویا دونوں لفظوں سے متکلم ایک ہی شخص کے بارے میں بتلا رہا ہے۔

بَدَلُ الْبَعْضِ؛ اس میں بدل؛ مُبدل منہ کا جزء اور حصہ ہوتا ہے، جیسے:

طُبِعَ الْكِتَابُ جُزْءُهُ الْأَوَّلُ. (کتاب: اس کا پہلا حصہ چھپا)

اس جملے میں الْكِتَابُ پورا مقصود نہیں ہے، بلکہ اس کا پہلا حصہ مقصود ہے، یہاں

اَلْکِتَابُ مبدل منہ ہے اور جزءہُ الْأَوَّلُ اس سے بدل البعض ہے، اس کی دوسری مثال:

صَرَفْتُ الْمَالَ رُبْعَهُ أَوْ نِصْفَهُ أَوْ ثُلُثَهُ. (میں نے مال خرچ کیا، اس کا چوتھائی یا اس کا آدھا یا اس کا تہائی)

اس جملے میں اَلْمَالَ مبدل منہ ہے، جس سے یہ مفہوم ہو رہا ہے کہ خرچ کرنے والے نے پورا مال خرچ کیا ہے، ربع، نصف اور ثلث لا کر یہ بتلایا جا رہا ہے کہ پورا مال خرچ نہیں کیا بلکہ اس کا کچھ حصہ خرچ کیا ہے، یہ الفاظ بدل البعض ہیں۔

بَدَلُ الْإِشْتِمَال؛ وہ بدل ہے جو مبدل منہ سے کوئی تعلق رکھتا ہو اور وہی مقصود ہو، جیسے: سَرَّنِیْ الشَّارِعُ نَظَافَتُهُ. (مجھے سڑک کی صفائی ستھرائی اچھی لگی)

اس جملے میں الشَّارِعُ مبدل منہ ہے جو متکلم کا مقصود نہیں ہے بلکہ نَظَافَتُهُ مقصود ہے جو سڑک سے تعلق رکھتی ہے، اس اعتبار سے نَظَافَتُه، الشَّارِعُ سے بَدَلُ الْإِشْتِمَالِ ہے، دوسری مثال دیکھیے:

نَفَعَنِیْ الْمُعَلِّمُ عِلْمُه. (مجھے معلم نے یعنی اس کے علم نے نفع پہنچایا)

اس میں المعلّمُ مبدل منہ ہے، متکلم کا مقصود معلم نہیں ہے، بلکہ عِلْمُهُ (اس کا علم) ہے، اس اعتبار سے عِلْمُهُ بدل الاشتمال ہے۔

بَدَلُ الْغَلَط؛ وہ ہے جو کسی غلطی کی تلافی کے لیے بولا گیا ہو، یعنی بولنے والا کچھ بولنا چاہ رہا تھا اور بول گیا کچھ، اس غلطی کو درست کرنے کے لیے جو بات کہی جائے وہ بدل الغلط ہے، جیسے:

سَلَّمْتُ عَلَی اَخِیْكَ اَبِیْك. (میں نے تیرے بھائی تیرے والد کو سلام کیا)

بولنے والا یہ کہنا چاہ رہا تھا کہ میں نے تیرے والد کو سلام کیا، غلطی سے یہ کہہ گیا کہ میں نے تیرے بھائی کو سلام کیا، اگلا لفظ لا کر اس نے اس غلطی کی تصحیح کر دی، اس جملے میں أَخِيكَ مبدل منہ ہے جو مقصود نہیں ہے، اور أَبِيكَ بدل الغلط ہے جو متکلم کا مقصود ہے، ایک اور مثال دیکھئے:

اِشْتَرَيْتُ قَلَمًا كِتَابًا. (میں نے قلم / کتاب خریدی)

کہنے والا یہ کہنا چاہ رہا تھا کہ میں نے کتاب خریدی ہے، غلطی سے وہ کتاب کے بجائے قَلَمًا کہہ گیا، فوراً ہی كِتَابًا لا کر اس نے اس غلطی کی تصحیح بھی کر دی، اس طرح قَلَمًا مبدل منہ اور كِتَابًا بدل الغلط ٹھہرا۔

۷- بدل اور مبدل منہ تذکیر و تانیث، واحد اور تثنیہ میں ایک دوسرے کے مطابق ہوتے ہیں، اور ان کا اعراب بھی ایک ہی ہوتا ہے، یعنی اگر مبدل منہ فاعل ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے تو بدل بھی فاعل ہونے کی وجہ سے مرفوع ہو گا، اور اگر مبدل منہ پر نصب یا جر ہے تو بدل پر بھی نصب یا جر ہو گا، البتہ ان دونوں میں تعریف و تنکیر کی مطابقت ضروری نہیں ہے، ایسا ہو سکتا ہے کہ مبدل منہ معرفہ ہو اور بدل نکرہ ہو، جیسے: جَاءَ زَيْدٌ غُلَامٌ لَكَ، یا اس کے برعکس ہو جیسے: جَاءَ غُلَامٌ لَكَ زَيْدٌ یا دونوں نکرہ ہوں جیسے: جَاءَنِي رَجُلٌ غُلَامٌ لَكَ. بدل اور مبدل منہ دونوں اسم ظاہر بھی ہو سکتے ہیں جیسا کہ مثالوں میں آپ نے دیکھا، اور کبھی اسم ضمیر بھی ہوتے ہیں، جیسے: ضَرَبْتُهُ إِيَّاهُ، بدلِ اشتمال اور بدلِ بعض دونوں ایک ایسی ضمیر کی طرف مضاف ہوتے ہیں جو مبدل منہ کی طرف لوٹتی ہے، جیسے: عَالَجَ الطَّبِيبُ الْمَرِيضَ رأسَه. (ڈاکٹر نے مریض کا علاج کیا اس کے سر کا)۔ اس جملے میں رأس بدل البعض ہے جو

ضمیر کی طرف مضاف ہو رہا ہے اور یہ ضمیر مبدل منہ یعنی المریض کی طرف لوٹ رہی ہے۔

بدل الغلط میں صرف اتحادِ اعراب شرط ہے یعنی بدل اور مبدل منہ کا ایک اعراب ہو، اس کے علاوہ کوئی شرط نہیں۔

تَمْرِيْنَاتٌ ــــ مشقیں

۱-بدل اور مبدل منہ کی تعریف کیجئے (۲) بدل کی کتنی قسمیں ہیں؟ جواب کے ساتھ مثال ضرور دیجئے، اور مثال میں بدل مبدل منہ متعین بھی کیجئے (۳) بدل اور مبدل منہ کن کن چیزوں میں ایک دوسرے کے مطابق ہوتے ہیں، اور کن چیزوں میں ان کا مطابق ہونا ضروری نہیں ہے؟ (۴) ضمیر بدل کی کن قسموں میں آتی ہے؟ (۵) بدل الغلط میں بدل اور مبدل منہ کس چیز میں ایک دوسرے کے مطابق ہوتے ہیں؟ (۶) ذیل میں کچھ جملے لکھے جا رہے ہیں ان میں بدل اور مبدل منہ تلاش کریں۔

اَصْغَيْتُ اِلَى الْخَطِيْبِ خَلِيْلٍ. (میں نے مقرر خلیل کو غور سے سنا) عَامَلْتُ التَّاجِرَ خَالِداً. (میں نے تاجر خالد سے معاملہ کیا) قَضَيْتُ الدَّيْنَ ثُلُثَهُ. (میں نے تہائی قرض ادا کیا) تَضَوَّعَ الْبُسْتَانُ اَرِيْجُهُ. (باغ اس کی خوشبو مہکی) سَمِعْتُ الشَّاعِرَ قَصِيْدَتَه. (میں نے شاعر اس کا قصیدہ سنا) تَهَدَّمَ الْمَسْجِدُ مَنَارَتُه. (مسجد اس کا مینارہ منہدم ہوا) اَعْجَبَتْنَا الْمَدِيْنَةُ مَبَانِيْهَا. (شہر اس کی عمارتیں ہمیں پسند آئیں) كَانَ اَبُوا الطَّيِّبُ الْمُتَنَبِّيُّ شَاعِراً حَكِيْماً. (ابوالطیب متنبی ایک فلسفی شاعر تھا) كَانَتْ اُمُّ الْمُؤْمِنِيْنَ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا حُجَّةً فِي رِوَايَةِ الْحَدِيْثِ. (ام المومنین حضرت عائشہؓ حدیث کی روایت کرنے میں مستند

حیثیت رکھتی ہیں) كَانَ اَبُوْ حَامِدِ الغَزَالِيُّ مِنْ اَكْبَرِ رِجَالِ الدِّيْنِ. (ابوحامد غزالی دین کے نہایت بڑے لوگوں میں سے تھے)۔

الدَّرْسُ الثَّالِثُ والاربَعُون ——— پینتالیسواں سبق

اَلْإِسْمُ الْـمَوْصُوْلُ اسم موصول

۱- اَلْإِسْمُ الْـمَوْصُوْلُ؛ اسم موصول وہ اسم مبنی ہے جو کسی مقصود شئ پر ایسے جملے سے دلالت کرے جو اس کے بعد آرہا ہو، بعد میں آنے والے جملے کو صلہ کہتے ہیں، گویا صلے کے بغیر اسم موصول والا جملہ پورا نہیں ہوتا، صلے میں ایک ضمیر ہوتی ہے جو سم موصول کی طرف لوٹتی ہے، اسے ضمیرِ عائد کہتے ہیں۔

۲-اسماء موصولہ حسب ذیل ہیں:

اَلَّذِيْ؛ (وہ ایک مرد جو کہ) مفرد مذکر کے لیے، جیسے: حَضَرَ الَّذِيْ نَجَحَ (وہ آیا جو کامیاب ہوا)

اَللَّذَانِ؛ (وہ دو مرد جو کہ) تثنیہ مذکر کے لیے، جیسے: سَافَرَ اللَّذَانِ اَقَامَا بِالْفُنْدُقِ (وہ دونوں سفر پر چلے گئے جنہوں نے ہوٹل میں قیام کیا تھا)

اَلَّذِيْنِ؛ (وہ سب مرد جو کہ) جمع مذکر کے لیے، جیسے: لَا اُحِبُّ الَّذِيْنَ يَتَبَاهُوْنَ بِاَمْوَالِهِمْ (میں ان لوگوں کو پسند نہیں کرتا جو اپنی دولت پر اتراتے ہیں)

اَلَّتِيْ؛ (وہ عورت جو کہ) مفرد مؤنث کے لیے، جیسے: نَجَحَتِ الطَّالِبَةُ الَّتِيْ اِجْتَهَدَتْ (وہ طالبہ کامیاب ہوئی جس نے محنت کی)

اَللَّتَانِ؛ (وہ دو عورتیں جو کہ) تثنیہ مؤنث کے لیے، جیسے: نَجَحَتِ اللَّتَانِ

وَاظَبَتَا عَلَى الحُضُوْرِ (وہ دونوں عورتیں کامیاب رہیں جنہوں نے حاضری کی پابندی کی)

اَللَّاتِیْ، اَللَّائِیْ: (وہ سب عورتیں جو کہ) جمع مؤنث کے لیے، جیسے: اَحْسَنَتِ السَّیِّدَاتُ اللَّاتِیْ تَکَلَّمْنَ (ان عورتوں نے اچھی بات کی جنہوں نے گفتگو کی)

مَنْ: (جو) عاقل کے لیے، خواہ وہ مذکر ہو یا مؤنث، مفرد ہو، تثنیہ ہو یا جمع ہو، جیسے:

جَاءَ مَنْ قَامَ	جَاءَ مَنْ قَامَا	جَاءَ مَنْ قَامُوْ
جَاءَ مَنْ قَامَتْ	جَاءَ مَنْ قَامَتَا	جَاءَ مَنْ قُمْنَ

مَا: (جو) غیر عاقل کے لیے خواہ مذکر ہو یا مؤنث، مفرد ہو، تثنیہ ہو یا جمع ہو، جیسے، اَعْجَبَنِیْ مَا کَتَبْتَ مِنْ قِصَّةٍ/ مِنْ قِصَّتَیْنِ / مِنْ قِصَصٍ (جو ایک کہانی / جو دو کہانیاں / جو بہت سی کہانیاں تم نے لکھیں وہ مجھے پسند آئیں)

۳- اَللَّذَانِ اور اللَّتَانِ کے علاوہ جتنے بھی اسماء موصولہ ہیں وہ سب مبنی ہیں، یعنی جملے میں محل رفع، محل نصب اور محل جر میں آنے کے باوجود ان اسماء موصولہ کا آخری حرف کسی تبدیلی کے بغیر اپنی حالت پر رہتا ہے، جو مثالیں دی گئی ہیں ان سے یہ بات اچھی طرح سمجھ میں آجائے گی، مزید دو مثالیں سمجھانے کے لیے اور پیش کی جاتی ہیں۔

کُوْفِیَ الَّذِیْنَ نَجَحُوا (ان کو صلہ دیا گیا جنہوں نے کامیابی حاصل کی)

اس جملے میں اَلَّذِیْنَ اسم موصول مبنی رفع ہے، اور نائب فاعل ہونے کی وجہ سے محل رفع میں ہے، نَجَحُوْا جملہ فعلیہ ہے، اور یہ پورا جملہ الَّذِیْنَ اسم موصول کا صلہ

ہے۔

إِنَّ السَّيَّارَةَ الَّتِيْ تَسِيْرُ بِجَانِبِنَا مُسْرِعَةٌ. (جو کار ہمارے برابر میں چل رہی ہے وہ تیز رفتار ہے)اس جملے میں الَّتِيْ مبنی ہے اور فاعل ہونے کی بنا پر محل رفع میں ہے۔

۴- اَلَّذَانِ اور اَللَّتَانِ اگر حالت نصبی یا حالت جری میں آئیں تو ان کو جملوں میں اس طرح لایا جائے گا۔

قَرَأْتُ الْكِتَابَيْنِ اللَّذَيْنِ اَلَّفْتَهُمَا. (میں نے وہ دونوں کتابیں پڑھیں جو تم نے تالیف کی ہیں)

رَأَيْتُ الصُّوْرَتَيْنِ اللَّتَيْنِ اَخَذْتَهُمَا. (جو دو تصویریں تم نے لی ہیں وہ میں نے دیکھی ہیں)

۵- موصول کا صلہ جملہ فعلیہ بھی ہوتا ہے، جیسا کہ اوپر کی اکثر مثالوں میں آپ نے دیکھا، کبھی جملہ اسمیہ بھی ہوتا ہے، جیسے:

حَضَرَ الَّذِيْنَ هُمْ اَصْدِقَائِي. (وہ لوگ آئے جو میرے دوست ہیں)

کبھی ظرف بھی ہوتا ہے، جیسے:

اُنْظُرْ اِلَى اللَّوْحَةِ الَّتِيْ اَمَامَكَ. (اس چارٹ کو دیکھو جو تمہارے سامنے ہے)

کبھی جار مجرور ہوتا ہے، جیسے:

قَطَفْتُ الْأَزْهَارَ الَّتِيْ فِي الْحَدِيْقَةِ. (میں نے وہ پھول توڑے جو باغیچے میں ہیں)

٦- اس صلے میں جو جملہ فعلیہ یا جملہ اسمیہ پر مشتمل ہو کسی ایسی ضمیر کا ہونا ضروری

ہے جو صلے کو موصول کے ساتھ مربوط کرتی ہو، یہ ضمیر تذکیر و تانیث اور واحد اور تثنیہ وجمع میں موصول کے مطابق ہونی چاہئے، اس ضمیر کو ضمیر عائد کہتے ہیں، اوپر ہم نے ایک مثال دی ہے۔

اَحْسَنَتِ السَّيِّدَاتُ اللَّاتِيْ تَكَلَّمْنَ. اس جملے میں اللَّاتِي اسم موصول ہے، اس کا صلہ تَكَلَّمْنَ ہے، اس میں نون نسوہ ضمیر ہے جو جمع اور تانیث میں اللَّاتِيْ کے مطابق ہے اور اس کی طرف عائد ہو رہی ہے۔ البتہ ظرف اور جار مجرور کی جو مثالیں دی گئی ہیں ان میں بہ ظاہر کوئی ضمیر نظر نہیں آرہی ہے، ایسے جملوں میں کوئی فعل لازمی طور پر محذوف مانا جائے گا، جیسے: قَطَفْتُ الْاَزْهَارَ الَّتِيْ فِي الْحَدِيْقَةِ میں اِسْتَقَرَّ فعل محذوف مانا جائے گا اور جملہ اس طرح ہوگا، قَطَفْتُ الْاَزْهَارَ الَّتِيْ اِسْتَقَرَّتْ فِي الْحَدِيْقَةِ.

تَمْرِيْنَاتٌ — مشقیں

(۱) اسم موصول کسے کہتے ہیں؟ (۲) اسم موصول کے بعد آنے والے جملے کو کیا کہتے ہیں؟ (۳) اسماء موصولہ کتنے ہیں؟ تمام اسماء موصولہ بیان کریں اور ایک ایک مثال بھی دیں، (۴) کیا تمام اسماء موصولہ مبنی ہوتے ہیں؟ (۵) وہ دو کون سے اسم موصول ہیں جو مبنی نہیں ہوتے؟ (٦) کیا مَنْ اور مَا بھی اسم موصول ہیں؟ ان دونوں میں کیا فرق ہے، مثال دے کر بیان کریں (۷) صلہ جملہ فعلیہ ہوتا ہے یا جملہ اسمیہ بھی ہوتا ہے؟ (۸) کیا ظرف اور جار مجرور بھی صلہ بنتے ہیں؟ (۹) صلہ میں ضمیر عائد کے ہونے اور ان کا اسم موصول کے مطابق ہونے کا کیا مطلب ہے؟ (۱۰) ذیل میں کچھ جملے لکھے

جارہے ہیں ان میں اسم موصول متعین کیجئے اور اس کے صلے کی بھی وضاحت کیجئے۔

سَافَرَ الَّذِيْنَ اَقَامَا فِيْ مَنْزِلِيْ. (ان لوگوں نے سفر کیا جو میرے گھر میں مقیم تھے) حَضَرَ الَّذِيْنَ هُمْ أَقَارِبِيْ. (وہ لوگ آئے جو میرے رشتے دار ہیں) أَخَذْتُ الْقَلَمَ الَّذِيْ أَمَامَكَ. (میں نے وہ قلم لیا جو تیرے سامنے ہے) قَطَفْتُ بَعْضَ الْأَزْهَارِ الَّتِيْ فِي الْحَدِيْقَةِ. (میں نے بعض وہ پھول توڑے جو باغیچے میں ہیں) لَا تَقُلْ مَا لَا تَعْلَمُ وَإِنْ قَلَّ مَا تَعْلَمُ. (جو تم نہیں جانتے وہ بات نہ کہو اگرچہ جو تم جانتے ہو وہ کم ہو) اِقْتَرِبْ مِمَّا يَقْتَرِبُ الْعُقَلَاءُ وَابْتَعِدْ عَمَّا يَبْتَعِدُوْنَ. (جس چیز کے قریب عقل مند ہوں تم اس کے قریب رہو، اور جس سے وہ دور ہوں تم دور رہو) مِنَ النَّاسِ مَنْ يَقْنَعُ بِالْقَلِيْلِ وَمِنْهُمْ مَنْ لَا يَمْلَأُ عَيْنَيْهِ شَيْءٌ. (لوگوں میں وہ بھی ہیں جو تھوڑے پر قناعت کر لیتے ہیں اور ان میں وہ بھی ہیں جن کی آنکھوں میں کوئی چیز نہیں سماتی) قَرَأْتُ الْكِتَابَيْنِ الَّذِيْنِ اَلَّفْتَهُمَا. (میں نے وہ دو کتابیں پڑھیں جو تم نے تالیف کی ہیں) اَعْجَبَتْنِيْ الْقِصَّتَانَ اللَّتَان كَتَبْتَهُمَا. (مجھے وہ دونوں کہانیاں پسند آئیں جو تم نے لکھی ہیں) اُحِبُّ مَنْ يُّؤْثِرُ نَفْعَ وَطَنِهِ عَلَى مَنْفَعَةِ نَفْسِهِ. (میں اس شخص کو پسند کرتا ہوں جو اپنے فائدے پر وطن کے فائدے کو ترجیح دیتا ہو)

اَلدَّرْسُ الرَّابِعُ وَالْاَرْبَعُوْنَ — چوالیسواں سبق

اَسْمَاءُ الْإِسْتِفْهَامِ اسماءِ استفہام

۱- اسم استفہام؛ وہ اسم ہے جو کسی بھی چیز کے سوال کے لیے لایا جاتا ہے، اور یہ جملے کے شروع میں آتا ہے۔

۲- اسماء استفہام یہ ہیں:

هَمْزَۃِ مَفْتُوحَۃْ (أ) هَلْ مَا مَنْ مَاذَا اَيٌّ مَتَى اَيَّانَ اَيْنَ اَنّٰى اَيْنَ كَمْ كَيْفَ.

۳- اَيٌّ کے علاوہ تمام اسماء استفہام مبنی ہوتے ہیں، یعنی یہ الفاظ جملے میں کسی بھی جگہ آئیں ان کے آخری حرف میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔

۴- همزہ؛ (أ) کا استعمال هَلْ کے مقابلے میں زیادہ ہوتا ہے، استفہام انکاری کے لیے صرف أ لایا جاتا ہے۔

استفہام انکاری وہ ہے جو بہ ظاہر استفہام ہو، مگر فی الحقیقت اس سے مابعد کو باطل کرنا ہوتا ہے، جیسے: أَلَمْ يَأْتِكُمْ نَذِيْرٌ. (کیا تمھارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا) یعنی ڈرانے والا آیا۔

اگر همزہ کے بعد مثبت جملہ ہو تو اس سے منفی معنی حاصل ہوتے ہیں اور منفی ہو تو مثبت معنی حاصل ہوتے ہیں، اَمْ کے ساتھ بھی همزہ آتا ہے، جیسے:

أ حَضَرَ حَامِدٌ أَمْ حَضَرَ خَالِدٌ. (کیا حامد آیا یا خالد آیا)

هَلْ؛ (کیا) کے معنی میں، یہ حرف کسی چیز کے بارے میں صحیح صحیح معلومات

کرنے کے لیے استعمال ہوتا ہے، یا تصدیق کے لیے، یعنی اس کے ذریعے پوچھنے والا وہ بات پوچھنا چاہتا ہے جو واضح ہو اور جس میں کوئی جھوٹ شامل نہ ہو، ایسے سوال کا جواب ہاں (نَعَم) یا نہیں (لا) میں ہی ہو سکتا ہے، جیسے:

هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ. (کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر ہو سکتے ہیں) هَلْ منفی جملوں میں نہیں لایا جاتا، صرف مثبت جملوں میں استعمال ہوتا ہے، جیسا کہ آپ نے مثال میں دیکھا۔

دوسری مثال هَلْ قَرَأْتَ الْقُرْآنَ الْكَرِيْمَ. (کیا تم نے قرآن کریم پڑھ لیا)

ہمزہ مفتوحہ (أ) منفی اور مثبت دونوں طرح کے جملوں میں آتا ہے۔

مَا؛ کے ذریعے غیر عاقل کے بارے میں سوال کیا جاتا ہے، جیسے: مَا هٰذَا یہ کیا ہے، مَا هٰذِهِ (یہ کیا ہے) مَا اِسْمُكَ (تمہارا نام کیا ہے) مَا لَوْنُ قَمِيْصِكَ. (تمہاری قمیص کا رنگ کیسا ہے)

مَا مختلف معنوں کے لیے حروف جارّہ کے ساتھ بھی استعمال کیا جاتا ہے، اس صورت میں اس کا الف گرا دیا جاتا ہے، جیسے: لِمَ جِئْتَ هُنَا. (تم یہاں کیوں آئے)

عَمَّ يَتَسَاءَلُوْنَ. (وہ لوگ کس چیز کے بارے میں سوال کر رہے ہیں)

بِمَ تَكْتُبُ. (تم کس چیز سے لکھ رہے ہو)

مَنْ؛ (کون) کے معنی میں، اس کے ذریعے ذوی العقول (عقل والوں کے متعلق) سوال کیا جاتا ہے، جیسے: مَنْ اَنْتَ (تم کون ہو) مَنْ طَرَقَ الْبَابَ (دروازہ کس نے کھٹکھٹایا) مَنْ فَعَلَ هٰذَا (یہ کام کس نے کیا) مَنْ پر بھی مختلف معانی کے لئے

حروفِ جارہ داخل ہوتے ہیں، جیسے: لِمَنِ الْـمُلْكُ الْيَوْمِ. (آج کے دن بادشاہت کس کی ہے)

مَاذَا؛ (کیا) غیر عاقل کے لئے استعمال ہوتا ہے، اور اس کے ذریعے کسی بھی چیز کی حقیقت دریافت کی جاتی ہے، یہ مَا کے مفہوم میں ہے، جیسے: مَاذَا اَكَلْتَ الْبَارِحَةَ. (تم نے رات کیا کھایا)، قُلِ انْظُرُوْا مَاذَا فِی السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ.
(کہہ دیجئے کہ دیکھو آسمانوں اور زمینوں میں کیا ہے)

اَیٌّ اَيَّةٌ؛ یہ عاقل اور غیر عاقل دونوں کے لیے آتا ہے، معنیٰ ہیں: کونسی چیز، کیا چیز، مذکر کے لئے اَیٌّ اور مؤنث کے لیے اَيَّةٌ ہے لیکن زیادہ تر اَیٌّ ہی مؤنث کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔ یہ لفظ مبنی نہیں ہے، اس کا اعراب بدلتا رہتا ہے، جیسے:
قُلْ اَیُّ شَیْءٍ اَكْبَرُ شَهَادَةً. (آپ ان سے کہئے کس چیز کی گواہی سب سے بڑھ کر ہے)

فِی اَیِّ صُوْرَةٍ مَاشَاءَ رَكَّبَكَ. (جس صورت میں چاہا تجھے بنادیا)

فَبِأَیِّ حَدِيْثٍ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ. (اس کے بعد وہ کس بات پر ایمان لائیں گے)

بِأَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ. (تم کس زمین پر مروگے)

مَتٰى؛ (کب) اس کے ذریعے وقت اور زمانے کے بارے میں سوال کیا جاتا ہے، جیسے: مَتٰى تَنْعَقِدُ الْحَفْلَةُ. (جلسہ کب منعقد ہوگا)

اَيَّانَ؛ (کب) یہ بھی زمانہ دریافت کرنے کے لیے آتا ہے، جیسے: اَيَّانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ. (قیامت کا دن کب ہوگا)

اَیْنَ: (کہاں) جگہ کے بارے میں سوال کرنے کے لیے آتا ہے، جیسے:

اَیْنَ بَیْتُ اَخِیْكَ. (تیرے بھائی کا گھر کہاں ہے)

اَنّٰی: (کہاں سے) یہ لفظ مِنْ اَیْنَ کے معنی میں ہے، جیسے: قَالَ یَامَرْیَمُ اَنّٰی لَكِ هٰذَا. (انہوں نے کہا اے مریم تیرے پاس یہ (چیزیں) کہاں سے آئیں)

کَمْ: (کتنا، کتنی) اس لفظ کے ذریعے مقدار یا تعداد کے بارے میں سوال کیا جاتا ہے، جیسے: کَمْ کِتَاباً عِنْدِكَ (تیرے پاس کتنی کتابیں ہیں)

کبھی اس پر ب لگاتے ہیں اور اس طرح سوال کرتے ہیں۔

بِکَمْ اِشْتَرَیْتَ هٰذَا الْکِتَابَ. (تو نے یہ کتاب کتنے میں خریدی)

کَیْفَ: (کیسا، کیسے) اس کے ذریعے کیفیت یا حالت کے بارے میں سوال کیا جاتا ہے، جیسے: کَیْفَ حَالُكَ (تمہارا حال کیسا ہے، تم کیسے ہو)

۵- کَمْ کی طرح اَیْنَ پر بھی حرف جار داخل ہوتا ہے اور اس طرح سوال کیا جاتا ہے، جیسے: اِلٰی اَیْنَ ذَاهِبٌ. (تم کہاں جارہے ہوں، تم کہاں تک جارہے ہو)

مَتٰی پر بھی اِلَی حرف جار داخل کرکے اس طرح پوچھا جاتا ہے۔ جیسے: اِلَی مَتٰی تَأْتِيْ عِنْدَنَا. (تم ہمارے پاس کب تک آؤ گے)

جتنا آپ پڑھیں گے اتنا ہی آپ کو ان باتوں کا زیادہ سے زیادہ علم ہوتا چلا جائے گا۔

تَمْرِیْنَاتٌ ـــ مشقیں

(۱) اسماء استفہام کن کو کہتے ہیں اور ان سے کیا فائدہ ہوتا ہے؟۔(۲) آپ کو کتنے اسماء استفہام بتلائے گئے ہیں؟، تمام اسماء استفہام ان کے معنی کے ساتھ بتلائیں اور ایک ایک مثال بھی دیں (۳) ھمزۂ مفتوحہ کے متعلق آپ نے کیا پڑھا ہے؟(۴) هَلْ کے بارے میں آپ کو سبق کے اندر کیا بتلایا گیا ہے؟(۵) حرفِ جر کن کن اسماء استفہام پر داخل ہوتے ہیں؟ مثال کے ساتھ بتلایئے۔ (۶) ذیل میں کچھ جملے لکھے جارہے ہیں ان میں اسماء استفہام متعین کیجئے۔

مَنْ بَعَثَنَا مِنْ مَرْقَدِنَا. (ہمیں ہماری قبروں سے کس نے اٹھایا) كَمْ أُخْتًا لَكَ يَا حَامِدُ. (اے حامد تمہاری کتنی بہنیں ہیں) هَلْ أَنتَ مُعَلِّمٌ فِي الْمَدْرَسَةِ. (کیا تم مدرسے کے استاذ ہو) كَيْفَ كَانَتْ حَفْلَةٌ سَنَوِيَّةٌ. (سالانہ جلسہ کیسا تھا) لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَالا تَفْعَلُوْنَ. (تم سب وہ بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں ہو) كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْاَرْضِ. (تم دنیا میں کتنے دن رہے) مَنِ الَّذِيْنَ جَاؤُا بِالْاَمْسِ. (کل کون لوگ آئے) لِمَنْ هَذَا الْكِتَابُ الْجَدِيْدُ. (یہ نئی کتاب کس کی ہے) أَمَدْرَسَتُكَ قَرِيْبَةٌ مِنْ بَيْتِكَ أَمْ بَعِيْدَةٌ عَنْهُ. (کیا تمہارا مدرسہ تمہارے گھر سے قریب ہے یا دور ہے) بِكَمْ إِشْتَرَيْتَ هَذَا الْجَوَّالَ. (تم نے یہ موبائل کتنے میں خریدا) مِنْ اَيْنَ جَاءَ صَدِيْقُكَ. (تمہارا دوست کہاں سے آیا) إِلَى مَتَى يَمْكُثُ صَدِيْقُكَ مَعَكَ. (تمہارا دوست تمہارے ساتھ کب تک ٹھہرے گا) مَتَى نَصْرُ اللهِ. (اللہ کی مدد کب آئے گی) كَيْفَ الطَّقْسُ فِي هَذِهِ الْأَيَّامِ. (ان دنوں موسم کیسا ہے) أَيُّ جَرِيْدَةٍ قَرأْتَ الْيَوْمَ. (تم نے آج کون سا اخبار پڑھا)

الدَّرْسُ الْخَامِسُ وَالْاَرْبَعُوْنَ —— پینتالیسواں سبق

اَسْمَاءُ الْاَفْعَالِ اسمائے افعال

۱- اَسْمَاءُ الْاَفْعَال؛ وہ اسماء کہلاتے ہیں جو فعل کے معنی دیتے ہیں، لیکن ان میں فعل کی کوئی علامت نہیں ہوتی۔

۱-زمانے کے لحاظ سے اسماء افعال کی تین قسمیں کی جاتی ہیں۔

(الف) فعل ماضی پر دلالت کرنے والے اسماء افعال:

هَيْهَاتَ (بَعُدَ کے معنی میں) دور ہوا۔ جیسے: هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ بِمَا تُوْعَدُوْنَ. (تم سے جو وعدہ کیا جارہا ہے وہ حقیقت سے دور ہے)

شَتَّانَ (اِفْتَرَقَ کے معنی میں) جدا ہوا۔ جیسے: شَتَّانَ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ. (مشرق و مغرب میں بہت دوری ہے)

سَرْعَانَ (سَرُعَ کے معنی میں) جلدی ہوا۔ جیسے: سَرْعَانَ مَا انْجَزْتَ هٰذَا الْعَمَلَ. (تم نے کتنی جلدی یہ کام کر دیا)

(ب) فعل مضارع پر دلالت کرنے والے افعال۔

اُفٍّ (اَتَضَجَّرُ کے معنی میں) میں تنگ ہوتا ہوں، جیسے: آه (اَتَضَجَّعُ کے معنی میں) میں تکلیف محسوس کرتا ہوں، جیسے: وَیْ (اَتَعَجَّبُ کے معنی میں) میں تعجب کرتا ہوں، جیسے: قَطٌّ (تَكْفِی کے معنی میں) کافی ہو گا، جیسے: اُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللهِ. (میں تم سے اور جنہیں اللہ کے سوا تم پوجتے ہو بیزار ہوں)

آهٍ مِنَ الصُّدَاعِ. (میں سر درد سے تکلیف محسوس کر رہا ہوں)

وَيْ مِمَّنْ يَعِيْشُ لِنَفْسِهِ. (اس پر تعجب ہے جو صرف اپنے لئے جیتا ہے)

قَطْ لِيْ هٰذَا الْمَالُ. (یہ مال میرے لئے کافی ہے)

(ج) فعل پر دلالت کرنے والے اسماء افعال:

إِيْهِ. زیادہ کر، جیسے: اَيُّهَا الشَّاعِرُ الْفَاضِلُ. (اے فاضل شاعر کچھ اور عنایت کرو) آمین (اِسْتَجِبْ) قبول کر، جیسے: اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا، آمین. (اے اللہ ہماری مغفرت فرما، ہماری یہ دعا قبول فرما)

هَيَّا (اِسْرَعْ) جلدی کر، جیسے: هَيَّا بِنَا إِلَى الصَّلَاة. (ہمارے ساتھ جلدی نماز کو چلو) صَهْ (اُسْكُتْ) چپ رہ، جیسے: صَهْ عَمَّا يَشِيْنُكَ مِنَ الْكَلَامِ. (جو بات تیرے شایان شان نہ ہو اس سے خاموشی اختیار کر)

حَيَّ (اَقْبِلْ) آؤ، جیسے: حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ. (آؤ نماز کی طرف، آؤ کامیابی کی طرف) هَاكَ (أُنْظُرْ) دیکھو، جیسے: هَاكَ الْبُرْهَانَ عَلَى مَا قُلْتَ. (جو بات تم نے کہی ہے اس پر دلیل دیکھو)

عَلَيْكَ (اِلْزَمْ) لازم پکڑ، جیسے: عَلَيْكَ بِالرِّفْقِ فِي مُعَامَلَةِ الْحَيَوَانِ. (جانوروں کے معاملے میں نرمی اختیار کر)

دُوْنَكَ (خُذْ) لے، پکڑ، جیسے: دُوْنَكَ كِتَابَ اللهِ فَاقْرَأْهُ. (اللہ کی کتاب لو اور اسے پڑھو)

۳- اسماء افعال مبنی ہوتے ہیں، مفرد، تثنیہ اور جمع کے لیے ان کا استعمال یکساں طور پر ہوتا ہے، ہاں اگر ان میں سے کوئی اسم کاف خطاب کے ساتھ متصل ہو تو مخاطب کے

لحاظ سے ان میں تبدیلی ہوگی، جیسے: عَلَيْكَ، دُوْنَكَ، هَاكَ وغیرہ اس طرح استعمال ہوں گے۔

هَاكَ مَوْضُوعاً يُنَاسِبُكُمْ. (وہ موضوع لے جو تیرے لیے مناسب ہو)

هَاكُمْ مَوْضُوعاً يُنَاسِبُكُمْ. (تم سب وہ موضوع لو جو تمہارے لیے مناسب ہو)

۴- اسماء افعال وہی عمل کرتے ہیں جو اصل افعال کرتے ہیں، یعنی فاعل کو رفع، اور مفعول کو نصب دیتے ہیں، جیسے:

هَيْهَاتَ الأَمَلُ فِي النَّجَاحِ (بَعُدَ الْأَمَلُ فِي النَّجَاحِ) کامیابی کی امید دور ہے۔

هَاكَ الكِتَابَ وَالْقَلَمَ (خُذِ الْكِتَابَ وَالْقَلَمَ) کتاب اور قلم لے۔

تَمْرِيْنَاتٌ — مشقیں

(۱) اسماء افعال کی تعریف کیجیے، (۲) اسماء افعال کی کتنی قسمیں ہیں اور کون کون سی ہیں؟ (۳) ماضی کے لیے جو اسماء افعال ہیں وہ لکھیے (۴) اسی طرح مضارع کے بھی اسماء افعال لکھیے (۵) امر کے اسمائے افعال بیان کیجیے اور تمام کی مثالیں بھی دیجیے۔ (۶) ذیل میں کچھ جملے لکھے جارہے ہیں ان میں اسماء افعال متعین کیجیے اور ان کی قسم بھی بتلائیے۔

هَيْهَاتَ الْاَمَلُ اِذَا لَمْ يَكُنْ مَعَهُ الْعَمَلُ. (امید بہت دور ہے اگر اس کے ساتھ عمل نہیں ہے) أُفٍّ لِمَنْ يَيْئَسُ. (جو شخص مایوس ہوتا ہے میں اس سے بیزار ہوں) مَهْ اِذَا تَكَلَّمَ غَيْرُكَ. (جب کوئی دوسرا بات کر رہا ہو تو خاموشی اختیار کر)

عَلَيْكَ نَفْسَكَ فَهَذِّبْهَا. (خود کو مہذب بناؤ) دُوْنَكَ الْقَلَمَ وَالْقِرْطَاسَ. (کاغذ قلم لو) رُوَيْدَكَ اِذَا سِرْتُمْ. (جب تم لوگ چلو تو آہستگی اختیار کرو) حَيَّ عَلَى خَيْرِ الْعَمَلِ. (اچھے کاموں کی طرف آؤ) وَيْ لِشَبَابٍ لَا يَعْمَلُ. (میں اس نوجوان پر تعجب کرتا ہوں جو کام نہیں کرتا) صَهْ عَمَّا يَشِيْنُ. (اس کام سے گریز کر جو معیوب ہو)

اَلدَّرْسُ السَّادِسُ وَالْاَرْبَعُوْنَ — چھیالیسواں سبق

اَسْمَاءُ الْكِنَايَةِ اسمائے کنایہ

۱- اسم کنایہ وہ اسم ہے جو مبہم چیز کی تعبیر کے لئے لایا جائے، کنایہ کے لغوی معنی ہیں چھپا ہوا اشارہ یا چھپی ہوئی بات، اصطلاح میں کنایہ سے مراد یہ ہے کہ کوئی لفظ اپنے حقیقی معنوں کے بجائے مجازی معنی میں استعمال ہو، عربی میں اسم کنایہ کسی اسم، کسی عدد، کسی فعل کسی قول یا کسی جملے کی جگہ لایا جاتا ہے، آپ اس بات کو اس طرح بھی کہہ سکتے ہیں کہ اسماء کنایہ وہ غیر معروف یا مبہم الفاظ ہیں جو کسی مبہم کے کنائے کے طور پر لائے جاتے ہیں چاہے وہ مبہم چیز، عدد ہو، بات ہو، یا فعل ہو، اسمائے کنایہ چار ہیں۔

كَمْ كَذَا كَأَيِّنْ كَيْتَ وَذَيْتَ

۲- كَمْ (کتنا) كَذَا (اتنا): یہ دونوں مبہم عدد کے لئے آتے ہیں، كَمْ کی دو قسمیں ہیں، کم استفہامیہ اور کَمْ خبریہ، كَمْ کلام کے شروع میں آتا ہے، اگر كَمْ استفہامیہ ہو تو اس کی تمیز مفرد منصوب ہوگی جیسے كَمْ دِرْهَماً لَكَ. (تیرے پاس کتنے درہم ہیں) اور اگر خبریہ ہو تو اس کی تمیز مجرور مفرد ہوگی، اور اس کے معنی ہوں گے، بہت، جیسے: كَمْ دِيْنَارٍ عِنْدِيْ. (میرے پاس بہت سے دینار ہیں) یا مجرور جمع

ہو گی جیسے: کم کُتُبٍ قِرأتُہا. (میں نے بہت سی کتابیں پڑھی ہیں) کم خبریہ کی تمیز پر مِنْ بھی داخل ہوتا ہے، جیسے: کَمْ مِنْ مَلَكٍ فِی السَّمٰوَاتِ. (آسمانوں میں بہت سے فرشتے ہیں) کَمْ مِنْ قَرْیَۃٍ اَھْلَکْنَاھَا. (ہم نے بہت سی بستیاں تباہ کر دی)

۳- کم استفہامیہ کی تمیز کو کسی قرینے کے پائے جانے کی صورت میں حذف کرنا بھی جائز ہے، جیسے: کَمْ مَالُكَ اصل میں کَمْ دِرْھَماً مَالُك. (تیرا مال کتنے درہم ہیں)

یہاں پر قرینہ یہ ہے کہ کَمْ استفہامیہ کے بعد اس کی تمیز منصوب ہوتی ہے جو کہ یہاں نہیں ہے، اس سے معلوم ہوا کہ اس جملے میں تمیز محذوف ہے۔

۴- کَذَا؛ یہ عددِ کثیر اور عددِ قلیل دونوں سے کنایہ کرنے کے لیے آتا ہے، جیسے: زُرْتُ کَذَا عَالِماً. (میں نے اتنے عالموں کی زیارت کی)

کذا کی تمیز ہمیشہ مفرد منصوب ہوتی ہے، جیسا کہ آپ نے مثال میں دیکھا، کَذَا کبھی اکیلا استعمال ہوتا ہے اور کبھی تکرار کے ساتھ، جیسے: قَرَأْتُ کَذَا وکَذَا کِتَاباً. (میں نے اتنی کتابیں پڑھیں)۔

۵- کَاَیِّنْ؛ اس کے ذریعے عدد کثیر کے بارے میں خبر دی جاتی ہے، اس کی تمیز مفرد اور حرف جار مِنْ کے ساتھ آتی ہے، جیسے: کَاَیِّنْ مِّنْ دَابَّۃٍ لَا تَحْمِلُ رِزْقَھَا. (اور کتنے ہی ایسے جان دار ہیں جو اپنا رزق اٹھائے نہیں پھرتے)۔ کَمْ کی طرح کَاَیِّنْ کا بھی ابتدائے کلام میں لانا ضروری ہے۔

۶- کَیْتَ وَذَیْتَ؛ (ایسا ویسا، فلاں فلاں) یہ دونوں اسمائے کنایہ مبہم بات

کے لئے آتے ہیں، ان کی تمیز ہمیشہ مفرد منصوب ہوتی ہے، اور دونوں ایک ساتھ واؤ عاطفہ کے ساتھ استعمال ہوتے ہیں، جیسے: قُلْتُ كَيْتَ وَذَيْتَ حَدِيْثاً. (میں نے فلاں فلاں بات کی)

تَمْرِيْنَاتٌ — مشقیں

(۱) اسماء کنایہ کی تعریف کیجئے (۲) عربی میں اسماء کنایہ کتنے ہیں (۳) کَمْ کی کتنی قسمیں ہیں اور بہ حیثیتِ اعراب ان میں کیا فرق ہے؟ مثال دے کر بتلائیں، (۴) مبہم عدد اور مبہم بات کے لئے کون کون سے اسماء کنایہ ہیں؟ (۵) ذیل میں کچھ جملے لکھے جارہے ہیں ان میں اسماء کنایہ متعین کر کے بتلائیں۔

كَمْ رِحْلَةً سَافَرْتَ. (تونے کتنے سفر کئے) كَمْ قَلَماً اِشْتَرَيْتَ. (تونے کتنے قلم خریدے) كَمْ حَادِثٍ وَقَع بِسَبَبِ الْغَفْلَةِ وَالْإِهْمَالِ. (کتنے ہی حادثے غفلت اور لاپرواہی کی وجہ سے ہوتے ہیں) كَمْ مِنْ مَقَالٍ بَحثْتُ وَقَرَأْتُ. (میں نے بہت سے مقالات کی تحقیق کی ہے اور ان کو پڑھا ہے) ذَهَبْتُ يَوْمَ كَذَا. (میں بہت دن گیا ہوں) دَرَسْتُ بِجِدٍّ لَيْلَةَ كَذَا. (میں نے بہت سی راتوں میں محنت سے پڑھا ہے) قَرَأْتُ كَذَا وكذا مجلَّةً عَرَبِيَّةً. (میں نے بہت سے عربی رسائل پڑھے ہیں) وَكَائِنْ مِّنْ قَرْيَةٍ عَتَتْ عَنْ اَمْرِ رَبِّهَا وَرُسُلِهٖ. (بہت سی بستیوں نے اپنے رب کی اور اپنے رسولوں کی نافرمانی کی) وَكَاَيِّنْ مِّنْ نَبِيٍّ قَاتَلَ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرًا. (اور بہت سے انبیاء نے جہاد کیا اور ان کے ساتھ بہت سے اللہ والے تھے) قَالَ مُعَلِّمٌ كَيْتَ وَذَيْتَ فِي الْفَصْلِ. (استاذ نے درس گاہ میں فلاں فلاں بات کی)

الدَّرْسُ السَّابِعُ وَالْاَرْبَعُوْنَ ——— سینتالیسواں سبق

اَسْمَاءُ الْاَصْوَاتِ اسمائے اصوات

اسماءِ اصوات بھی مبنی ہوتے ہیں، ان کے ذریعے عرب جانوروں کو اور بچوں کو پکارتے ہیں یا کسی بے جان چیز کی نقل کرتے ہیں، جیسے:
حَايِ (اونٹ کو ڈانٹنے کے لیے) نَخْ نَخْ (اونٹ کو بٹھانے کے لیے) بَسَّ (اونٹ کو تسلّی دینے کے لیے خاص طور پر دودھ دوہتے ہوئے) عَدَسْ (خچر کو ڈانٹتے ہوئے) هَجْ (کتے کو پھٹکارتے ہوئے) کِخْ (بچے کو تنبیہ کرتے ہوئے) غَاقِ غَاقِ (کوے کی آواز کی نقل) أُخْ أُخْ (وہ آواز جو کھانستے وقت آدمی کے منہ سے نکلتی ہے) طَقْ طَقْ (کسی چیز کو ٹھوکنے کی آواز)

ان کے علاوہ بھی بہت سے اسماء اصوات ہیں، جو اہل عرب نے مختلف جانوروں کی آوازوں کی نقل کرنے کے لیے یا انہیں بلانے پکارنے کے لیے، یا بچوں کو بہلانے پھسلانے اور انہیں ڈانٹنے ڈپٹنے کے لیے، یا بے جان چیزوں کی آوازیں نکالنے کے لیے وضع کر رکھے ہیں، اور وہ کتابوں میں استعمال کئے جاتے ہیں، خاص طور پر شعراء کے کلام میں بہ کثرت ملتے ہیں۔

تَمْرِيْنَاتٌ ——— مشقیں

(۱) اسماء اصوات کی تعریف کیجئے۔ (۲) اہل عرب نے اسماء اصوات کس مقصد کے لیے وضع کئے ہیں؟ (۳) مختلف آوازوں کے لیے جو اسماء آپ نے پڑھے ہیں، انہیں بیان کیجئے۔ (۴) جو اسماء اصوات آپ نے پڑھے ہیں، کیا ان کے علاوہ بھی کچھ اور اسماء

اصوات اہل عرب نے اپنی زبان میں وضع کر رکھے ہیں؟

اَلدَّرْسُ الثَّامِنُ والأَرْبَعُوْنَ —— اڑتالیسواں سبق

اَسْمَاءُ الظُّرُوْفِ الْمَبْنِيَّةُ اسماء ظروف مبنی

۱- اصل میں تو اکثر ظروف معرب ہوتے ہیں، مفعول فیہ کے سبق میں اسماءِ ظروف بیان کئے جاچکے ہیں، اس سبق میں کچھ ایسے اسماءِ ظروف بیان کئے جارہے ہیں جو مبنی ہوتے ہیں، ان کی تفصیل یہ ہے۔

۲-جو اسماءِ ظرف مبنی ہوتے ہیں وہ ذیل میں لکھے جارہے ہیں۔

اِذْ، اِذَا، أَنّٰى، مَتٰى مُذْ مُنْذُ لَدٰى لَدُنْ

اَيْنَ اَمْسِ قَطُّ عَوْضُ حَيْثُ ثَمَّ

اب ان کی الگ الگ وضاحت:

إِذْ: یہ ظرفِ زمان ہے بمعنی جب، زمانۂ ماضی کے لئے آتا ہے، اگرچہ مضارع پر داخل ہو، اس کے بعد کسی جملے کا آنا ضروری ہے، خواہ جملہ اسمیہ ہو یا جملہ فعلیہ، یہ اسم ہمیشہ جملے کی طرف مضاف بن کر استعمال ہوتا ہے، جیسے: ضَرَبْتُهُ اِذْ ضَرَبَنِيْ (جب اس نے مجھے مارا تو میں نے اسے مارا) اس کے بعد کبھی جملہ اسمیہ ہوتا ہے جیسے: واذكُرُوْا اِذْ أَنْتُمْ قَلِيْلٌ. (یاد کرو جب تم تھوڑے تھے) اور کبھی جملہ فعلیہ ہوتا ہے جیسے: وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرَاهِيْمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمَاعِيْلُ. (اور یاد کرو جب ابراہیم اور اسماعیل اس گھر کی بنیادیں اٹھارہے تھے) اور کبھی مفاجات کے معنی میں ہوتا ہے جب کہ بَيْنَ اور بَيْنَمَا کے جواب میں ہو، جیسے: بَيْنَمَا اَنَا جَالِسٌ اِذْ اَقْبَلَ زَيْدٌ.

(اس دوران کہ میں بیٹھا ہوا تھا اچانک زید آگیا) بسا اوقات إِذْ کی طرف زمانے پر دلالت کرنے والے الفاظ کی بھی اضافت کی جاتی ہے، اس صورت میں اِذْ پر تنوین آتی ہے، جیسے: حِينَئِذٍ جس وقت وَقْتَئِذٍ جس وقت يَوْمَئِذٍ جس دن۔

إِذَا؛ یہ بھی ظرفِ زمان ہے بمعنی جب، زمانۂ مستقبل کے لیے آتا ہے، اگرچہ ماضی پر داخل ہو، اس کے بعد فعل کا ہونا ضروری ہے اگر یہ شرط کے معنی میں ہو، جیسے: اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا. (جب زمین پورے زور سے ہلا دی جائے گی)

اگر اِذَا مفاجأت (اچانک کوئی بات پیش آجائے) کے لیے ہو تو اس کے بعد جملۂ اسمیہ کا ہونا ضروری ہے جیسے: خَرَجْتُ فَإِذَا السَّبْعُ وَاقِفٌ. (میں نکلا تو اچانک درندہ کھڑا تھا)۔

اَنّٰى ؛ یہ ظرفِ مکان کے لیے استعمال ہوتا ہے، بمعنی جہاں، اس کو استفہام کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے مگر استفہام کی صورت میں کَيْفَ کے معنی ہوں گے۔

ظرفِ مکان کی مثال جیسے: اَنّٰى تَجْلِسْ اَجْلِسْ. (جہاں تو بیٹھے گا میں وہاں بیٹھوں گا)

استفہام کی مثال جیسے: اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ وَلَدٌ. (میرے بچہ کہاں سے ہو گا)

مَتٰى ؛ یہ ظرفِ زمان ہے بمعنی جس وقت، خواہ زمانۂ ماضی ہو، یا مستقبل جیسے: مَتٰى تَصُمْ اَصُمْ. (جب تو روزہ رکھے گا میں بھی رکھوں گا) مَتٰى استفہام کے لیے بھی آتا ہے، جیسے: مَتٰى تَذْهَبُ (تو کب جائے گا)

أَيَّانَ؛ یہ زمانہ مستقبل کے لیے آتا ہے، بمعنی کب، عام طور پر بڑے امور کے متعلق دریافت کرنے کے لیے آتا ہے، جیسے: أَيَّانَ يَوْمُ الدِّيْنِ. (جزا کا دن کب ہو گا) يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ أَيَّانَ مُرْسَاهَا. (آپ سے قیامت کے بارے میں پوچھتے ہیں کہ وہ کب قائم ہو گی)

مُذْ اور مُنْذُ؛ یہ دونوں کبھی تو کسی کام کی ابتدائی مدت بتانے کے لیے آتے ہیں، جیسے: مَا رَأَيْتُهُ مُذْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ. (میں نے اسے جمعہ کے دن سے نہیں دیکھا) اور کبھی پوری مدت بتانے کے لیے آتے ہیں، اس صورت میں ان کے بعد کسی ایسے عدد کا ہونا ضروری ہے جو پوری مدت پر دلالت کرے، جیسے: مَا رَأَيْتُهُ مُذْ يَوْمَيْنِ. (میں نے اسے پورے دو دن سے نہیں دیکھا)

لَدَى، لَدُنْ؛ یہ دونوں عِنْدَ کے معنی میں استعمال ہوتے ہیں، جیسے: اَلْكِتَابُ لَدَى حَامِدٍ. (کتاب حامد کے پاس ہے) لَدَى اور لَدُنْ کا استعمال اس وقت ہوتا ہے جب چیز اس کے پاس موجود ہو، اور عِنْدَ کا استعمال دونوں صورتوں میں ہوتا ہے، خواہ پاس میں موجود ہو یا کہیں اور ہو مگر اس کی ملکیت میں ہو۔

أَيْنَ؛ یہ لفظ سوال اور شرط کے لیے استعمال کیا جاتا ہے، أَيْنَ حَامِدٌ (حامد کہاں ہے) أَيْنَ تَجْلِسْ أَجْلِسْ. (جہاں تو بیٹھے گا میں بیٹھوں گا) اس صورت میں یہ أَيَّانَ کے معنی میں ہے۔

أَمْسِ؛ بغیر الف لام کے استعمال ہو تو گزرے ہوئے کل کے معنی میں ہو گا، اس صورت میں یہ لفظ مبنی علی الکسرہ ہو گا جیسے: جِئْتُ أَمْسِ (میں کل گذشتہ آیا)

الف لام کے ساتھ بھی استعمال ہوتا ہے، اس صورت میں معرب ہوگا، جیسے: رَأَيْتُكَ فِي الْاَمْسِ. (میں نے تجھے گذشتہ کل دیکھا) نکرہ لانے کی صورت میں اور مضاف بنانے کی صورت میں بھی یہ معرب ہوگا، جیسے: كُلُّ غَدٍ صَائِرٌ اَمْساً. (ہر آنے والا کل گذشتہ کل بننے والا ہے) كَانَ اَمْسُنَا طَيِّباً. (ہمارا کل بہترین تھا)

قَطُّ؛ یہ گذرے ہوئے سارے زمانے میں کسی کام کی نفی پر دلالت کرنے کے لئے استعمال ہوتا ہے، جیسے: مَا رَأَيْتُهُ قَطُّ. (میں نے اسے کبھی نہیں دیکھا)

عَوْضُ؛ یہ آنے والے سارے زمانے میں کسی کام کی نفی پر دلالت کرتا ہے، جیسے: لَا اَلْقَاهُ عَوْضُ. (میں اس سے کبھی نہیں ملوں گا)

حَيْثُ؛ یہ ظرف مکان مبنی علی الضمہ ہے، اور یہ واحد ظرف مکان ہے جو جملے کی طرف مضاف ہوتا ہے، یہ جملہ اسمیہ کی طرف بھی مضاف ہوتا ہے، جیسے: اِجْلِسْ حَيْثُ حَامِدٌ جَالِسٌ. (وہاں بیٹھ جہاں حامد بیٹھا ہوا ہے) اور کبھی جملہ فعلیہ کی طرف مضاف ہوتا ہے، جیسے: اِذْهَبْ حَيْثُ ذَهَبَ حَامِدٌ. (تم وہاں جاؤ جہاں حامد گیا ہے) کبھی اس سے پہلے کوئی حرف جر بھی ہوتا ہے، جیسے: مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللهُ. (جہاں سے اللہ نے تمہیں حکم دیا ہے)

ثَمَّ؛ اسم اشارہ ہے بعید و قریب دونوں کے لیے، هُنَا (یہاں) هُنَاكَ (وہاں) کے معنیٰ میں جیسے: فَاَيْنَمَا تَوَلَّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللهِ. (سو تم جدھر کا رخ کروگے ادھر ہی اللہ کا رخ ہے) اِذَا رَأَيْتَ ثَمَّ رَأَيْتَ. (اور جب تو دیکھے گا تو وہاں دیکھے گا) کبھی اس

کے آخر میں ۃ بھی آتی ہے، ثَمَّةَ.

۳۔ قَبْلُ، بَعْدُ اور اسماء جہات ستہ کا اعراب، پہلے آپ جہات ستہ کے الفاظ دیکھیے۔

اَمَامَ سامنے، خَلْفٌ پیچھے، یَمِیْنٌ دائیں، شِمَالٌ بائیں، فَوْقَ اوپر، تَحْتَ نیچے، اور ان جیسے دوسرے الفاظ جیسے: دُوْنَ، قُدَّامُ، إِزَاءَ، حِذَاءَ، وَرَاءَ، وغیرہ، یَمِیْنٌ اور شِمَالٌ کے علاوہ یہ تمام الفاظ مبنی بر ضمہ ہوتے ہیں، اگر یہ مضاف ہوں، اور ان کا مضاف الیہ لفظاً محذوف ہو، اور معنیٰ ذہن میں موجود ہو تو اس صورت میں یہ مبنی بر ضمہ ہوتے ہیں، جیسے: أَمَّا بَعْدُ، اس جملے میں بَعْدُ مضاف ہے، اس کا مضاف الیہ اَلْحَمْدُ وَالصَّلَاةُ محذوف ہے، اور ذہن میں موجود ہے، دوسری مثال دیکھیے: وَلِلّٰہِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْ بَعْدُ (اور اللہ ہی کے لیے تمام اختیارات ہیں پہلے بھی اور بعد میں بھی)

یَمِیْنٌ اور شِمَالٌ وغیرہ ایسے الفاظ ہیں جو معرب آتے ہیں، جیسے: جَنَّتَانِ عَنْ یَمِیْنٍ وَشِمَالٍ. (ان کے دائیں بائیں دو باغات تھے)

اگر ان الفاظ کی اضافت کی جائے اور مضاف موجود ہو تو یہ الفاظ معرب ہوں گے، جیسے: اَلْکِتَابُ فَوْقَ الْمَکْتَبِ. (کتاب میز کے اوپر ہے) وَقَفَ الْمُدِیْرُ اَمَامَ الطُّلَّابِ. (پرنسپل طلبہ کے سامنے کھڑے ہوئے) جَلَسْتُ تَحْتَ الشَّجَرَةِ. (میں درخت کے نیچے بیٹھا) صَلَّیْتُ خَلْفَ الْإِمَامِ. (میں نے امام کے پیچھے نماز پڑھی) یَهْرُبُ الطُّلَّابُ مِنْ وَرَاءِ السُّوْرِ. (طلبہ چہار دیواری کے پیچھے بھاگ

رہے ہیں)

۴- وہ اسماء ظرف جو دو ظرفوں کو جوڑ کر بنائے گئے ہوں وہ بھی مبنی ہوتے ہیں، جیسے: لَیْلَ نَہَارَ دن رات، بَیْنَ بَیْنَ بین بین۔

تَمْرِیْنَاتٌ — مشقیں

(۱) ظروفِ مبنیہ کے بارے میں بتلائیں، نیز یہ بھی بتلائیں کہ ان کے مبنی یا معرب ہونے کا کیا مطلب ہے؟ (۲) جو ظروفِ مبنیہ اس سبق میں آپ نے پڑھے ہیں وہ کون کون سے ہیں، اور ان کے کیا معنی ہیں؟ مثال ضرور دیں، (۳) قَبْلُ، بَعْدُ اور اسماء جہات مبنی ہیں، یا معرب، اگر مبنی ہیں تو ان کے مبنی ہونے کی شرط کیا ہے؟ (۴) اگر قبلُ وبَعْدُ وغیرہ الفاظ مضاف بن کر استعمال ہوں یا جار مجرور کی صورت میں آئیں تو یہ مبنی رہیں گے یا معرب بن جائیں گے؟ (۵) ذیل میں کچھ جملے لکھے جا رہے ہیں ان میں ظروفِ مبنیہ متعین کیجیے؟

وَجَدْتُ الْكِتَابَ حَيْثُ وضعتُه أَمْسِ. (مجھے کتاب وہاں ملی جہاں میں نے کل رکھی تھی) جَلَسَ اَحْمَدُ خَلْفَ الْبَابِ. (احمد دروازہ کے پیچھے بیٹھا) وَصَلْتُ الْمَنْزِلَ قَبْلَ الْمَغْرِبِ. (میں مغرب سے پہلے گھر پہنچا) وَلَوْ نَشَاءُ لَطَمَسْنَا عَلَى اَعْيُنِهِمْ فَاسْتَبِقُوا الصِّرَاطَ فَاَنّٰى يُبْصِرُوْنَ. (اور اگر ہم چاہیں تو ان کی آنکھیں مٹا ڈالیں گے پس وہ راستے کی طرف دوڑیں، پھر وہ کیوں کر دیکھ پائیں) وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ. (اور وہ کہتے ہیں کہ کب ہو گا یہ وعدہ پورا اگر تم سچے ہو) فَاِذَا انْشَقَّتِ السَّمَاءُ (پھر جب آسمان پھٹ جائے گا) اَتَنَاوَلُ الطَّعَامَ مَتٰى اَشْعُرُ بِالْجُوْعِ. (جب مجھے بھوک محسوس ہوتی ہے میں کھانا

کھاتا ہوں) نَامَ الْفَتَى اِذِ اللَّيْلُ اِقْتَرَبَ. (جیسے ہی رات قریب ہوئی لڑکا سو گیا) مَا شَرِبْتُ الْخَمْرَ قَطُّ. (میں نے کبھی شراب نہیں پی) لَا اَفْعَلُ هٰذَا الْأَمْرَ عَوْضُ. (میں یہ کام کبھی نہیں کروں گا) دَرَسْتُ لَدَى طُلُوْعِ الْفَجرِ. (میں نے فجر ہونے تک مطالعہ کیا) دَرَسْتُ لَدُنَّ زَوَالِ الشَّمْسِ. (میں نے زوالِ آفتاب تک پڑھا) مَا رَأَيْتُكَ مُذُ الْبَارِحَةِ. (میں نے تجھے رات سے نہیں دیکھا) حَيْثُمَا تَجْلِسْ اَجْلِسْ. (جہاں تو بیٹھے گا میں بیٹھوں گا) اَيَّانَ تَزْرَعْ تَحْصُدْ. (جب تم بوؤ گے تب کاٹو گے) مَتَى تَتَّحِدُوْا تَنْتَصِرُوْا. (جب تم متحد ہو گے فتح پاؤ گے) اِذَا أَنَا فِي الْفَصْلِ شَاهَدْتُ لَوْحَةً. (جیسے ہی میں درسگاہ میں پہنچا میں نے ایک چارٹ دیکھا) بَيْنَمَا كُنْتُ اَدْرُسُ اِكْتَشَفَتْ لِيْ اُمُوْرٌ. (جب میں پڑھ رہا تھا مجھ پر بہت سے باتیں منکشف ہوئیں) كُنْتُ اُطَالِعُ صَبَاحَ مَسَاءَ لَيْلَ نَهَارَ. (میں صبح وشام اور رات دن پڑھتا تھا)

اَلدَّرْسُ التَّاسِعُ وَالْاَرْبَعُوْنَ — انچاسواں سبق

اَلْأَسْمَاءُ الْخَمْسَةُ اسماء خمسہ

(۱) عربی زبان میں پانچ الفاظ ایسے ہیں جن کا اعراب حرکات (زبر، زیر، پیش) کے بہ جائے حروف سے ہوتا ہے، وہ الفاظ یہ ہیں:

أَبٌ باپ أَخٌ بھائی حَمٌ دیور فَمٌ منہ ذُوْ والا، صاحب

(۲) اگر یہ الفاظ مفرد استعمال ہوں (یعنی تثنیہ اور جمع نہ ہوں) یا ان کی اضافت یاء متکلم کے علاوہ کسی دوسرے لفظ کی طرف ہو رہی ہو تو ان کا اعراب حالت رفعی میں

واؤ کے ساتھ اور حالت نصبی میں الف کے ساتھ اور حالت جری میں یاء کے ساتھ ہو گا، ذیل کی مثالیں دیکھئے۔

(۱) حالت رفعی میں:

اَبُوْكَ شَيْخٌ كَبِيْرٌ. (تیرے والد بوڑھے ہیں) حَضَرَ اَخُوْكَ. (تیرا بھائی آیا) حَمُوْكِ كَرِيْمٌ. (تیرا دیور شریف آدمی ہے) ذُوا الْعِلْمِ مُحْتَرَمٌ. (صاحب علم قابل احترام ہے) فُوْهُ نَظِيْفٌ. (اس کا منہ صاف ہے)

ان جملوں میں یہ پانچوں الفاظ حالت رفعی میں ہیں، اَخُوْكَ فاعل ہونے کی وجہ سے اور باقی چار الفاظ مبتدا ہونے کی وجہ سے مرفوع ہیں، ان میں رفع کی علامت ضمہ کے بجائے واؤ ہے، گویا واؤ ضمے کے قائم مقام ہے۔

(۲) حالت نصبی میں:

اِحْتَرَمْتُ اَبَاكَ. (میں نے تیرے والد کا احترام کیا) هَنَّأْتُ اَخَاكَ. (میں نے تیرے بھائی کو خوش آمدید کہا) قَابَلْتُ حَمَاكِ. (میں نے تیرے دیور سے ملاقات کی) سَأَلْتُ ذَاالْعِلْمِ. (میں نے صاحب علم سے سوال کیا) فَحَصَ الطَّبِيْبُ فَاكَ. (ڈاکٹر نے تیرے منہ کا معائنہ کیا)

ان جملوں میں پانچوں الفاظ مفعول بہ واقع ہوئے ہیں، لہٰذا منصوب ہیں، لیکن ان کے نصب کی علامت فتحہ کے بجائے الف ہے، گویا الف فتحہ کے قائم مقام ہے۔

(۳) حالت جری میں:

سَلَّمْتُ عَلَى اَبِيْكَ. (میں نے تیرے والد کو سلام کیا) رَحَّبْتُ بِأَخِيْكَ. (میں نے تیرے بھائی کو مرحبا کہا) ذَهَبْتُ اِلَى حَمِيْكِ. (میں تیرے دیور کے پاس

گیا) اَخَذْتُ الْعِلْمَ مِنْ ذِیْ عِلْمٍ. (میں نے علم صاحبِ علم سے حاصل کیا) نَظَرَ الطَّبِیْبُ اِلَی فِیْكَ. (ڈاکٹر نے تیرے منہ کا معائنہ کیا)

ان جملوں میں حرف جر کے بعد واقع ہونے کی وجہ سے یہ پانچوں الفاظ مجرور ہیں، لیکن ان میں جر کی علامت کسرہ کے بہ جائے ی ہے، گویا یاء کسرہ کے قائم مقام ہے۔

۲- تثنیہ ہونے کی حالت میں ان کا اعراب مثنی کی طرح ہو گا، جیسے:

اَلْاَخَوَانِ صَالِحَانِ. (دونوں بھائی نیک ہیں) الف کے ساتھ مرفوع

قَابَلْتُ الْاَخَوَیْنِ. (میں دونوں بھائیوں سے ملا) یاء کے ساتھ منصوب

مَرَرْتُ بِالْاَخَوَیْنِ. (میں دونوں بھائیوں کے پاس سے گزرا) یاء کے ساتھ مجرور۔

۳- جمع ہونے کی صورت میں ان کا اعراب جمع کی طرح ہو گا۔

جَاءَ الْاِخْوَةُ. (سب بھائی آئے) ضمہ کے ساتھ مرفوع۔

اَلْاٰبَاءُ صَالِحُوْنَ. (سب باپ نیک ہیں) ضمہ کے ساتھ مرفوع۔

نَظَرَ الطَّبِیْبُ اِلَی اَفْوَاهِ الْاَطْفَالِ. (ڈاکٹر نے بچوں کے منہ دیکھے) کسرہ کے ساتھ مجرور۔

رَأَیْتُ اَحْمَاءَ عَائِشَةَ. (میں نے عائشہ کے دیوروں کو دیکھا) فتحہ کے ساتھ منصوب۔

۴- اگر ان الفاظ کی اضافت یاء متکلم کی طرف ہو تو یاء سے ماقبل حرف پر اعراب ظاہر کے بجائے مقدر ہو گا، جیسے:

اَبِیْ کَرِیْمٌ. (میرے والد شریف انسان ہیں) اُحِبُّ أَخِیْ. (میں اپنے بھائی

سے محبت کرتا ہوں) اَحْتَرِمُ حَمِي. (میں اپنے دیور کا احترام کرتی ہوں) اُنَظِّفُ فَمِيْ. (میں اپنا منہ صاف کرتا ہوں) فَوْقَ كُلِّ ذِيْ عِلْمٍ عَلِيْمٍ. (ہر جاننے والے کے اوپر ایک بڑا جاننے والا ہے)

۵- اگر یہ الفاظ مضاف نہ ہوں تو ان پر تمام حالتوں میں ظاہری اعراب ہوگا، جیسے:

كُلُّ مُسْلِمٍ اَخٌ لِجَمِيعِ الْـمُسْلِمِيْنَ. (ہر مسلمان تمام مسلمانوں کا بھائی ہے) زُرْتُ الْبَارِحَةَ الْأَخَ. (میں نے گذشتہ رات بھائی کو دیکھا) فَرِحَ الْحَمُ بِمَقْدَمِيْ. (دیور میرے آنے سے خوش ہوا) غَادَرَ الْاَبُ السَّعُوْدِيَّةَ. (والد سعودیہ سے روانہ ہوئے)

٦- فُوْ پر ظاہری اعراب نہیں آئیں گے، ہاں اگر اس کے ساتھ میم ہو تو اس کے اب حرکات کے ساتھ یعنی ظاہری ہوں گے، جیسے:

اَلْفَمُ نَظِيفٌ. (منہ صاف ہے) فَحَصَ الطَّبِيْبُ الْفَمَ. (ڈاکٹر نے منہ کا جائزہ کیا) نَظَرْتُ إِلَى الْفَمِ. (میں نے منہ کی طرف دیکھا)

۷- اب ان پانچوں اسماء کے بارے میں کچھ اور معلومات۔

اَبٌ اس کی اصل اَبَوٌ ہے، تثنیہ اَبَوَانِ (حالت رفعی میں) اور اَبَوَيْنِ (حالت نصبی اور حالت جری میں) اور جمع آبَاءٌ ہے، اَبَوَانِ کہتے ہیں، ماں باپ کو، اَبٌ کا مصدر اُبُوَّةٌ ہے، حالتِ نداء میں ی کی جگہ تاء آتی ہے، اور اس طرح کہتے ہیں: يَا أَبَتِ يَا أَبَتَ.

أَخٌ: اس کی اصل اَخَوٌ ہے، اس کا تثنیہ أَخَوَانِ (حالت رفعی میں) اَخَوَيْنِ

(حالت نصبی اور حالت جری میں) جمع آخَاءٌ، آبَاءٌ کے وزن پر آتی ہے، اس کی جمع إِخْوَانٌ اور إِخْوَةٌ بھی آتی ہے، لیکن اکثر إِخْوَانٌ دوستوں کے لیے، اور إِخْوَةٌ حقیقی بھائیوں کے لئے استعمال کی جاتی ہے۔

حَمٌ اس اصل حَمَوٌ ہے، میم کے فتحہ کے ساتھ تثنیہ حَمَوانِ (حالت رفعی میں) حَمَوَيْنِ (حالت نصبی اور حالت جری میں) اَحْمَاءٌ جمع ہے۔

فُوْ: اس کی اصل فُوَهٌ ہے ہاء کو حذف کر دیا گیا، فُوْ باقی رہ گیا، اس کا تثنیہ فَوَاْ(حالت رفعی میں) فَوَیْ (حالت نصبی اور حالت جری میں) جمع اَفْوَاہٌ ہے۔

ذُوْ: اس کی اصل ذَوَیْ ہے، یہ اکثر اسم جنس کی طرف مضاف بن کر استعمال ہوتا ہے، جیسے: ذُوْمَالٍ، نہ اس کی اضافت ضمیر کی طرف ہوتی ہے، اور نہ صفت کی طرف، اس کا تثنیہ ذَوَا (حالت رفعی میں) ذَوَیْ (حالت نصبی و جری میں) اور جمع ذَوُوْ (حالت رفعی میں) اور ذَوِیْ (حالت نصبی و جری میں) اس کا مؤنث ذَاتَ تثنیہ ذَوَاتَا (حالت رفعی میں) ذَوَاتَیْ (حالت نصبی و جری میں) جمع مؤنث ذَوَاتٌ ہے۔

تَمْرِیْنَاتٌ — مشقیں

۱- اسماء خمسہ کون کون سے ہیں؟ ۲- اسماء خمسہ اگر مفرد ہوں اور ان کی اضافت یاء متکلم کے علاوہ کسی دوسرے لفظ کی طرف ہو رہی ہو تو ان کا اعراب حالت رفعی، حالت نصبی اور حالت جری میں کیا ہوگا؟ ۳- تثنیہ اور جمع ہونے کی صورت میں ان کا اعراب کیا ہوگا؟ ۴- اگر یہ الفاظ مضاف نہ ہوں تو ان پر اعراب کی نوعیت کیا ہوگی؟

۵- فُوپر اعراب کی تفصیل لکھئے ؟٦-ان پانچوں اسماء کے بارے میں آپ نے اور کیا پڑھا ہے؟ وضاحت سے بتلائیں۔ ۷-ذیل میں کچھ جملے لکھے جارہے ہیں، ان میں اسماء خمسہ متعین کریں اور قواعد کا اجراء بھی کریں۔

أَبُوْ اَحْمَدَ عَامِلٌ مُجْتَهِدٌ، (ابواحمد ایک محنتی کارکن ہے) يَعْمَلُ أَخُوْ الْفَتَاةِ فِي التِّجَارَةِ، (نوجوان لڑکی کا بھائی تجارت کا کام کرتا ہے) حَمُوْ الْبِنْت مُتَقَاعِدٌ (لڑکی کا دیور پنشن یافتہ ہے) يَخْلُوْ فُوْكَ مِنَ الْاَسْنَانِ الصِّنَاعِيَّةِ (تیرا منہ مصنوعی دانتوں سے خالی ہے) اَلطَّبِيْبُ ذُوْ الْاِخْتِصَاصِ يُجِيْدُ عِلَاجَ الْـمَرْضَى (اسپیشلسٹ ڈاکٹر مریضوں کا اچھا علاج کرتا ہے) شَاوِرْ اَبَاكَ فِي الْأُمُوْرِ الْـمُهِمَّةِ (اہم امور میں اپنے والد سے مشورہ کرو) رَأَيْتُ أَبَاكَ الْيَوْمَ فِي السُّوْقِ (میں نے آج تیرے والد کو بازار میں دیکھا) اَكْرِمِيْ حَمَاكِ يَا أُخْتِي (اے بہن اپنے دیور کا احترام کر) جَنِّبْ فَاكَ قَوْلَ السُّوْءِ (اپنے منہ کو بری بات سے محفوظ رکھ) سَاعِدْ ذَا الْحَاجَةِ الْـمَلْهُوْفِ (ضرورت مند اور دل شکستہ انسان کی مدد کرو) صِلْ اَصْدِقَاءَ اَبِيْكَ وَاحْتَرِمْهُمْ (اپنے والد کے دوستوں کے ساتھ حسن سلوک کرو اور ان کا احترام کرو) اَرْسَلْتُ رِسَالَةً إِلَكْتَرونِيَّة إِلَى أَخِيْكَ (میں نے تیرے بھائی کو برقی پیغام ارسال کیا) تَعْتَمِدُ الْـمُوَظَّفَةُ عَلَى حَمِيْهَا فِي الْعِنَايَةِ بِأَطْفَالِهَا (ملازمہ خاتون اپنے بچوں کی نگہداشت کے سلسلے میں اپنے دیور پر بھروسہ کرتی ہے) أَنْتَ قُلْتَ هَذَا بِمِلْءِ فِيْكَ. (تم نے یہ بات جچ کر کہی ہے)۔

الدَّرْسُ الْخَمْسُوْنَ — پچاسواں سبق

اِضْمَارٌ عَلَى شَرْطِ التَّفْسِيْرِ اضمار علی شرط التفسیر

اضمار علی شرط التفسیر کو اشتغال بھی کہتے ہیں، نحو کی کتابوں میں اس کو بڑی اہمیت کے ساتھ پڑھایا جاتا ہے، اور اسے بڑا مشکل بھی تصور کیا جاتا ہے۔

اشتغال کے لغوی معنی ہیں، مصروف ہونا، مشغول ہونا، اصطلاح میں اس کے معنی یہ ہیں کہ جب کسی اسم کے بعد کوئی فعل، یا شبہ فعل ہو اور یہ فعل یا شبہ فعل اپنے مابعد ضمیر یا اس سے متصل اسم میں اس طرح عمل کر رہا ہو کہ اگر اس کے مابعد معمول کو حذف کر دیا جائے تو یہ فعل یا شبہ فعل ماقبل اسم کو نصب دے، اس عمل کو نحویوں کی اصطلاح میں اشتغال کہتے ہیں، اور فعل یا شبہ فعل سے پہلے آنے والے اسم کو مشغول عنہ کہتے ہیں۔ جیسے:

زَيْداً ضَرَبْتُهُ. (میں نے زید کو مارا) یا زَيْداً ضَرَبْتُ اَخَاهُ. (میں نے زید کے بھائی کو مارا) ان مثالوں میں زیداً مشغول عنہ ہے، اور اس کے مابعد فعل بھی ہے جو ضمیر یا اس سے متصل اسم میں اس طرح عمل کر رہا ہے کہ اگر اس کے مابعد والے معمول کو حذف کر دیا جائے تو یہ ماقبل کے اسم کو نصب دے گا، اصل عبارت اس طرح تھی۔

ضَرَبْتُ زَيْداً ضَرَبْتُهُ ضَرَبْتُ زَيْداً ضَرَبْتُ اَخَاهُ

اس کے بعد زیداً سے پہلے والے ضَرَبْتُ کو حذف کر دیا گیا، کیوں کہ بعد والا اس کی تفسیر کر رہا ہے، اسی لیے اسے اضمار علی شرط التفسیر بھی کہتے ہیں، یہاں پہلے فعل کو حذف کرنا واجب ہے، قرآن کریم میں بھی اس کی مثال ہے:

وَالْقَمَرَ قَدَّرْنَاهُ مَنَازِلَ. (اور ہم نے چاند کی منزلیں مقرر کر دی ہیں)

اصل عبارت یہ تھی قَدَّرْنا الْقَمَر قَدَّرْنَاهُ مَنَازِلَ. اس میں پہلا قَدَّرْنَا حذف کر دیا گیا، کیوں کہ بعد والا قَدَّرنَا اس کی تفسیر کر رہا ہے۔

۲- مشغول عنہ کے اعراب کی مختلف صورتیں ہیں، کبھی رفع واجب، کبھی نصب واجب، کبھی دونوں جائز۔

(الف) رفع واجب، جب اسم مشغول عنہ سے پہلے ایسے حروف آ جائیں جو اسماء پر داخل ہوتے ہیں تو ایسی صورت میں رفع واجب ہے، جیسے:

دَخَلْتُ الْبُسْتَان فَإِذَا الْاَعْدَاءُ اُشَاهِدُهُمْ. (میں باغ میں داخل ہوا تو چانک میں نے دشمنوں کو دیکھا)

اس مثال میں اِذَا فجائیہ: اَلْاَعْدَاءُ مشغول عنہ سے پہلے آ گیا ہے، یہ حرف اسماء پر ہی داخل ہوتا ہے، لہٰذا اس صورت میں رفع واجب ہے، یہ رفع مشغول عنہ کے مبتدا بننے کی وجہ سے واجب ہوا ہے، اسی طرح لَيْتَمَا الْعِلْمُ حَصَلْتُهُ. (کاش میں علم حاصل کر لیتا) اس میں بھی اَلْعِلْمُ پر رفع واجب ہے۔

(ب) نصب واجب، جب مشغول عنہ سے پہلے ایسے حروف آ جائیں جو صرف افعال ہی پر داخل ہوتے ہیں تو اس صورت میں بھی نصب واجب ہے، مثلاً کلمات شرط اِنْ، لَوْ، حَيْثُمَا، مَتَى وغیرہ جیسے:

اِنِ الْبُسْتَانَ دَخَلْتَهُ فَلَا تَقْطِفِ الْاَزْهَارَ. اصل میں یہ جملہ اس طرح تھا،

اِنْ دَخَلْتَ الْبُسْتَانَ دَخَلْتَهُ فَلَا تَقْطِفِ الْاَزْهَارَ. (اگر تو باغ میں داخل ہو تو پھول مت توڑنا) حروف تحضیض داخل ہونے سے بھی مشغول عنہ پر نصب لانا ضروری ہوگا، جیسے:

هَلَّا نَصَرْتَ ضَعِيْفاً نَصَرْتَه. (کیا تونے کمزور آدمی کی مدد نہیں کی)

۳-رفع و نصب دونوں جائز، جہاں مذکورہ بالا دونوں صورتیں نہ پائی جائیں وہاں رفع پڑھنا بھی جائز ہے اور نصب پڑھنا بھی، جیسے حَامِدٌ دَعَوْتُه. (میں نے حامد کو بلایا) اس صورت میں اس کو مبتدا مان لیں گے اور نصب بھی پڑھ سکتے ہیں حَامِدًا دَعَوْتُهُ اس صورت میں مشغول عنہ سے پہلے فعل محذوف مان کر نصب پڑھ لیں گے۔

تَمْرِيْنَاتٌ — مشقیں

۱-اشتغال اور اضمار علی شرط التفسیر دونوں ایک ہیں یا الگ الگ؟ (۲) اضمار علی شرط التفسیر کا قاعدہ بیان کریں (۳) مشغول عنہ پر رفع آئے گا یا نصب، یا دونوں آسکتے ہیں؟ (۴) کچھ جملے لکھے جارہے ہیں ان میں مشغول عنہ متعین کرکے بتلائیں۔

اِنِ الْعِلْمَ خَدَمْتَه نَفَعَكَ. (اگر تونے علم کی خدمت کی تو اس کا تمہیں نفع ہوگا) أَلَا ذَنْبِيْ تَغْفِرُهُ (تو میری غلطی معاف کیوں نہیں کرتا) هَلَّا الشَّرَّ تَجَنَّبْتَه. (تونے شر سے اجتناب کیوں نہیں کیا) هَلِ الْخَبَرَ عَرَفْتَهُ. (کیا تجھے خبر معلوم ہے) خَرَجْتُ فَإِذَا حَامِدٌ يَضْرِبُه خَالِد. (میں نکلا تو اچانک میں نے دیکھا کہ حامد کو خالد مار رہا ہے) اَلْاَبُ مَرَرْتُ بِه. (میں والد کے پاس سے گزرا) زَيْداً ضَرَبْتُ غُلَامَه. (میں نے زید کے غلام کو مارا)

الدَّرْسُ الْحَادِي وَالْخَمْسُوْنَ —— اکیاون واں سبق

اِسْتِعْمَالُ لَا سِيَّمَا لاسیّما کا استعمال

۱- عربی زبان میں ایک لفظ استعمال کیا جاتا ہے لَا سِيَّمَا یہ لفظ تین لفظوں سے مل کر بنا ہے، لَا، سِیَّ، مَا، اس لفظ سے استثنا بھی کیا جاتا ہے، اور اسے "بالخصوص" اور "خاص طور پر" کے معنی میں بھی استعمال کیا جاتا ہے۔

۲- لَا سِيَّمَا کی ترکیب اس طرح ہوگی، لَا لنفی الجنس، سِيَّ؛ مِثْل کے معنی میں لَا کا اسم ہونے کی وجہ سے منصوب بالفتحہ ہے، سِيَّ؛ مَا کی طرف مضاف بھی ہے، یہ مَا زائد بھی ہو سکتا ہے، اسے الَّذِیْ کے معنی میں اسم موصول بھی کہہ سکتے ہیں، اور اسے نکرۂ مبہمہ بھی مان سکتے ہیں، اس کی خبر محذوف ہے، وہ ہے مَوْجُوْدٌ، اس کو محذوف ماننا ضروری ہے۔

۳- لَا سِيَّمَا کے بعد والے لفظ کو مبتدا محذوف کی خبر مان کر مرفوع بھی لا سکتے ہیں، اور مضاف الیہ ہونے کی صورت میں مجرور بھی، یہ تینوں حالتیں نکرہ کی صورت میں ہیں، جیسے:

أُحِبُّ الْاَصْدِقَاءَ وَلَا سِيَّمَا صَدِيْقٌ عَاقِلٌ. (مبتدا محذوف هُوَ کی خبر مان کر مرفوع)

أُحِبُّ الْاَصْدِقَاءَ وَلَا سِيَّمَا صَدِيْقاً عَاقِلاً (مَا نکرہ مبہمہ کی تمیز مان کر منصوب)

أُحِبُّ الْاَصْدِقَاءَ وَلَا سِيَّمَا صَدِيْقٍ عَاقِلٍ. (سِيَّ کا مضاف الیہ مان کر

مجرور)

۴-اگر لَا سِیَّمَا کے بعد معرفہ ہو تو اسے مبتدا محذوف کی خبر ہونے کی بنا پر مرفوع لائیں گے، یا مضاف الیہ ہونے کی بنا پر مجرور، منصوب لانا درست نہ ہوگا، مرفوع اور مجرور ہونے کی حالتوں میں مَا زائدہ ہوگا، جیسے:

أُحِبُّ الْاَصْدِقَاءَ وَلَا سِيَّمَا الصَّدِيْقُ الْعَاقِلُ. (مبتدا محذوف کی خبر مان کر مرفوع)

أُحِبُّ الْاَصْدِقَاءَ وَلَا سِيَّمَا الصَّدِيْقِ الْعَاقِلِ. (مضاف الیہ مان کر مجرور)

تَمْرِيْنَاتٌ — مشقیں

۱- لَا سِیَّمَا کے معنی کیا ہیں؟ (۲) یہ لفظ کتنے کلموں سے مل کر بنا ہے؟ (۳) لَا سِیَّمَا کے بعد والا لفظ ترکیب میں کیا ہوگا؟ (۴) لَا سِیَّمَا میں مَا کیسا ہے؟ (۵) ذیل میں کچھ جملے لکھے جارہے ہیں ان کو پڑھیے اور پڑھتے ہوئے قاعدوں پر تطبیق دیجیے۔

أُحِبُّ رِجَالَ الْاَدَبِ وَلَا سِيَّمَا الشُّعَرَاءُ. (میں اہل ادب سے محبت کرتا ہوں خاص طور پر شاعروں سے) أُعْجِبْتُ بِالْجَيْشِ وَلَا سِيَّمَا قَائِدِه. (مجھے فوج پسند ہے خاص طور پر اس کا کمانڈر) سَاعِدِ النَّاسَ وَلَا سِيَّمَا الْفُقَرَاءُ. (لوگوں کی مدد کر خاص طور پر تنگ دستوں کی) أُحِبُّ تَسَلُّقَ الْجِبَالِ وَلَا سِيَّمَا الْجِبَالِ الشَّاهِقَةِ. (مجھے پہاڑوں پر چڑھنا اچھا لگتا ہے، خاص طور پر بلند پہاڑوں پر) سَيُعَاقَبُ الْمُذْنِبُوْنَ وَلَا سِيَّمَا مُذْنِبٍ لَهُ سَابِقَةٌ. (خطاکاروں کو سزا دی جائے گی خاص طور پر ایسے خطاکار کو جس کا پچھلا ریکارڈ بھی ہے) اَحْسِنْ اِلَى الْفُقَرَاءِ وَلَا سِيَّمَا فَقِيْرٍ

عَاجِزٍ. (محتاجوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو بالخصوص معذور تنگ دست کے ساتھ)
أَجَادَ الْخُطَبَاءُ وَلَا سِيَّمَا خَطِيْبٍ حَدِيْثِ السِّنِّ. (مقررین نے اچھی تقریریں کیں خاص طور پر ایک نو عمر خطیب نے)۔

الدَّرْسُ الثَّانِي وَالْخَمْسُوْنَ — باون واں سبق

اَلْاِعْرَابُ اعراب

۱- سبق (۹) میں معرب اور مبنی کے بارے میں بیان کیا گیا ہے، معرب اس لفظ کو کہتے ہیں جس کے آخر میں عامل کے بدلنے سے اعراب کی تبدیلی ہوتی ہے، یہ اعراب کیا ہے؟ اس سبق میں اسی سوال کا جواب ہو گا۔

۲- یاد رکھئے کہ اسم معرب پر اعراب کی تین صورتیں ہیں۔

(۱) کبھی اعراب حرکات کے ذریعے آتا ہے، یعنی زبر، زیر، پیش یا دو زبر، دو زیر، دو پیش وغیرہ کے ذریعے، یہ اعراب لفظی ہوتا ہے، اور اس کی تین صورتیں ہوتی ہیں۔

(۲) کبھی اعراب حروف کے ذریعے ہوتا ہے، یہ اعراب بھی لفظی کہلاتا ہے، اس کی بھی تین صورتیں ہوتی ہیں۔

(۳) اور کبھی اعراب ہوتا ہے لیکن وہ لفظوں میں نہیں ہوتا ایسے اعراب کو تقدیری کہتے ہیں، اس کی بھی تین صورتیں ہیں۔

۳- حرکت کے ذریعے اعراب کی تین صورتیں:

(۱) رفع کے لیے پیش، نصب کے لیے زبر اور جر کے لیے زیر، یہ اعراب حسب ذیل تین طرح کے لفظوں پر آتے ہیں۔

(الف) اسم مفرد منصرف صحیح پر، جیسے: اَلتِّلْمِيْذُ الْمُجْتَهِدُ. (محنتی طالب

علم) مفرد منصرف صحیح وہ لفظ ہے جو مفرد ہو، تثنیہ یا جمع نہ ہو، منصرف ہو غیر منصرف نہ ہو، اس کا ذکر آگے آئے گا، صحیح ہو، یعنی اس کے آخر میں حرف علت نہ ہو جیسے: زَيْدٌ، تِلْمِيْذٌ، مُجْتَهِدٌ وغیرہ۔

(ب) اسم مفرد منصرف جاری مجری صحیح پر، یہ وہ اسم ہے جو مفرد ہو، منصرف ہو اور اس کے آخر میں واؤ یا یاء ما قبل ساکن ہو، جیسے دَلْوٌ، ظَبْيٌ.

(ج) جمع مکسر منصرف پر جب کہ وہ مضاف نہ ہو، جیسے: رِجَالٌ.

(۲) دوسری صورت یہ ہے کہ رفع پیش سے ہو اور نصب وجر زبر سے، یہ اعراب غیر منصرف پر آتا ہے کیوں کہ غیر منصرف پر نہ تنوین آتی ہے اور نہ کسرہ آتا ہے، جیسے: جَاءَ اِبْرَاهِيْمُ، رَأَيْتُ اِبْرَاهِيْمَ، سَلَّمْتُ عَلَى اِبْرَاهِيْمَ.

(۳) تیسری صورت یہ ہے کہ رفع پیش کے ذریعے ہو اور نصب وجر زیر کے ذریعے، یہ اعراب جمع مؤنث سالم کا ہے جیسے: جَاءَتْ مُؤْمِنَاتٌ، رَأَيتُ مُؤْمِنَاتٍ، سَلَّمْتُ عَلى مُؤْمِنَاتٍ.

۴- حروف کے ذریعے اعراب کی تین صورتیں:

(الف) حروف کے ذریعے اعراب کی پہلی صورت یہ ہے کہ رفع واؤ سے ہو، نصب الف سے ہو اور جر یاء سے ہو، یہ اعراب اَبٌ، اَخٌ، حَمٌ، فَمٌ اور ذُو کا ہے، یہ اسماء خمسہ کہلاتے ہیں، مثال: هَذَا اَبُوْكَ، رَأَيْتُ اَبَاكَ، سَلَّمْتُ عَلى اَبِيْكَ. اسماء خمسہ پر ایک مستقل سبق آپ پڑھ چکے ہیں۔

(ب) حروف کے ذریعے اعراب کی دوسری صورت یہ ہے کہ رفع الف سے ہو، اور نصب اور جر یاء ماقبل مفتوح سے ہو، یعنی ایسی یاء کے ذریعے ہو جس سے پہلے والے حرف پر فتح ہو، یہ اعراب تین طرح کے اسموں کا ہے، (۱) تثنیہ کا جیسے: جَاءَ التِّلْمِيْذَانِ، رَأَيْتُ التِّلْمِيْذَيْنِ، سَلَّمْتُ عَلى التِّلْمِيذَيْنَ،(۲) مشابہ تثنیہ لفظی کا، یہ دو لفظ ہیں اثنان (مذکر کے لیے) اور اثنتان (مؤنث کے لیے) یہ بھی اسی طرح پڑھے اور لکھے جائیں گے، جیسے: جَاءَ الِاثْنَانِ، رَأَيْتُ الِاثْنَيْنِ، سَلَّمْتُ عَلَى الِاثْنَيْنِ،(۳) مشابہ تثنیہ معنوی کا، یہ بھی دو لفظ ہیں كِلَا (مذکر کے لیے) اور كِلْتَا (مؤنث کے لیے) مگر ان دونوں کا یہ اعراب اس وقت ہوگا جب یہ دونوں ضمیر کی طرف مضاف ہوں، جیسے: جَاءَ كِلَاهُمَا، رَأَيْتُ كِلَيْهِمَا، سَلَّمْتُ عَلى كِلَيْهِمَا.

(ج) حروف کے ذریعے اعراب کی تیسری صورت یہ ہے کہ رفع واؤ کے ذریعے ہو، مگر واؤ سے پہلے والے حرف پر پیش ہو، اور نصب و جر یاء کے ذریعے ہو، مگر اس سے پہلے والے حرف پر زیر ہو، یہ اعراب تین طرح کے اسموں پر آتا ہے (۱) جمع مذکر سالم جب کہ وہ مضاف نہ ہوں، جیسے: جَاءَ الْمُؤْمِنُوْنَ، رَأَيْتُ الْمُؤْمِنِيْنَ، سَلَّمْتُ عَلَى الْمؤْمِنِيْنَ.(۲) مشابہ جمع لفظی پر، یہ عِشْرُوْنَ (۱۰) سے تِسْعُوْنَ (۹۰) تک آٹھ عقود (دہائیاں) ہیں، جیسے: جَاءَ عِشْرُوْنَ، رَأَيْتُ عِشْرِيْنَ، سَلَّمْتُ عَلَى عِشْرِيْنَ. (۳) مشابہ جمع معنوی پر، یہ صرف أُوْلُو کا اعراب ہے، جو ذو کی جمع ہے اور (والے) کے معنی میں ہے، جیسے: جَاءَ أُوْلُو الْعِلْمِ، رَأَيْتُ أُوْلِي الْعِلْمِ، سَلَّمْتُ عَلَى أُوْلِي الْعِلْمِ.

۵- تقدیری اعراب کی تین صورتیں:

(الف) رفع، نصب اور جر تینوں حالتوں میں اعراب تقدیری یعنی چھپا ہوا ہوتا ہے، لفظوں میں نظر نہیں آتا، یہ دو اسموں کا ہوتا ہے، (۱) اسم مقصور کا جیسے: مُوْسٰی، عَصَا، فَتیً، مثال: جَاءَ مُوْسی، رَأَیْتُ مُوْسَی، سَلَّمْتُ عَلَی مُوْسَی. اسم مقصور ہر اس اسم کو کہتے ہیں جس کے آخر میں الف مقصورہ ہو یعنی وہ الف جو کھینچ کر نہیں پڑھا جاتا، (۲) جمع مذکر سالم کے علاوہ کسی بھی اسم پر اعراب تقدیری ہوگا اگر وہ یاء متکلم کی طرف مضاف ہو، جیسے: جَاءَ أُسْتَاذِیْ، رَأیتُ أُسْتَاذِیْ، سَلَّمتُ عَلی أُسْتَاذِي.

(ب) رفع اور جر تقدیری ہوتا ہے اور نصب لفظوں میں، یہ اعراب اسم منقوص کا ہے، اسم منقوص کہتے ہیں وہ لفظ جس کے آخر میں یاء ساکن ہو اور اس سے پہلے والے حرف پر جر ہو، جیسے: اَلْقَاضِی، اَلرَّامِی، جیسے: جَاءَ القَاضِی، رَأیتُ الْقَاضِیَ، سَلَّمْتُ عَلَی الْقَاضِي.

(ج) رفع واؤ تقدیری کے ساتھ، نصب اور جر ایسی یاء کے ساتھ جس سے پہلے حرف پر جر ہو، یہ اعراب جمع مذکر سالم کا ہے اگر وہ یاء متکلم کی طرف مضاف ہو، جیسے: جَاءَ مُسْلِمِیَّ، رَأَیْتُ مُسْلِمِیَّ، سَلَّمْتُ عَلَی مُسْلِمِیَّ، بہ ظاہر یہ تینوں ایک جیسے ہیں، سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر رفع واؤ تقدیری کے ساتھ کہاں ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ حالت رفعی میں مُسْلِمُو جمع کا واؤ یاء میں تبدیل ہو گیا ہے، اس لئے یہ اعراب تقدیری ہے، اور حالت نصبی و جری میں جمع کی یاء موجود ہے، اس لئے یہ اعراب لفظی ہے۔

تَمْرِينَاتٌ — مشقیں

(۱) اسم معرب کسے کہتے ہیں؟ (۲) اعراب کس کو کہتے ہیں؟ (۳) اعراب کی کتنی صورتیں ہیں؟ (۴) حرکات کے ذریعے اعراب کی کتنی صورتیں ہیں، نیز حرکات کے ذریعے جو اعراب آتا ہے اسے کیا کہتے ہیں، مثالیں دے کر سمجھائیں؟ (۵) کیا اعراب حروف کے ذریعے بھی آتا ہے، اگر جواب اثبات میں ہے تو یہ بھی بتلائیں کہ اعرابِ حروف کی کتنی صورتیں ہیں؟ تمام صورتوں کی مثالیں بھی ذکر کیجئے (۶) اعراب تقدیری کس کو کہتے ہیں اور اس کی کتنی صورتیں ہیں؟ تمام صورتوں کو مثالوں کے ذریعے واضح کریں۔ (۷) ذیل میں کچھ جملے لکھے جارہے ہیں، ان پر غور کیجئے اور پڑھتے ہوئے قواعد کا اجراء کیجئے۔

اِحْتَفَلَتْ هُدٰى بِمُنَاسَبَةِ تَخَرُّجِهَا مِنَ الْجَامِعَة (ھدی نے جامعہ سے اپنی فراغت کے موقع پر تقریب کا اہتمام کیا) مُوْسَى ذَهَبَ إِلَى الْـمَتْجَرِ لِيَشْتَرِيَ كُرَةً جَدِيْدَةً (موسی نئی گیند خریدنے کے لئے مارکیٹ گیا) زَارَ مُحَمَّدٌ عِيْسَى فِيْ مَرَضِهِ (محمد نے عیسی کی عیادت کی) أَنَا ذَهَبْتُ إِلَى الْـمَرْعَى (میں چراگاہ گیا) أَصْدَرَ الْقَاضِيْ حُكْمَهُ عَلَى الْـمُجْرِمِيْنَ (قاضی نے مجرموں کے خلاف اپنا حکم صادر کیا) جَاءَ نَاجٍ مِنَ الْحَرْبِ إِلَى الْقَرْيَةِ (جنگ سے بچ جانے والا گاؤں آیا) سَأَلْتَ عَنِ الْـمُحَامِيْ اَحْمَدَ (میں نے احمد سے وکیل کے متعلق معلوم کیا) سَمِعْتُ عَنْ مُعْطِي الْفُقَرَاءِ مَالًا (میں نے غریبوں کو پیسہ دینے والے کے متعلق سنا)

الدَّرْسُ الثَّالِثُ وَالْعِشْرُوْنَ — تریپنواں سبق

اَلْإِسْمُ الْـمَقْصُوْرُ وَالْإِسْمُ الْـمَنْقُوْصُ وَالْإِسْمُ الْـمَمْدُوْدُ

اسم مقصور، اسم منقوص اور اسم ممدود

۱- عربی زبان میں اسم منقوص اس اسم کو کہا جاتا ہے جس کے آخر میں یاءِ ساکن ہو اور اس سے پہلے والے حرف پر کسرہ ہو، جیسے: اَلْقَاضِي، اَلرَّامِي، اَلْجَانِي، اَلْـمُحَامِي، اَلْـمُنَادِي.

اس اسم کو منقوص اس لئے کہتے ہیں کہ نکرہ لانے کی صورت میں اس کی یاء کم کردی جاتی ہے اور اس سے پہلے والے حرف کو کسرہ منوّن کردیا جاتا ہے، چناں چہ اَلْقَاضِي قاضٍ، اَلْجَانِي جانٍ، الْـمُحامِي مُحَامٍ، المنادي مُنَادٍ اور الرَّامِي رَامٍ ہوجاتا ہے۔

اسم منقوص کا اعراب کبھی ظاہری اور کبھی تقدیری ہوتا ہے، چناں چہ مرفوع ہونے کی حالت میں اس پر ضمہ تقدیری آتا ہے، منصوب ہونے کی حالت میں فتحہ ظاہری اور مجرور ہونے کی حالت میں کسرہ تقدیری آتا ہے، مثالیں دیکھئے:

حَکَمَ الْقَاضِي بِالْعَدْلِ. (قاضی نے انصاف کے ساتھ فیصلہ کیا) اس جملے میں اَلْقَاضِي فاعل ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے اور اس پر ضمہ تقدیری ہے۔

سَمِعْتُ الْـمُنَادِيَ إِلَى الصَّلَاةِ. (میں نے نماز کا اعلان کرنے والے کو سنا) اس جملے میں اَلْـمُنَادِيَ مفعول بہ منصوب ہے، اس پر فتحہ ظاہری ہے۔

ذَهَبْتُ إِلَى النَّادِيْ أَمْسِ. (میں کل کلب گیا) اس جملے میں النَّادِي مجرور ہے

اس پر کسرۂ تقدیری ہے۔

اسم منقوص کے یہ تینوں اعراب اس وقت ہیں جب اس کو مفرد استعمال کیا جائے۔

۲- اسم منقوص کو اگر تثنیہ لایا جائے تو صرف اتنا کرنا ہے کہ اس کے آخر میں الف ن زیادہ کردیں اگر اس کو مرفوع لانا ہو، اور ی ن بڑھا دیں اگر اس کو منصوب یا مجرور لانا ہو، یاد رہے ی پر فتحہ ہوگا، مثالیں دیکھئے۔

جَاءَ الدَّاعِيَانِ إِلَى الْخَيْرِ. (خیر کی طرف دونوں دعوت دینے والے آئے)

اس جملے میں الدَّاعِيَانِ فاعل ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے۔

رَأَيْتُ الساعِيَيْنِ إِلَى الْخَيْرِ. (میں نے خیر کے لئے دونوں جدو جہد کرنے والوں کو دیکھا) اس میں السَّاعَيَيْنِ مفعول بہ منصوب ہے، حالت جری میں بھی یہ السَّاعِيَيْنِ ہی استعمال ہوگا۔

۳- اسم منقوص کو جمع لانے کی صورت یہ ہوگی کہ اس کے آخر سے ی حذف دی جائے گی اور مرفوع لانے کی صورت میں و ن اور منصوب و مجرور لانے کی صورت میں ی ن کا اضافہ کر دیا جائے گا۔

حَكَمَ الْقَاضُوْنَ بِالعَدلِ. (قاضیوں نے انصاف کے ساتھ فیصلہ کیا) اس جملے میں القاضون فاعل ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے۔

رَأَيْتُ السَّاعِيْنَ إِلَى الْخَيْرِ. (میں نے خیر کے لیے کوشش کرنے والوں کو دیکھا) اس میں السَّاعِين مفعول بہ ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

سَلَّمْتُ عَلَى الْمحامِينَ. (میں نے وکیلوں کو سلام کیا) اس میں

اَلْـمحامِینَ حرف جر کے بعد آنے کی وجہ سے مجرور ہے۔

۴- عربی زبان میں اسم مقصور اس اسم کو کہتے ہیں جس کے آخر میں الف ہو اور اس سے پہلے والا حرف مفتوح ہو، اس کو مقصور اس لئے کہتے ہیں کہ اس کا الف کھینچ کر نہیں پڑھا جاتا، جیسے: فَتَی، مُسْتَشْفَی، علًا، عَصًا، نَدًی، مُصْطَفَی بعض الفاظ میں ی کو الف کے قائم مقام کر دیا جاتا ہے۔

۵- اسم مقصور اگر جملے میں مفرد لایا جائے تو اس کا رفع ضمہ تقدیری، نصب فتحہ تقدیری اور جر کسرۂ تقدیری کی صورت میں ہوتا ہے، مثالیں دیکھئے:

شَاهَدْتُ عُلًا بِالْأَمْسِ. (میں نے کل عُلا کو دیکھا) اس جملے میں عُلًا مفعول بہ ہونے کی وجہ سے منصوب ہے، اور اس کا نصب فتحۂ تقدیری ہے۔

مُصْطَفَی طَالِبٌ مُتَفَوِّقٌ. (مصطفی ایک ممتاز طالب علم ہے) اس جملے میں مُصْطَفَی مبتدا ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے، اور اس کا اعراب ضمہ تقدیری کی صورت میں ہے۔

رَأَيْتُ صَدِيْقِيْ فِي الْـمَقْهَى. (میں نے اپنے دوست کو قہوہ خانے میں دیکھا) اس جملے میں الْـمَقْهَى حرف جر کے بعد آنے کی وجہ سے مجرور ہے اور اس کا جر کسرۂ تقدیری کی صورت میں ہے۔

۶- اسم مقصور کو تثنیہ بنانا تھوڑا مشکل ہے، کسی اسم مقصور کو تثنیہ بنانے سے پہلے یہ دیکھا جائے گا کہ اس لفظ کے آخر میں جو الف ہے اس کی نوعیت کیا ہے، اگر وہ تیسرا حرف ہے تو اس کو اس کی اصل کی طرف لوٹا دیا جائے گا اور اس صورت میں جو لفظ بنے گا اس کے آخر میں الف نون یا ی ن بڑھا دیا جائے گا، لفظ کو اصل کی طرف لوٹانے کا مطلب یہ ہے کہ اگر اس لفظ کا الف واؤ سے بدل کر آیا تھا تو تثنیہ میں واؤ واپس آئے گا

اور اگر یاء سے بدل کر الف آیا تھا تو تثنیہ میں ی واپس آجائے گی، جیسے: عَصَا، عَصَوَانِ حالت رفعی میں، عَصَوَیْنِ حالت نصبی وجری میں، فَتَی (فتیَانِ، فَتَیَیْنِ)

لفظ کو اصل کی طرف لوٹانے کے لیے اس کا فعل مضارع دیکھا جائے گا، جیسے: عَصَا جس فعل سے بنا ہے اس کا مضارع یَعْصُو ہے، اس کا مطلب یہ ہوا کہ عَصَا کا الف واؤ سے بدل کر آیا ہے، چناں چہ الف کو حذف کر کے واؤ لایا جائے گا، اور اس کے بعد تثنیہ میں ا ن بڑھا دیا جائے گا، حالت رفعی میں اور ی ن بڑھایا جائے گا، حالت جری میں۔

۷- اگر کسی اسم مقصور کا الف چوتھا حرف ہے، یا پانچواں چھٹا حرف ہے تو الف یاء سے تبدیل ہو جائے گا جیسے: مُسْتَشْفَی، مُسْتَشْفَیَانِ (حالت رفعی میں) مُسْتَشْفَیَیْنِ (حالت نصبی وجری میں) مُصْطَفَی، مُصْطَفَیَانِ (حالت رفعی میں) مُصْطَفَیَیْنِ (حالت نصبی وجری میں)

۸- اسم مقصور کو جمع مذکر سالم یا جمع مؤنث سالم بنایا جاتا ہے، جمع مذکر سالم بنانے ں صورت یہ ہے کہ اسم مقصور کا الف حذف کر دیا جائے اور اس کے آخر و ن بڑھادیا جائے حالت رفعی کی صورت میں، اور ی ن بڑھا دیا جائے حالت نصبی اور جری کی صورت میں، جیسے: اعلی (اَعْلَوْنَ، اَعْلَیْنَ) قَاضِي (قَاضُوْنَ، قَاضِیْنَ)

۹- جمع مؤنث سالم بنانا ہو تو اسم مقصور کو اصل کی طرف لوٹا کر دیکھا جائے گا، مضارع میں جو آخری حرف ہو وہ لایا جائے گا اور اس کے بعد ات بڑھا دی جائے گی، یہ اس وقت ہو گا جب اسم مقصور سہ حرفی ہو گا اور تیسرا حرف الف ہو گا، جیسے:

رَنَا کی جمع مؤنث سالم رَنَوَاتٌ، فَتَی کی جمع مؤنث فَتَیَاتٌ

اور اگر اسم مقصور سہ حرفی سے زیادہ کا ہو تو اس کے الف کو یاء سے بدل کر الف تاء بڑھا دیا جائے گا، جیسے: دُنْيَا سے دُنْيَيَاتٌ، مُسْتَشْفَى سے مُسْتَشْفَيَاتٌ

جمع مؤنث سالم کا جو اعراب رفع، نصب اور جر ہونے کی حالت میں آپ پڑھ چکے ہیں اسم مقصور کی جمع مؤنث سالم کا بھی وہی اعراب ہو گا۔

۱۰- عربی زبان میں اسم ممدود اس لفظ کو کہا جاتا ہے جس کے آخر میں ھمزہ ہو، اور اس سے پہلے الف ممدودہ ہو، جیسے: اَلسَّمَاءُ، اَلْوَفَاءُ، اَلصَّحْرَاءُ.

اسم ممدود مفرد کا اعراب جملے میں واقع ہونے کے اعتبار سے ہو گا، چناں چہ اگر وہ جملے میں مرفوع ہے تو اس پر رفع ضمہ ظاہری کی صورت میں آئے گا، منصوب ہو گا تو اس پر فتحہ ظاہری ہو گا، مجرور ہو گا تو اس پر کسرہ ظاہری ہو گا، جیسے: ظَهَرَ الْبِنَاءُ عَالِياً فِي السَّمَآءِ. (تعمیر آسمان میں بلند ہو گئی) اس میں اَلْبِنَاءُ فاعل ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے، اس پر ضمہ ظاہری ہے، السَّمَاءِ حرف جار کے بعد آنے کی وجہ سے مجرور ہے، اس پر کسرہ ظاہری ہے۔

اِحْذَرْ دُعَاءَ الْـمَظْلُوْمِ. (مظلوم کی دُعا سے ڈرو) اس میں دُعَاءَ مفعول بہ ہونے کی وجہ سے منصوب ہے، اس پر فتحہ ظاہری ہے۔

ہاں اگر اسم ممدود غیر منصرف ہے تو مجرور ہونے کی حالت میں اس پر فتحہ آئے گا، جیسے: سِرْتُ فِي صَحْرَاءَ. (میں ریگستان میں پھرا)

۱۱- اسم ممدود کو تثنیہ بنانے کے لیے اس کے ھمزہ کو دیکھنا ہو گا، اگر کسی لفظ میں ھمزۂ تانیث ہے تو وہ واؤ سے بدل جائے گا۔ جیسے: خَضْرَاءُ (خَضْرَاوَانِ) (حالت رفعی میں) خَضْرَاوَيْنِ (حالت نصبی اور جری میں) اور اگر ھمزہ اصلی ہے تو وہ اپنی

حالت پر رہے گا صرف الف نون یا ی ن بڑھایا جائے گا جیسے: فِضَاءٌ سے فِضَاءَانِ (حالت رفعی میں) فِضَاءَيْنِ (حالت نصبی وجری میں)

ھمزۂ اصلیہ کی پہچان یہ ہے کہ اصل فعل مہموز ہو، جیسے: قَرَأَ، أَنْشَأَ

اور اگر اسم ممدود کا ھمزہ واؤ یا ی سے بدل کر آیا ہے تو تثنیہ بنانے کی صورت میں اختیار ہے کہ ھمزہ اپنی جگہ باقی رکھا جائے یا ھمزہ کو واؤ سے تبدیل کر دیا جائے، جیسے:
بِنَاءٌ (بِنَاءَانِ، بِنَاوَانِ) (حالت رفعی میں) بِنَاءَيْنِ بِنَاوَيْنِ (حالت نصبی وجری میں)

کسی بھی اسم کی اصل کو دیکھنا ہو تو یہ دیکھنا ہوگا کہ وہ کس فعل سے بنا ہے اور اس کا مضارع کیا ہے، مضارع کے آخر میں جو حرف ہوگا ھمزہ اسی کی جگہ آیا ہوگا، جیسے:

رَجَاءٌ اصل فعل رَجَا يَرْجُوْ اس میں ھمزہ واؤ سے بدل کر آیا ہے

بُكَاءٌ اصل فعل بَكَى يَبْكِي اس میں ھمزہ ی سے بدل کر آیا ہے

١٢- اسم ممدود کو جمع بنانا ہو تو اس کے آخر میں جمع مذکر سالم یا جمع مؤنث سالم کی علامت کا اضافہ کرنا ہوگا مگر اس سے پہلے ھمزہ دیکھنا ہوگا کہ وہ کیسا ہے، اگر اسم ممدود کا ھمزہ اصلی ہے تو اس کے آخر میں ون بڑھا کر جمع مذکر سالم اور الف تا بڑھا کر جمع مؤنث سالم بنایا جائے گا، جمع مذکر سالم کی مثال جیسے: قُرَّاءٌ سے قُرَّاؤُوْنَ (حالت رفعی میں) قُرَّاءِيْنَ (حالت نصبی وجری میں)

اور جمع مؤنث سالم کی مثال جیسے: قُرَّاءٌ سے قُرَّاءَاتٌ (حالت رفعی میں) قُرَّاءَاتٍ (حالت نصبی وجری میں) اور اگر آخر میں ھمزۂ تانیث ہو اس کو واؤ سے بدل کر جمع مؤنث سالم کی علامت ات بڑھا دیں گے، جیسے: صَحَرَاءُ سے صَحْرَوَاتٌ

(حالت رفعی میں) صَحْراواتٍ (حالت نصبی و جری میں)

اور اگر ھمزہ کسی دوسرے حرف سے بدل کر آیا ہو تو اس میں اختیار ہے چاہے ھمزہ کے بعد ون بڑھا کر جمع مذکر سالم بنالیا جائے اور چاہے جس حرف سے بدل کر آیا ہے اس کے بعد ون کا اضافہ کر دیا جائے، جیسے: اَلْبَاغِيِ سے اَلْبَاغِيُوْنَ. (حالت رفعی میں) اَلْبَاغِيِيْنِ (حالت نصبی اور جری میں) رَضَا سے رَضَاءُوْنَ رَضَاوُوْنَ (حالت رفعی میں) رَضَاءِيْنَ رَضَايِيْنَ (حالت نصبی و جری میں) جمع مؤنث سالم میں جیسے: سَمَاءٌ سے سَمَاءَاتٌ یا سَمَاوَاتٌ. (تینوں حالتوں میں)۔

تَمْرِيْنَاتٌ ـــ مشقیں

(۱) اسم منقوص کسے کہتے ہیں، اور کیوں کہتے ہیں؟ جواب میں اسم منقوص مفرد کی مثال دیجئے۔ (۲) اسم منقوص مفرد جملے میں لا کر بتلائیں۔ (۳) اسم منقوص کو تثنیہ کس طرح بنایا جائے گا، اسی طرح یہ بتلائیں کہ اس کی جمع کیسے لائی جائے گی؟ مثال دینا نہ بھولئے۔ (۴) اسم مقصور کی کیا تعریف ہے، اسم مقصور کو اسم مقصور کیوں کہا جاتا ہے؟ مثال میں ایک اسم مقصور مفرد لکھئے۔ (۵) اسم مقصور کا تثنیہ کس طرح بنایا جاتا ہے؟ مثالیں دے کر سمجھایئے۔ (٦) اسم مقصور کی جمع بنانے کا کیا قاعدہ ہے؟ اس کی بھی مثال دیجئے۔ (۷) اسم ممدود کا تثنیہ کس طرح بنتا ہے؟ اسی طرح یہ بھی بتلائیں کہ اس کی جمع کیسے بنتی ہے، مثالیں دے کر سمجھائیں، (۸) ذیل میں کچھ جملے لکھے جا رہے ہیں ان میں اسم منقوص، اسم مقصور اور اسم ممدود مفرد، مثنی اور جمع کی شناخت کیجئے۔

اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِياً يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ. (ہم نے ایک پکارنے والے کو سنا جو

ایمان لانے کو پکارتا تھا) فَاقْضِ مَا اَنْتَ قَاضٍ. (سو تو کر گزر جو تجھے کرنا ہے) عَلٰی شَفَا جُرُفٍ هَارٍ. (ایک گھاٹی کے کنارے پر) قُلْ إِنَّ الْهُدَى هُدَى اللهِ. (آپ کہہ دیجئے کہ اللہ کی ہدایت ہی ہدایت ہے) فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوَى. (سو آپ لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کریں اور خواہش نفس کی پیروی نہ کریں) فَاَلْقٰى مُوْسٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِيْنٌ. (حضرت موسیٰ نے اپنی لاٹھی ڈالی تو وہ اچانک ایک جیتا جاگتا ازدہا تھا) اَلَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشاً وَّالسَّمَآءَ بِنَاءً. (وہ اللہ جس نے تمہارے لیے زمین کو بچھونا اور آسمان کو چھت بنایا) كَمَثَلِ الَّذِيْنَ يَنْعِقُ بِمَا لَا يَسْمَعُ إِلَّا دُعَاءً وَّنِدَاءً. (اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جو کسی ایسے کو پکارے جو خالی چیخ وپکار کے سوا کچھ نہیں سنتا) قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ. (بغض تو ان کے منہ سے ظاہر ہو چکا ہے)

اَلدَّرْسُ الرَّابِعُ وَالْخَمْسُوْنَ — چونواں سبق

اَلْاِغْرَاءُ وَالتَّحْذِيْرُ اغراء اور تحذیر

۱- اغراء کے لغوی معنی ہیں، اُبھارنا، اکسانا، آمادہ کرنا، نحو کی اصطلاح میں اغراء کہتے ہیں، مخاطب کو کسی اچھے کام پر اکسانا اور پسندیدہ کام کے لیے آمادہ کرنا۔ جس کام کے لیے اکسایا جاتا ہے اس کو منصوب ذکر کیا جاتا ہے، جیسے: اَلْاِسْتِقَامَةَ (حق پر قائم رہو) اَلصِّدْقَ (سچ کو لازم پکڑو) اَلْاَمَانَةَ (ایمان داری اختیار کرو) وغیرہ، یہ اصل میں اِلْزَمِ الْاِسْتِقَامَةَ، اِلْزَمِ الصِّدْقَ اوراِلْزَمِ الْاَمَانَةَ ہے۔

۲- تحذیر کے لغوی معنی ہیں، ڈرانا، متنبہ کرنا، نحو کی اصطلاح میں اس سے مراد ہے مخاطب کو کسی غلط کام سے روکنا، ناپسندیدہ عمل سے ڈرانا، اور کسی خطرے سے آگاہ کرنا، جیسے: إِيَّاكَ وَالْأَسَدَ (شیر سے بچو) یا اَلْاَسَدَ اَلْاَسَدَ (شیر، شیر) یہ اصل میں اِتَّقِ الْاَسَدَ یا اِحْذَرِ الْاَسَدَ ہے، اِحْذَرْ فعل کو حذف کر دیا گیا۔

۳- تحذیر کے مفعول کو مُحَذَّرْ مِنْه اور اِغْرَاء کے مفعول کو مُغْرَى به کہتے ہیں، اوپر جو مثالیں دی گئی ہیں ان میں الاستقامةَ، الصِّدقَ اور الامانةَ مُغْرَى به ہیں، اور اَلْاَسَدَ مُحَذَّرْ مِنْه ہے۔

۴- اغراء اور تحذیر کی تین صورتیں ہیں۔

(۱) ایک ہی اسم کو دوبار لانا، جیسے: اَلْـمُدَاوَمَةَ عَلَى الدُّرُوْسِ اَلْـمُدَاومَةَ عَلَى الدُّرُوْسِ (اسباق کی پابندی کرو) یہ اغراء کی مثال ہے، اَلْحَيَّةَ اَلْحَيَّةَ (سانپ سے بچو) تحذیر کی مثال۔

(۲) اغراء اور تحذیر کے لئے لائے جانے والے اسموں کو حرف عطف: واوٗ کے ذریعے بھی لایا جاسکتا ہے جیسے: اَلْكَرَمَ وَالْإِحْسَانَ (مہربانی اور حسن سلوک اختیار کرو) یہ اغراء کی مثال ہے، اَلنِّفَاقَ وَالْكِذْبَ (منافقت اور جھوٹ سے احتراز کرو) یہ تحذیر کی مثال ہے۔

(۳) تیسری صورت یہ ہے کہ مُغْرَى به یا مُحَذَّر منه کو اکیلے ہی ذکر کیا جائے جیسے: الِاسْتِقَامَةَ، الِاحْسَانَ، اَلْكَرَمَ وغیرہ اغراء میں اور الأَسَدَ، الظُّلْمَ، وغیرہ تحذیر میں۔

۵- تحذیر کے استعمال کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ مُحَذَّر منه سے پہلے ضمیر

منصوب منفصل ذکر کردی جائے جیسے: اِیَّاكَ وَالنَّمِیْمَةَ. (چغل خوری سے بچو) یہ اصل میں اِیَّاكَ اِتَّقِ وَاِحْذَرِ النَّمِیْمَةَ. تھا، ضمیر منصوب منفصل لانے کی صورت میں آپ مُحَذَّر منه کو مذکورہ بالا طریقے کے علاوہ دو اور طریقوں سے بھی لا سکتے ہیں، ایک طریقہ تو بیان ہو چکا کہ اِیَّاكَ کے بعد واؤ لایا جائے پھر مُحَذَّر منه کا ذکر ہو جیسے: اِیَّاكَ وَالظُّلْمَ (ظلم سے بچو) دوسری صورت یہ ہے کہ مُحَذَّر منه بہ طور مصدر مؤول ذکر کیا جائے، جیسے: اِیَّاكَ اَنْ تَكْسَلَ. (سستی سے بچو) یہ جملہ اصل میں اِیَّاكَ بَاعِدْ مِنْ أَنْ تَكْسلَ تھا، تیسری صورت یہ ہے کہ مُحَذَّر منه سے پہلے حرف جر لایا جائے، جیسے: اِیَّاكَ مِنَ الْعُجْلَةِ. (جلد بازی سے بچو) یہ اصل میں اِیَّاكَ اِتَّقِ مِنَ الْعُجْلَةِ تھا۔

(٦) تحذیر کی تمام صورتوں میں فعل کا حذف کرنا واجب ہے، اغراء کی پہلی دو صورتوں میں فعل کو حذف کرنا واجب ہے اور آخری صورت میں یا مُغْرَی به کو تنہا نے کی صورت میں فعل کو حذف کرنا جائز ہے یعنی آپ لا بھی سکتے ہیں اور چھوڑ بھی سکتے ہیں۔

تَمْرِیْنَاتٌ — مشقیں

(۱) اغراء کسے کہتے ہیں اور تحذیر کا کیا مطلب ہے؟ (۲) مُغْرٰی به اور مُحَذَّر مِنْهُ کی تعریف کیجئے (۳) اِغْرَاء کی کتنی صورتیں ہیں؟ مثالیں بھی دیجئے۔ (۴) اغراء کی کتنی صورتوں میں فعل کا حذف کرنا واجب ہے اور کتنی صورتوں میں جائز ہے؟ (۵) تحذیر کی کل کتنی صورتیں ہیں، ان تمام صورتوں میں فعل کا حذف کرنا واجب ہے یا جائز

ہے؟ مثالیں ضرور دیجئے (٦) ذیل میں کچھ جملے لکھے جارہے ہیں ان میں اغراء اور تحذیر کی صورتیں متعین کرکے بتلائیے:

اَلصِّدْقَ (سچائی اختیار کرو) اَلْجِدَّ وَالْعَزْمَ (محنت اور عزم لازم پکڑو) اَلْكَسْلَ اَلْكَسْلَ (سستی سے بچو) اِيَّاكُمْ وَالرِّيَاءَ (ریاکاری سے دور رہو) اِيَّاكَ اَنْ تُسْرِفَ (فضول خرچی سے اجتناب کرو) اَلنَّارَ النَّارَ (آگ سے دور رہو) اِيَّاكُمْ وَالْاَشْرَارَ (برے لوگوں سے دوری اختیار کرو) اِيَّاكَ مِنَ الْكِبْرِ (تکبر سے بچو) اَلثَّبَاتَ وَالْجَلَدَ (ثبات قدمی اور استقامت اختیار کرو) اَلْكِذْبَ وَالْخِدَاعَ (جھوٹ اور فریب سے بچو) اِيَّاكُنَّ مِنَ التَّبَرُّجِ (تم سب عورتیں اپنی زیب وزینت کی نمائش سے بچو) اَلْاَدَبَ اَلْاَدَبَ (ادب اختیار کرو)

اَلدَّرْسُ الْخَامِسُ وَالْخَمْسُوْنَ — پچپنواں سبق

اَلْاِسْمُ الْمَنْسُوْبُ — اسم منسوب

١- اسم منسوب وہ اسم ہے جس کے ذریعے کسی چیز سے تعلق ظاہر ہو یا جس کے ذریعے کسی چیز کی طرف نسبت سمجھ میں آئے، جیسے: مَكِّيٌّ مکے کا رہنے والا۔

٢- اسم منسوب بنانے کا قاعدہ یہ ہے کہ کسی اسم کے آخر میں یاءِ مشدّدہ لگادی جائے، یعنی ایسی یاء جس پر تشدید لگی ہوئی ہو۔

٣- اسم منسوب کے ذریعے متعدد امور پر دلالت ہوتی ہے۔

(١) جنسیت پر؛ یعنی اس کا تعلق کس ملک یا کس نسل سے ہے، جیسے: عَرَبِيٌّ (عرب کا) صِيْنِيٌّ (چین کا) هِنْدِيٌّ (ہندوستان کا) فَرَنْسِيٌّ (فرانس کا)

(۲) دین ومذہب پر؛ جیسے: اِسْلَامِیٌّ (مسلمان) مَسِیْحِیٌّ (عیسائی) یَهُوْدِيٌّ (یہودی)

(۳) وطنیت پر؛ جیسے: مَکِّیٌّ (مکے کا رہنے والا) دِمِشْقِيٌّ (دمشق کا رہنے والا) قُدْسِیٌّ (بیت المقدس کا رہنے والا) دِیْوَبَنْدِیٌّ (دیوبند کا رہنے والا)

(۴) کسی خاص وصف پر؛ جیسے: فِضِّیٌّ (چاندی کا) ذَهَبِيٌّ (سونے کا) نُحَاسِیٌّ (تانبے کا) اَرْضِیٌّ (زمینی) بَحْرِیٌّ (سمندری) جَوِّیٌّ (فضائی) رَمْلِيٌّ (ریتیلا)

۴- جیسا کہ قاعدہ ۲ میں بتلایا گیا ہے کہ اسم منسوب بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ اسم کے آخر میں یاء مشدّدہ بڑھادی جائے، اس کے ساتھ ہی ایک شرط یہ بھی ہے کہ ی سے پہلے والا حرف مکسور ہو، لیکن یاء بڑھانے کے بھی کچھ اصول ہیں، مثلاً:

(۱) اگر کوئی ایسا اسم ہے جس کے آخر میں تاء تانیث ہے تو اس کے آخر میں یاء مشددہ بڑھانے سے پہلے اس کی تاء کو حذف کر دیا جائے گا، جیسے: مَکَّةٌ سے مَکِّیٌّ، مَدِیْنَةٌ سے مَدَنِیٌّ، سُوْرِیَةٌ سے سُوْرِیٌّ.

(۲) اگر کسی اسم مقصور کے آخر میں نسبت کی یاء بڑھانی ہو تو یہ دیکھا جائے گا کہ وہ اسم کتنے حروف پر مشتمل ہے، اگر اس کا تیسرا حرف الف ہے تو اس کو واو سے بدل کر پھر یاء لگائیں گے، جیسے: قَنَا سے قَنَوِیٌّ، رِبَا سے رِبَوِیٌّ، عَصَا سے عَصَوِیٌّ.

(۳) اسی طرح اگر کسی اسم کے آخر میں تاء تانیث ہو اور اس کو حذف کرنے کے بعد آخری حرف الف ہو تو اس کو بھی واو سے بدل دیں گے، اس کے بعد یاء کا اضافہ کردیں گے، جیسے: حَیَاةٌ سے حَیَوِیٌّ، نَوَاةٌ سے نَوَوِیٌّ.

(۴) اگر اسم منقوص کے بعد نسبت کی یاء لگانی ہو تو یہ دیکھا جائے گا کہ وہ سہ حرفی ہے، یا چار حرفی یا پانچ حرفی، اگر سہ حرفی ہے تو اس کی یاء کو واو سے بدل کر پھر یاء نسبت لگائی جائے گی اور اس واو پر فتحہ دیا جائے گا، جیسے شَجِی سے شَجَوِیٌّ۔

(۵) اور اگر اسم منقوص میں چوتھا حرف یاء ہے تو اسے واوَ یا یاء سے بدلیں گے۔ جیسے مَالِیْ سے مَالِيٌّ اَوْ مَالَوِيٌّ.

(٦) اور اگر پانچواں حرف یاء ہے تو اسے حذف کر دیا جائے گا، جیسے:
مُرْتَضِی، مُرْتَضِيٌّ، مُسْتَعْلَی، مُسْتَعْلِيٌّ، مُرْتَجِی، مُرْتَجِيٌّ.

(۷) اگر کسی اسم ممدود میں همزہ اصلی ہے تو نسبت کے وقت وہ همزہ باقی رہے گا، جیسے: اِنْشَاءٌ سے اِنْشَائِيٌّ.

(۸) لیکن اگر کسی اسم ممدود کا همزہ اصلی نہیں ہے بلکہ وہ واوَ سے یا یاء سے بدل کر آیا ہے تو نسبت کے وقت آپ اس کو بر قرار بھی رکھ سکتے ہیں، اور اس کی اصل کی طرف بھی لوٹا سکتے ہیں، یعنی همزہ کی جگہ واوَ یا یاء بھی لا سکتے ہیں، جیسے: سَمَاءٌ سے سَمَائِيٌّ أو سَمَاوِيٌّ، دُعَاءٌ سے دُعَائِيٌّ أو دُعَاوِيٌّ، بِنَاءٌ سے بِنَائِيٌّ أو بِنَاوِيٌّ، فِدَاءٌ سے فِدَائِيٌّ أو فِدَاوِيٌّ.

(۹) اگر کوئی لفظ یاء مشددہ پر ختم ہو رہا ہو تو پہلی یاء کو بر قرار رکھتے ہوئے دوسری یاء کو واوَ سے بدل دیں گے، جیسے: حَيٌّ سے حَيَوِيٌّ، نَبِيٌّ سے نَبَوِيٌّ.

(۱۰) اگر کوئی لفظ دو حرفی ہے تو اس کے آخر میں یاء لگانے سے پہلے واوَ کا اضافہ کر دیا جائے گا، جیسے: اَبٌ سے اَبَوِيٌّ، اَخٌ سے اَخَوِيٌّ، كُرَةٌ سے كُرَوِيٌّ. سہ حرفی لفظ کے ساتھ بھی یہی عمل کیا جائے گا، مگر پہلے اس کا تیسرا حرف

حذف کر دیا جائے گا، جیسے: سَنَةٌ سے سَنَوِيٌّ.

(۱۱) عربی میں بعض اسماء کی نسبت قاعدے کے خلاف بھی آتی ہے، جیسے: رَبٌّ سے رَبَّانِيٌّ، حَقٌّ سے حَقَّانِيٌّ، رُوْحٌ سے رُوْحَانِيٌّ، تَحْتٌ سے تَحْتَانِيٌّ.

تَمْرِيْنَاتٌ — مشقیں

(۱) اسم نسبت یا اسم منسوب کسے کہتے ہیں؟ (۲) اسم منسوب سے کن چیزوں پر دلالت ہوتی ہے؟ مثالوں کے ساتھ جواب دیجئے، (۳) اسم منسوب بنانے کا قاعدہ کیا ہے؟ (۴) اگر کسی لفظ کے آخر میں تاء تانیث ہو اس کو اسم منسوب کس طرح بنایا جائے گا؟ (۵) اسم منقوص، اسم مقصور اور اسم ممدود کے آخر میں نسبت کی یاء لگانے کے کیا قاعدے ہیں؟ مثالوں کے ساتھ بتلائیں۔ (٦) ذیل میں کچھ مثالیں لکھی جا رہی ہیں، ان میں اسم منسوب متعین کریں۔

أَوْ كَظُلُمَاتٍ فِي بَحْرٍ لُجِّيٍّ. (جیسے گہرے سمندر میں اندھیرے ہوں) وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ. ((اللہ) کی کرسی نے آسمانوں اور زمین کو گھیرا ہوا ہے) لَا يَنْقَطِعُ التَّيَّارُ الْكَهْرَبَائِيُّ كَثِيْراً. (بجلی زیادہ غائب نہیں ہوتی) بِالْقِرَأَةِ تَزْدَادُ ثَرْوَتُكَ اللُّغَوِيَّةُ. (پڑھنے سے تمہاری زبان کا سرمایہ بڑھتا ہے) يَنْتَسِبُ عَمرو بنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ إِلَى الدَّوْلَةِ الْأُمَوِيَّةِ. (حضرت عمرو بن عبد العزیز اموی سلطنت سے تعلق رکھتے ہیں) اَلْعَمَلُ التَّعَاوُنِيُّ اَسَاسُ النَّجَاحِ. (باہمی تعاون کے کام کامیابی کی بنیاد ہیں) هَلْ حَفِظْتَ الْحَدِيْثَ النَّبَوِيَّ الشَّرِيْفَ. (کیا تم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث شریف حفظ کی ہے)

الدَّرْسُ السَّادِسُ وَالْخَمْسُوْنَ — چھپنواں سبق

اَلْإِسْمُ الْمُصَغَّرُ — اسم تصغیر

۱- اسم تصغیر وہ اسم ہے جس میں چھوٹا ہونے کے معنی پائے جائیں، بعض اوقات کسی لفظ میں کچھ تبدیلی کرکے یہ معنی پیدا کئے جاتے ہیں، جیسے: كِتَابٌ سے كُتَيِّبٌ (چھوٹی سی کتاب)

۲- عربی زبان میں اسم تصغیر متعدد مقاصد کے لیے آتا ہے۔

(الف) کسی چیز کے سائز کو بتلانے کے لیے جیسے: كُلَيْبٌ (چھوٹا سا کتا) لُقَيْمَةٌ (چھوٹا نوالہ)

(ب) کسی چیز کی تعداد کو کم بتلانے کے لیے جیسے: وُرَيْقَاتٌ (کچھ ورق) لُقَيْمَاتٌ (چند نوالے)

(ج) کسی کام میں زمانے کے قرب کو بتلانے کے لیے جیسے: سَافَرَ قُبَيْلَ الْعِشَاءِ (اس نے عشاء سے تھوڑی دیر پہلے سفر کیا)

(د) کسی چیز کی جگہ کو قریب تر ظاہر کرنے کے لیے جیسے: اَلْحَقِيبَةُ دُوَيْنَ الرَّفِّ (بیگ الماری کے بہت قریب ہے)

(ہ) کسی کی تحقیر کرنے کے لیے، جیسے: رَجُلٌ سے رُجَيْلٌ (معمولی آدمی)

(و) کسی کی تعظیم کے لیے، جیسے: اَصْحَابٌ سے اُصَيْحَابٌ (ساتھ رہنے والے)

(ز) محبت اور شفقت کے اظہار کے لیے، جیسے حَمْرَاءُ سے حُمَيْرَاءُ (رسول اکرم

صلی اللہ علیہ وسلم پیار سے ام المؤمنین حضرت عائشہؓ کو حُمَیْرا کہا کرتے تھے)۔

۳-یاد رکھنا چاہئے کہ ہر قسم کے اسماء کی تصغیر نہیں ہوتی، بلکہ اس کی کچھ شرائط ہیں (۱) پہلی شرط یہ ہے کہ وہ اسم مُعْرَب ہو، اس کا مطلب یہ ہے کہ اسماء مبنیہ کی تصغیر نہیں ہو سکتی، (۲) دوسری شرط یہ ہے کہ وہ صیغہ اسم مصغر کے صیغوں کے وزن پر نہ ہو، (۳) تیسری شرط یہ ہے کہ وہ اسم مصغر بنایا جاسکتا ہو، چناں چہ ان اسموں کی تصغیر نہیں ہو سکتی جو ہمارے لیے مقدس اور قابل احترام ہیں جیسے، اللہ، انبیاء کرام اور ملائکہ کے ناموں کی تصغیر نہیں ہو سکتی، (۴) کُلٌّ، بَعْضٌ مہینوں اور دنوں کے نام بھی مصغر نہیں ہوتے، (۵) جمع تکسیر جن سے کثرت پر دلالت ہوتی ہو، وہ بھی مصغر نہیں ہوتے۔

۳-تصغیر کے پانچ وزن ہیں:

(۱) فُعَیْلٌ یہ اسم ثلاثی (سہ حرفی) کی تصغیر کے لیے ہے، جیسے: رَجُلٌ سے رُجَیْلٌ، عَبْدٌ سے عُبَیْدٌ

(۲) فُعَیْلَلٌ یہ اسم ثلاثی مزید فیہ (سہ حرفی لفظ میں ایک دو تین چار لفظ بڑھانے سے جو اسم بنتے ہیں) کے لیے ہے، جیسے: جَعْفَرٌ سے جُعَیْفَرٌ، فَرَدَقٌ سے فُرَیْدَقٌ

اس میں یہ شرط ہے کہ چوتھا حرف مدہ نہ ہو، یعنی کھینچ کر نہ پڑھا جاتا ہو۔

(۳) فُعَیْلِیْلٌ: یہ بھی ثلاثی رباعی اور خماسی مزید فیہ کے لیے ہے، مگر اس میں شرط یہ ہے کہ چوتھا حرف مدہ ہو، جیسے: مِضْرَابٌ سے مُضَیْرِیْبٌ، قِرْطَاسٌ سے قُرَیْطِیْسٌ۔

(۴) فُعَیْلَانٌ: ثلاثی مزید فیہ کے لیے جو فُعْلَانٌ اور اَفْعَالٌ کے وزن پر ہو،

جیسے: سَكْرَانٌ سے سُكَيْرَانٌ، اَجْمَالٌ سے اُجَيْمَالٌ، اَصْحَابٌ سے اُصَيْحَابٌ۔

(۵) فُعَيْلِلٌ: یہ صرف اس اسم کے لیے ہے جو خماسی مجرد ہو، جیسے: سَفَرجَلٌ سے سُفَيْرِجِلٌ

تَمْرِينَاتٌ — مشقیں

(۱) اسم تصغیر کسے کہتے ہیں؟ (۲) اسم مصغر کن امور پر دلالت کرتا ہے؟ (۳) عربی زبان میں اسم تصغیر کے کتنے اوزان ہیں؟ مثالیں ضرور دیجیے۔ (۴) ذیل میں کچھ جملے لکھے جا رہے ہیں ان میں اسم تصغیر کی شناخت کیجیے۔

يَابُنَيَّ إِنِّى أَرَى فِي الْمَنَام أَنِّي أَذْبَحُكَ. (اے میرے چھوٹے سے بیٹے میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تمہیں ذبح کر رہا ہوں) كُنَيْفٌ مِلِيءٌ عِلْمًا. (علم سے بھرا ہوا صندوق) فَمَهِّلِ الْكَافِرِينَ اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا. (تم کافروں کو ڈھیل دو، انہیں کچھ مہلت دے دو) يَا أَبَا عُمَيْرُ مَا فَعَلَ النُّغَيْرُ. (اے عمیر نغیر-پرندے کا نام-کو کیا ہوا) مَا هُوَ إِسْمُ أَبِي هُرَيْرَةَ قَبْلَ الْإِسْلَامِ. (اسلام سے پہلے ابوہریرہ کا نام کیا تھا)

اَلدَّرْسُ السَّابِعُ وَالْخَمْسُوْنَ — ستاون واں سبق

اَلْإِسْمُ الْجَامِدُ وَالْإِسْمُ الْمُشْتَقُّ وَالْإِسْمُ الْمَصْدَرُ

اسم جامد، اسم مشتق اور اسم مصدر

۱- وضع کے اعتبار سے اسم کی تین قسمیں اور ہیں اسم جامد، اسم مشتق اور اسم مصدر

۲-اسم جامد وہ ہے جو نہ خو کسی دوسرے لفظ سے بنا ہو اور نہ کوئی دوسرا لفظ اس سے بنا ہو، جیسے: رَجُلٌ، غُصْنٌ، نَہْرٌ.

۳- اسم مصدر وہ ہے جو خود تو کسی سے نہ بنا ہو مگر دوسرے الفاظ اس سے بنتے ہوں، اسم مصدر کی یہ تعریف بھی کی گئی ہے: جو زمانے سے خالی کسی معنی پر دلالت کرتا ہو، جیسے: عَدْلٌ، اِجْتِمَاعٌ، اِکْرَامٌ

۴-اسم مشتق وہ اسم ہے جو مصدر سے بنایا گیا ہو، مشتق کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی اصل (مشتق منہ) کے ساتھ معنی میں شریک ہو، گویا مشتق اور مشتق منہ کے درمیان معنی میں تو مناسبت ہوتی ہے، لیکن اصل الفاظ میں قربت کے باوجود شکلاً وہ دونوں ایک دوسرے سے جدا ہوتے ہیں، مثال کے طور پر کَتْبٌ مصدر ہے، اس سے کَاتِبٌ مَکْتُوْبٌ کِتَابٌ مَکْتَبٌ جیسے الفاظ بنے ہیں یعنی مشتق ہوئے ہیں، یہ الفاظ گرچہ الگ الگ شکلوں کے ہیں اور الگ الگ معنی کے لئے ہیں، لیکن ان سب میں مصدر کے اصل حروف ک ت ب اور اس کے اصل معنی "لکھنا" موجود ہیں۔

اسماء مشتقہ سات ہیں:

(۱) اسم فاعل (۲) اسم مفعول (۳) صفت مشبہ (۴) اسم تفضیل (۵) اسم ظرف زمان (٦) اسم ظرف مکان (۷) اسم آلہ۔

۵-فی الحال ہم اسماء عاملہ مشبہ بالفعل کا ذکر کرتے ہیں، یعنی وہ اسماء جو عمل میں فعل کے مشابہ ہیں، یہ پانچ ہیں، مصدر، اسم فاعل، اسم مفعول، صفت مشبہ، اسم تفضیل۔ باقی اسم ظرف زمان اسم ظرف مکان اور اسم آلہ کا ذکر صَرف کی کتاب میں موجود ہے۔

تَمْرِيْنَاتٌ — مشقیں

(۱) وضع کے اعتبار سے اسم کی کتنی قسمیں ہیں؟ (۲) مصدر کی کیا تعریف ہے؟ مثال بھی دیجئے، (۳) اسم مشتق کسے کہتے ہیں؟ تفصیل سے بتلائیں، اور کوئی مثال بھی دیں، (۴) اسماء مشتقہ کتنے ہیں؟ (۵) اسماء عاملہ مشبہ بالفعل کتنے ہیں اور ان کا کیا کام ہے؟

اَلدَّرْسُ الثَّامِنُ وَالْخَمْسُوْنَ — اٹھاونواں سبق

عَمَلُ الْمَصْدَرِ مصدر کا عمل

۱- پچھلے سبق میں بتلایا گیا ہے کہ کچھ اسماء ایسے ہیں جو وہی عمل کرتے ہیں جو فعل کرتا ہے، ایسے اسماء پانچ ہیں، اور ان میں سے ایک مصدر ہے، مصدر کے بارے میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ وہ خود کسی سے نہیں بنتا، البتہ اس سے بہت سے کلمات بنتے ہیں، عربی میں مصدر کے بہت سے اوزان ہیں، یہ دونوں موضوع اصلاً صَرف سے تعلق رکھتے ہیں، اور صَرف کی کتاب میں ہی اس کی تفصیل ملے گی، یہاں مصدر کے اس پہلو پر روشنی ڈالنی ہے کہ یہ فعل جیسا عمل کس طرح کرتا ہے۔

۲- مصدر اپنے فعل کا عمل کرتا ہے، یعنی فاعل کو رفع دیتا ہے اور مفعول بہ کو نصب، مصدر اپنے فعل کا عمل تین طریقوں پر کرتا ہے۔

(الف) ایک طریقہ تو یہ ہے کہ مصدر فعل کی جگہ پر آئے، جیسے: تَرْكاً الْإِهْمَالَ (اي اُتْرُكِ الْإِهْمَالَ) (غفلت چھوڑو)

اس جملے میں اَلْإِهْمَالَ مصدر ہے تَرْكاً مفعول بہ مقدم ہے، اسی وجہ سے منصوب علی الفتحہ ہے۔

(ب) دوسرا طریقہ یہ ہے کہ مصدر کو اپنے فاعل یا مفعول کی طرف مضاف بنا کر

لایا جائے، جیسے: اَعْجَبَنِیْ حُضُوْرُ حَامِدٍ. (مجھے حامد کا آنا اچھا لگا)

اس جملے میں حُضُوْرٌ مصدر اپنے فاعل حامد کی طرف مضاف ہے، اور حَامِدٌ اگرچہ مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے مجرور ہے مگر حقیقت میں فاعل ہونے کی وجہ سے محل رفع میں ہے، کیوں کہ وہ مصدر کا فاعل ہے۔

(ج) تیسرا طریقہ یہ ہے کہ مصدر کے بعد أَنْ اور فعل، یا مَا اور فعل مقدر ماننا صحیح ہو، جیسے: عَجِبْتُ مِنْ شُرْبِ خَالِدِ الْعَسْلَ. (مجھے خالد کے شہد پینے سے حیرت ہوئی)

یہاں ہم مصدر شُرْبٌ کی جگہ أَنْ اور فعل یَشْرَبُ بھی رکھ سکتے ہیں، اور اس طرح کہہ سکتے ہیں جیسے: عَجِبْتُ مِنْ أَنْ یَشْرَبَ خَالِدٌ الْعَسْلَ. (مجھے اس بات سے حیرت ہوئی کہ خالد شہد پیتا ہے)

دونوں جملوں میں خَالِدٌ فاعل ہے، اگرچہ پہلے جملے میں مصدر کا مضاف الیہ نے کی وجہ سے مجرور ہے، مگر حقیقت میں وہ محل رفع میں ہے، دونوں جملوں مں ،لعَسَلَ مفعول بہ ہے، پہلے جملے میں مصدر کا اور دوسرے جملے میں فعل کا۔ عربی زبان میں اس طرح کے جملے بہ کثرت استعمال کئے جاتے ہیں، جن میں مصدر کی اضافت خود اپنے فاعل کی طرف کی گئی ہو، اور اس کے بعد والا لفظ مفعول بہ منصوب ہو، عَجِبْتُ مِنْ شُرْبِ خَالِدِ اَلْعَسْلَ کی ترکیب اسی طرح ہوگی۔ عَجِبْتُ: فعل ماضی مبنی، تاء فاعل، مِنْ حرف جر، شُرْبِ مصدر مِنْ کی وجہ سے مجرور، خَالِدِ مصدر کا فاعل، محلاً مرفوع، مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے لفظاً مجرور، اَلْعَسْلَ: مفعول بہ مصدر کا، منصوب علی الفتحہ۔

تَمْرِيْنَاتٌ — مشقیں

(۱) مصدر کی تعریف کیجئے (۲) کیا مصدر فعل کی طرح عمل کرتا ہے؟ (۳) اگر آپ کا جواب اثبات میں ہے تو یہ بتلایئے کہ مصدر کیا عمل کرتا ہے؟ (۴) اور اس عمل کے کتنے طریقے ہیں؟ تمام طریقے مثالوں کے ساتھ بتلائیں، (۵) ذیل میں کچھ جملے لکھے جارہے ہیں ان میں مصدر بھی متعین کریں اور مصدر کے عمل کی نشان دہی بھی کریں۔

يَسُرُّنِي شُكْرُكَ الْـمُنْعِمَ. (مجھے تیرے منعم کا شکر ادا کرنے سے خوشی ہوئی) عِقَابُكَ الْـمُذْنِبَ رَادِعٌ لَهُ. (خطاکار کو تیرا سزا دینا اسے خطا سے روکنے والا ہے) سَرَّنِيْ اجتنَابُكَ اَسْبَابَ الشَّرِّ. (مجھے تیرے شر کے اسباب سے بچنے سے خوشی ہوئی) عَجِبْتُ مِنْ رُكُوبِكَ الْإِهْمَالَ. (مجھے غفلت پر تیرے سوار ہونے سے تعجب ہے) صُنْعُكَ الْمَعْرُوْفَ شَرَفٌ لَكَ. (تیرا بھلائی کا کام کرنا تیرے لیے باعث شرف ہے) يَفْرَحُ الْإِنْسَانُ لِقُرْبِ الصَّدِيْقِ وَبُعْدِ الْعَدُوِّ. (انسان دوست کی قربت اور دشمن کی دوری سے خوش ہوتا ہے) حَسُنَتْ حَالُ الْـمَرِيْضِ بَعْدَ شُرْبِ الدَّوَاءِ. (دوا پینے کے بعد سے مریض کی حالت بہتر ہوگئی)

اَلدَّرْسُ التَّاسِعُ وَالْخَمْسُوْنَ — انسٹھواں سبق

اِسْمُ الْفَاعِلِ اسم فاعل

۱- اسم فاعل وہ اسم مشتق ہے جو اس ذات پر دلالت کرے جس سے عارضی طور پر کوئی فعل صادر ہو، یا جس میں وقتی طور پر کسی فعل کے معنی پائے جائیں۔ جیسے:

ضَرَبَ سے ضَارِبٌ اسم فاعل ہے، اس کے معنی ہیں ایک ایسی ذات جس سے وقتی طور پر مارنے کا عمل صادر ہوا ہے، یا وہ عارضی طور پر مارنے کے وصف سے متصف ہوا ہے، اسی طرح نَوْمٌ سے نَائِمٌ ہے، اس کے معنی ہیں وہ ذات جس سے وقتی طور پر نَوْمٌ کا فعل صادر ہوا ہے، مصدر سے اسم فاعل کس طرح بنتا ہے، یہ علم صرف کا موضوع ہے، اور وہیں آپ کو اس سوال کا جواب بھی ملے گا، اس سبق میں بتلایا جائے گا کہ اسم فاعل کلام میں کیا عمل کرتا ہے۔

۲- اگر اسم فاعل پر الف لام (ال) داخل ہو تو وہ فعل کا کام کرتا ہے، یعنی فاعل کو رفع دیتا ہے اور مفعول بہ کو نصب دیتا ہے، یہ الف لام اسم موصول (اَلَّذِی، اَلَّتِی وغیرہ) کے معنی میں ہوتا ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر الف لام کو ہٹا کر اسم موصول لایا جائے اور اسم فاعل کو ہٹا کر اس کی جگہ اس کے ہم معنی فعل رکھ دیا جائے تو ایسا کرنا صحیح ہو، دوسری شرط یہ ہے کہ فاعل یا مفعول بہ اسم فاعل سے متصل مذکور ہو، جیسے:
جَاءَ الرَّجُلُ الفَاضِلُ اَخُوْهُ. (وہ شخص آیا جس کا بھائی فاضل ہے)

اس جملے میں أخو؛ اسم فاعل اَلْفَاضِلُ کا فاعل ہے، کیوں کہ اس پر الف لام داخل ہے، اور فاعل اسم فاعل سے متصل ہے، اس لئے ہم اس جملے کو اس طرح بھی کہہ سکتے ہیں۔ جَاءَ الرَّجُلُ الَّذِیْ فَضُلَ أَخُوْهُ. (وہ شخص آیا جس کا بھائی فاضل ہے)

دوسری مثال اسم مفعول کی ہے۔

يَجِبُ مُعَاقَبَةَ الخَائِنِ وَطَنَهُ. (اپنے وطن سے غداری کرنے والے کو سزا دینا ضروری ہے)

اس جملے میں وَطَنَ: اسم فاعل اَلخَائِنِ کا مفعول ہے، کیوں کہ اس پر الف لام داخل ہے، اور مفعول بہ اسم فاعل سے متصل ہے، اس لئے ہم اس جملے کو اس طرح بھی

پڑھ سکتے ہیں: يَجِبُ مُعَاقَبَةَ الَّذِي يَخُوْنُ وَطَنَهُ. (اس شخص کو سزا دینا ضروری ہے جو اپنے وطن سے خیانت کرتا ہے)

۲-دوسری صورت یہ ہے کہ اسم فاعل پر الف لام نہ ہو، اس صورت میں بھی اسم فاعل اپنے فعل کا عمل کرے گا، یعنی فاعل کو رفع دے گا اور مفعول بہ کو نصب دے گا، مگر اس کے لئے شرط یہ ہے کہ وہ اسم فاعل حال یا مستقبل پر دلالت کرتا ہو، گویا اس کی جگہ فعل مضارع لانا صحیح ہو، اور اسم فاعل سے پہلے ان چار میں سے کوئی ایک ہو۔

نفی استفہام مبتدا موصوف

ان چاروں کی مثالیں:

مَا شَاكِرٌ أَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ. (تو اپنے رب کی نعمت کا شکر ادا کرنے والا نہیں ہے) اس جملے میں اسم فاعل سے پہلے مانافیہ ہے

أَقَادِمٌ صَدِيْقُنَا الْآنَ. (کیا ہمارا دوست اب آنے والا ہے) اس جملے میں اسم فاعل سے پہلے ہمزۂ استفہام ہے

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ. (ہر ذی روح موت کا مزہ چکھنے والی ہے) اس میں اسم فاعل سے پہلے مبتدا ہے

رَأَيْتُ فَلَّاحًا حَاصِداً قَمْحًا. (میں نے ایک ایسے کاشت کار کو دیکھا جو گیہوں کاٹنے والا ہے) اس جملے میں اسم فاعل سے پہلے موصوف ہے

ان جملوں میں اسم فاعل کو ہٹا کر فعل مضارع بھی لایا جا سکتا ہے، جیسے: (١) لَا تَشْكُرُ نِعْمَةَ رَبِّكَ. (٢) أَيَقْدَمُ صَدِيْقُنَا الْآنَ. (٣) كُلُّ نَفْسٍ تَذُوْقُ الْمَوْتَ. (٤) رَأَيْتُ فَلَّاحًا يَحْصُدُ قَمْحًا.

تَمْرِيْنَاتٌ — مشقیں

(۱) اسم فاعل کسے کہتے ہیں؟ مثال دے کر سمجھایئے۔ (۲) اسم فاعل پر اگر الف لام داخل ہو تو وہ کیا عمل کرتا ہے؟ وضاحت کیجئے اور مثال بھی دیجئے۔ (۳) اگر اسم فاعل پر الف لام نہ ہو تو اس کے عمل کی کتنی شرطیں ہیں؟ واضح کرکے بیان کریں، اور مثالیں بھی دیں، (۴) ذیل میں کچھ جملے لکھے جارہے ہیں ان میں اسم فاعل الف لام کے ساتھ بھی ہے اور بغیر الف لام کے بھی ہے، دونوں طرح کے جملے الگ الگ کرکے متعین کریں، اوران پر پڑھے ہوئے قواعد کو تطبیق بھی دیں۔

اَلْفَلَّاحُ حَارِثٌ ثَوْرُهُ الْاَرْضَ. (کاشت کار: اس کا بیل کھیت جوتنے والا ہے) أَتَارِكٌ أَنْتَ عَمَلَكَ الْآنَ. (کیا تو اب اپنا کام ختم کرنے والا ہے) خَالِدٌ حاصِدُ زَرْعِهِ أَمْسِ. (خالد نے اپنی کھیتی گذشتہ کل کاٹی ہے) أَنَا الشَّاكِرُ نِعْمَتَكَ. (میں تیری نعمت کا شکر ادا کرنے والا ہوں) لَسْتُ بِالْجَاحِدِ فَضْلَكُمْ. (میں تمہارے فضل وکمال کا انکار کرنے والا نہیں ہوں) مَا حَامِدٌ السُّوْقَ إِلَّا مَنْ رَبِحَ. (بازار کی تعریف کرنے والا وہی ہوتا ہے جو نفع کماتا ہے) أَمُنْجِزٌ أَنتَ وَعْدَكَ. (کیا تو اپنا وعدہ پورا کرنے والا ہے) أَخُوْكَ مُعْطِي النَّاسَ حُقُوْقَهُمْ. (تیرا بھائی لوگوں کے حقوق ادا کرنے والا ہے) نَرَى رَجُلاً قَائِدًا بَعِيْرًا. (ہم ایسے شخص کو دیکھ رہے ہیں جو اونٹ ہنکانے والا ہے) اَلْعَاقِلُ تَرَّاكٌ صُحْبَةَ الْاَشْرَارِ. (عقل مند آدمی برے لوگوں کی صحبت لازماً چھوڑنے والا ہے) مَا مُطِيْعٌ الجَاهِلُ نُصْحَ الطَّبِيْبِ. (جاہل آدمی ڈاکٹر کی ہدایت پر عمل کرنے والا نہیں ہے) اَلْكَاتِمُ سِرَّ اِخْوَانِهِ مَحْبُوْبٌ. (اپنے دوستوں کا راز چھپانے والا پسندیدہ شخص ہے)

اَلدَّرْسُ السِّتُّوْنَ — ساٹھواں سبق

اِسْمُ الْـمَفْعُوْلِ اسم مفعول

۱-اسم مفعول وہ اسم مشتق ہے جو فعل مجہول سے بنتا ہے اور اس ذات پر دلالت کرتا ہے جس پر فعل واقع ہوا ہو، جیسے: سُمِعَ الْحَدِيْثُ. (بات سنی گئی) اَلْحَدِيْثُ مَسْمُوْعٌ. (بات سنی ہوئی ہے)

اس جملے میں مَسْمُوْعٌ اسم مفعول ہے، فعل مجہول سُمِعَ سے بنا ہے اور اس ذات پر دلالت کر رہا ہے جس پر سَمْعٌ (سننے) کا فعل واقع ہوا ہے، اسم مفعول کی ایک اور مثال: الشَّجَرُ مَقْطُوْعٌ (درخت کٹا ہوا ہے)

مَقْطُوْعٌ: اسم مفعول ہے، قَطْعٌ سے مشتق ہے، اور اس ذات پر دلالت کر رہا ہے جس پر قَطْعٌ کا فعل واقع ہوا ہے، یعنی کٹا ہوا۔

۲-اگر کسی جملے میں اسم مفعول آرہا ہو تو وہ فعل مجہول کی جگہ آئے گا، اس صورت میں اسم مفعول وہی عمل کرے گا جو فعل مجہول کرتا ہے، یعنی نائب فاعل کو رفع دے گا اور مفعول بہ کی کو نصب، مگر ایسا صرف دو حالتوں میں ہوتا ہے۔

(الف) ایک تو یہ کہ اس پر الف لام (ال) الَّذِی اور اَلَّتِی کے معنی میں ہو اور اس کے بعد وہ لفظ ہو جو نائب فاعل یا مفعول بہ بن سکتا ہو، اس طرح کہ اگر ہم اس مفعول بہ کو ہٹا کر فعل مجہول رکھ دیں تو بعد والے الفاظ کا اعراب وہی رہے؛ مثال کے طور پر:

اَلْـمَفْقُوْدُ مَالُهُ حَزِيْنٌ. (جس کا مال کھویا گیا وہ غم گین ہے)

اس جملے کو اس طرح بھی کہہ سکتے ہیں: حَزِنَ الَّذِیْ فُقِدَ مَالُهُ.

دوسری مثال:

عُدِّلَ تَارِیْخُ الْـمُؤْتَمَرِ الْـمُقَرَّرُ عَقْدُهُ بِالْقَاهِرَةِ. (اس کانفرنس کی تاریخ تبدیل کردی گئی جس کا قاہرہ میں منعقد ہونا طے تھا)

اس جملے میں عَقْدُ اسم مفعول اَلْـمُقَرَّرُ کا نائب فاعل ہے، کیوں کہ اس پر الف لام داخل ہے، اور اس کے بعد نائب فاعل مذکور ہے اس لئے ہم اس جملے کو اس طرح بھی کہہ سکتے ہیں: عُدِّلَ تَارِیْخُ الْمؤتَمَرِ الَّذِیْ قُرِّرَ عَقْدُهُ بِالْقَاهِرَةِ.

(ب) دوسری صورت یہ ہے کہ اسم مفعول پر الف لام داخل نہ ہو، اس صورت میں اسم مفعول اسی وقت اپنا عمل کرے گا (یعنی نائب فاعل کو رفع دے گا اور مفعول بہ کو نصب) جب یہ دو شرطیں پائی جائیں گی۔

ایک یہ کہ وہ اسم مفعول؛ حال یا استقبال پر دلالت کرتا ہو، یعنی اس کی جگہ فعل مجہول لانا صحیح ہو، دوسری شرط یہ ہے کہ اس سے پہلے حرف نفی، حرف استفہام، مبتدا یا موصوف میں سے کوئی ہو، جیسے:

مَا مَبْغُوْضٌ الْكَرِیْمُ. (شریف انسان ناپسندیدہ نہیں ہے)

أَمُغَاثٌ اَلْـمَلْهُوْفُ. (کیا مظلوم مدد کیا جانے والا ہے)

اَلْفَقِیْرُ مُعْطًى ثَوْبًا. (ضرورت مند کو ایک کپڑا دیا گیا ہے)

رَأَیْتُ سَارِقًا مَقْطُوْعَةً یَدُهُ. (میں نے ایک چور کو دیکھا اس کا ہاتھ کٹا ہوا ہے)

پہلے جملے میں اسم مفعول سے پہلے ما نافیہ ہے، دوسرے جملے میں استفہام ہے، تیسرے میں اسم مفعول سے پہلے مبتدا ہے، چوتھے جملے میں اسم مفعول سے پہلے

موصوف لایا گیا ہے، ان چاروں جملوں میں اسم مفعول کی جگہ فعل مضارع مجہول لایا جاسکتا ہے، جیسے:

لَا يُبْغَضُ الْكَرِيْمُ. هَلْ يُغَاثُ الْمَلْهُوْفُ

اَلْفَقِيْرُ أُعْطِيَ ثَوْبًا رَأَيْتُ سَارِقًا قُطِعَتْ يَدُهُ

تَمْرِيْنَاتٌ — مشقیں

(۱) اسم مفعول کسے کہتے ہیں؟ (۲) اسم مفعول کس فعل کی جگہ آتا ہے اور وہ جملے میں کیا عمل کرتا ہے؟ (۳) اگر اسم مفعول پر الف لام (ال) داخل ہو تو وہ کس معنی میں ہوگا، اور جملے میں اسم مفعول کا عمل کیا ہوگا؟ (۴) اگر کوئی اسم مفعول الف لام سے خالی ہو تو وہ کیا عمل کرے گا، اور عمل کی کیا شرط ہوگی؟ وضاحت کریں اور مثال بھی دیں
(۵) ذیل میں کچھ جملے لکھے جارہے ہیں ان میں اسم مفعول (الف لام) کے ساتھ اور اسم مفعول (بغیر الف لام) کی شناخت کیجئے، اور بغیر الف لام والے اسم مفعول کی مثال میں یہ ضرور بتلایئے کہ اس سے پہلے چار چیزوں میں سے کیا ہے؟

اَلْعِلْمُ مَعْرُوْفَةٌ فَوَائِدُهُ. (علم اس کے فائدے جانے پہچانے ہیں) اَلْبَيْتُ مُغْلَقٌ بَابُهُ. (گھر کا دروازہ بند ہے) اَلْاَشْجَارُ مَقْطُوْعَةٌ اَغْصَانُهَا. (درخت: ان کی شاخیں تراشیدہ ہیں) اَلْكِتَابُ مُتْقِنٌ طَبْعُهُ. (کتاب: اس کی طباعت بہترین ہے) اَلْحَمَامُ مَقْصُوْصُ الْاَجْنِحَةِ. (کبوتر: اس کے پر کٹے ہوئے ہیں) مَا مَعْرُوْفَةٌ حَقِيْقَةُ الرُّوْحِ. (روح کی حقیقت معلوم نہیں ہے) مَنْزِلُكُمْ مَكْسُوَّةٌ اَرَائِكُهُ حَرِيْرًا. (تمہارا گھر: اس کے صوفوں پر ریشمی کپڑا چڑھا ہوا ہے) مَا عَاشَ مَنْ عَاشَ مَذْمُوْمًا خِصَائِلُهُ. (اس شخص نے زندگی نہیں گزاری جو اپنی بری عادتوں کے ساتھ

زندہ رہا) لَمْ يَمُتْ مَنْ يَكُنْ بِالْخَيْرِ مَذْكُوْرًا. (وہ شخص مرتا نہیں ہے جس کا ذکر خیر کے ساتھ کیا جاتا ہو) هؤُلَاءِ اَبْطَالٌ مَذْكُوْرَةٌ سِيَرُهُمْ فِي كُتُبِ التَّارِيْخِ. (یہ وہ ہیرو ہیں جن کے حالات تاریخ کی کتابوں میں ذکر کئے گئے ہیں) اَلْـمُسَمّٰى هِشَامًا اَخُوْهُ. (جس کا نام ہشام ہے وہ اس کا بھائی ہے)۔

اَلدَّرْسُ الْحَادِي وَالسِّتُّوْنَ ـــــ اکسٹھواں سبق

اَلصِّفَةُ الْـمُشَبَّهَةُ بِاسْمِ الْفَاعِلِ صفت مشبہ باسم الفاعل

۱- صفت مشبہ؛ وہ اسم مشتق ہے جو صاحب صفت کے لیے کسی صفت کو دائمی طور پر ثابت کرتی ہے، اسم فاعل اور صفت مشبہ میں یہی فرق ہے کہ اسم فاعل میں مصدری معنی عارضی طور پر پائے جاتے ہیں اور صفت مشبہ میں دائمی طور پر، چناں چہ کسی شخص کو جَالِسٌ اسی وقت کہیں گے جب وہ بیٹھا ہوا ہو، اسی طرح ذَاهِبٌ اسی وقت کہا جائے گا جب وہ جارہا ہو، اس کے برعکس صفت مشبہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جس شخص کے لئے یہ صفت لائی گئی ہے، اس میں اس صفت کے معنی مصدری تمام زمانوں (ماضی، حال، مستقبل) میں ثابت ہیں، جیسے:

هذَا الْفَتَى كَرِيْمٌ. (یہ نوجوان شریف ہے)

هذَا الْجُنْدِيُّ شُجَاعٌ. (یہ فوجی جوان بہادر ہے)

ان دونوں جملوں میں كَرِيْمٌ اور شُجَاعٌ صفت مشبہ ہیں، اور اَلْفَتَى اور اَلْجُنْدِيُّ کے لئے یہ دونوں صفتیں دائمی طور پر ثابت ہیں۔

۲- ثلاثی مجرد سے صفت مشبہ کے اوزان زیادہ مشہور ہیں اور کثرت سے استعمال

کئے جاتے ہیں، وہ پانچ اوزان یہ ہیں: أَفْعَلُ جیسے: اَحْمَرُ، فَعْلَانٌ جیسے: عَطْشَانٌ، فَعِلٌ جیسے: فَرِحٌ، فَعِيْلٌ جیسے: لَطِيْفٌ، فَعَلٌ جیسے: بَطَلٌ.

۳-صفت مشبہ اپنے معمول پر تین طرح سے عمل کرتا ہے۔

(الف) فاعل ہونے کی وجہ سے رفع دے گا، جیسے: حَامِدٌ حَسَنٌ وَجْهُهُ. (حامد اس کا چہرہ خوب صورت ہے) دَخَلْتُ بُسْتَانًا جَمِيْلًا مَنْظَرُهُ. (میں ایسے باغ میں گیا جس کا منظر خوب صورت ہے)

۴-اگر صفت مشبہ پر الف لام داخل ہو یعنی اسے معرفہ لایا گیا ہو تو اس کا معمول مفعول بہ کی مشابہت کی وجہ سے منصوب ہوگا، جیسے: اَلْمَسْجِدُ الْفَسِيْحُ السَّاحَةَ. (مسجد اس کا صحن کشادہ ہے) اور اگر معمول نکرہ ہو تو تمیز ہونے کی وجہ سے منصوب ہوگا، جیسے: اَلْحَيَاةُ قَلِيْلٌ مَوْتًا. (زندگی موت کے لحاظ سے مختصر ہے) دَخَلْتُ الْبُسْتَانَ الْجَمِيْلَ مَنْظَرًا. (میں منظر کے لحاظ سے خوب صورت باغ میں داخل ہوا)۔

(ج) مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے صفت مشبہ کا معمول مجرور ہوگا، جیسے: حَامِدٌ كَثِيْرُ الْمُطَالَعَةِ. (حامد زیادہ مطالعہ کرنے والا ہے) دَخَلْتُ الْبُسْتَانَ الْجَمِيْلَ الْمَنْظَرِ. (میں خوب صورت منظر کے باغ میں داخل ہوا)

۵-اسم فاعل اور اسم مفعول کی طرح صفت مشبہ کے عمل کے لئے بھی یہ شرط ہے کہ یہ مبتدا، موصوف، ذوالحال، حرف نفی، یا استفہام میں سے کسی ایک کے بعد آئے، جیسے: اَلْوَلَدُ حَسَنٌ. (لڑکا خوب صورت ہے) اس میں مبتدا کے بعد ہے، جَاءَ رَجُلٌ حَسَنٌ وَجْهُهُ. (وہ شخص آیا جس کا چہرہ خوب صورت ہے) اس میں موصوف کے بعد ہے، جَاءَنِي زَيْدٌ اَحْمَرُ وَجْهُهُ. (میرے پاس زید اس حال میں آیا

کہ اس کا چہرہ سرخ ہے) اس میں ذوالحال کے بعد ہے، مَا حَسَنٌ رَجُلٌ. (آدمی خوب صورت نہیں ہے) اس میں حرف نفی کے بعد ہے۔ أَحَسَنٌ كِتَابُكَ. (کیا تیری کتاب اچھی ہے) اس میں استفہام کے بعد ہے۔

٦-صفت مشبہ کو دو طرح سے لایا جاسکتا ہے۔

(الف) الف لام (الْ) لگا کر، جیسے: حَامِدُ نِ الْحَسَنُ وَجْهُهُ. (حامد اچھی صورت والا ہے)

(ب) بغیر الف لام کے، جیسے: حَامِدٌ حَسَنٌ وَجْهُهُ. (حامد اس کا چہرہ خوب صورت ہے)

٧-صفت مشبہ کے معمول کو تین طرح لایا جاسکتا ہے۔

(الف) الف لام کے ساتھ، جیسے: حَامِدٌ ن الْكَثِيْرُ الْمَالِ. (حامد زیادہ مال والا) اس میں اَلْمَالِ صفت مشبہ اَلْكَثِيْرُ کا معمول ہے، اور اس پر الف لام ہے۔

(ب) مضاف کی صورت میں، جیسے: حَسَنٌ وَجْهُهُ. (اس کا چہرہ خوب صورت ہے) اس میں وَجْهُ صفت مشبہ حَسَنٌ کا معمول ہے، اور اس کو ہ ضمیر کی طرف مضاف کیا گیا ہے۔

(ج) نہ مضاف ہو اور نہ معرف باللام ہو، جیسے: اَلْوَلَدُ حَسَنٌ وَجْهًا. (لڑکا شکل کے اعتبار سے خوب صورت ہے)

اس مثال میں وَجْهًا صفت مشبہ حَسَنٌ کا معمول ہے، نہ اس پر الف لام ہے اور نہ یہ مضاف ہے۔

تَمْرِيْنَاتٌ — مشقیں

(۱) صفت مشبہ کسے کہتے ہیں؟ (۲) اس کے کتنے اوزان مشہور اور کثیر الاستعمال ہیں؟ (۳) صفت مشبہ اور اسم فاعل میں کیا فرق ہے، مثال دے کر سمجھائیں؟ (۴) صفت مشبہ اپنے معمول پر کیا عمل کرتا ہے؟ (۴) صفت مشبہ کے لیے اگر کوئی شرط ہے تو اس کو بیان کیجیے؟ (۵) صفت مشبہ کو کتنے طریقوں پر استعمال کیا جاتا ہے؟ (۶) صفت مشبہ کے معمول کو کتنے طریقوں پر لایا جاسکتا ہے؟ (۷) ذیل میں کچھ جملے لکھے جارہے ہیں ان کو پڑھیے اور صفت مشبہ کے سلسلے میں جو قواعد آپ نے پڑھے ہیں ان کا اجراء کیجیے۔

اِشْتَرَيْتُ الْجَوَادَ الْاَشْهَبَ لَوْنُه. (میں نے سرمئی رنگ کا گھوڑا خریدا) زُرْتُ الْـمَسْجِدَ الْفَسِيْحَ السَّاحَةَ. (میں نے کشادہ صحن والی مسجد دیکھی) اَوْقَدْتُ الْـمِصْبَاحَ الْقَوِيَّ النُّوْرِ. (میں نے تیز روشنی والا بلب جلایا) اَلسُّلْحَفَاةُ بَطِيْئٌ سَيْرُهَا. (کچھوا اس کی چال ست ہے) اَلطَّاؤُوسُ طَائِرٌ بَدِيْعُ الشَّكْلِ جَمِيْلُ الصُّوْرَةِ. (مور بہترین اور حسین شکل وصورت والا پرندہ ہے) اَلْفُرَاتُ عَذْبٌ مَاؤُهُ كَثِيْرٌ فَيَضَانُهُ. (نہر فرات کا پانی ٹھنڈا ہے اور اس کا بہاؤ بہت ہے) اَلْخَفَّاشُ حَيَوَانٌ عَجِيْبٌ خَلْقًا طَوِيْلٌ عُمْرًا. (چمگادڑ عجیب الخلقت اور طویل العمر جانور ہے) اُحِبُّ كَرِيْمَ الطِّبَاعِ أَمَّا السَّيِّئُ أَخْلَاقًا فَإِنِّيْ اُكْرِهُهُ. (میں مزاج کے اعتبار سے شریف لوگوں سے محبت کرتا ہوں اور جو اخلاق کے اعتبار سے برا ہوتا ہے اس کو ناپسند کرتا ہوں) اَلْخَطِيْبُ طَلْقٌ لِسَانُهُ. (مقرر فصیح اللسان ہے)

هَذَا هُوَ الرَّجُلُ الْكَرِيْمُ نَسَبُهُ. (یہ شخص شریف النسب ہے) اَلْقَلِيْلُ الْكَلَامِ قَلِيْلُ النَّدَمِ. (کم بولنے والا کم ندامت اٹھانے والا ہوتا ہے)

الدَّرْسُ الثَّانِي وَالسِّتُّوْنَ —— باسٹھواں سبق

اِسْمُ التَّفْضِيْلِ اسم تفضیل

۱- اسم تفضیل ایک ایسا اسم مشتق ہے جو اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ دو چیزیں ایک صفت میں مشترک ہیں اور ان میں سے ایک اس صفت میں دوسری سے بڑھ کر ہے، اس کی تعریف اس طرح بھی کی جاسکتی ہے کہ جو اس ذات پر دلالت کرے جس میں دوسرے کے مقابلے میں معنی مصدری کی زیادتی ہو، جیسے: اَنْصَرُ (دوسروں کی نسبت زیادہ مدد کرنے والا) یا جیسے: اَلشَّمْسُ اَكْبَرُ مِنَ الْاَرْضِ. (سورج زمین سے بڑا ہے)

اسم تفضیل سے پہلے والے اسم کو مُفَضَّلْ (اس مثال میں الشَّمْسُ اور بعد والے اسم کو مُفَضَّلْ عَلَيْه (اس مثال میں اَلْاَرْض) کہتے ہیں۔

۲- اسم تفضیل مذکر کے لئے واحد کا صیغہ اَفْعَلُ کے وزن پر اور مؤنث کے لئے واحد کا صیغہ فُعْلَى کے وزن پر آتا ہے، ان دونوں میں سے ہر ایک کے تثنیہ اور جمع کے صیغے بھی آتے ہیں۔

۳- اسم تفضیل عموماً اسم فاعل کے معنی میں آتا ہے، جیسے: اَنْصَرُ زیادہ مدد کرنے والا، اَعْلَمُ زیادہ جاننے والا، اور کبھی اسم مفعول کے معنی میں بھی آتا ہے، جیسے: اَشْهَرُ زیادہ مشہور، اَشْغَلُ زیادہ مشغول۔

۴-اسم تفضیل پر تنوین نہیں آتی، کیوں کہ یہ غیر منصرف ہوتا ہے۔
۵- کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ کثرت استعمال کی وجہ سے اسم تفضیل کا أ حذف کر دیا جاتا ہے، جیسے: أَخْيَرُ سے خَيْرٌ، أَشَرُّ سے شَرٌّ.
۶-اسم تفضیل کے استعمال کی چار صورتیں ہیں۔
(الف) پہلی صورت یہ ہے کہ اسم تفضیل پر الف لام داخل ہو، اس صورت میں صرف مُفَضَّلْ مذکور ہو گا، مفضل علیہ مذکور نہیں ہو گا، نیز مفضل اور اسم تفضیل دونوں تذکیر و تانیث اور واحد و تثنیہ اور جمع میں ایک دوسرے کے مطابق ہوں گے، جیسے:

حَامِدُ نِ الْأَفْضَلُ　　حَامِدَانِ الْأَفْضَلَانِ　　حَامِدُوْنَ الْأَفْضَلُوْنَ

فَاطِمَةُ الْفُضْلَى　　فَاطِمَتَانِ الْفُضْلَيَانِ　　فَاطِمَاتُ الْفُضْلَيَاتُ

(ب) دوسری صورت یہ ہے کہ اسم تفضیل کسی اسم نکرہ کی طرف مضاف ہو، اس صورت میں اسم تفضیل کو مذکر اور مفرد لانا ضروری ہے، اس صورت میں مفضل اور مفضل علیہ میں مطابقت بھی ہو گی، جیسے:

اَلْكِتَابُ اَفْضَلُ صَدِيْقٍ. (کتاب ایک بہترین دوست ہے)

اَلْكِتَابَانِ اَفْضَلُ صَدِيْقَيْنِ. (دونوں کتابیں دو بہترین دوست ہیں)

اَلْكُتُبُ اَفْضَلُ اَصْدِقَاءٍ. (کتابیں بہترین دوست ہیں)

(ج) تیسری صورت یہ ہے کہ اسم تفضیل کسی معرفہ کی طرف مضاف ہو، اس صورت میں مفضل اور اسم تفضیل میں مطابقت اختیاری ہے، دونوں کو ایک دوسرے کے مطابق بھی لایا جاسکتا ہے اور نہیں بھی لایا جاسکتا ہے، جیسے:

أَنْتُمَا أَفْضَلُ أَوْ أَفْضَلَا النَّاسِ.

أَنْتُمْ اَفْضَلُ أَوْ أَفَاضِلُ النَّاسِ.

أَنْتُنَّ أَفْضَلُ أَوْ فُضْلَيَاتُ النَّاسِ.

(د) چوتھی صورت یہ ہے کہ نہ اسم تفضیل پر الف لام ہو، اور نہ وہ کسی اسم کی طرف مضاف ہو رہا ہو، اس صورت میں اسم تفضیل کو مذکر اور مفرد لانا ضروری ہے، اور یہ بھی ضروری ہے کہ مفضّلٌ علیہ کو مِنْ کے ذریعے مجرور بنایا جائے، جیسے:

اَلطَّائِرَةُ أَسْرَعُ مِنَ الْقِطَارِ. ہوائی جہاز ٹرین سے زیادہ تیز رفتار ہوتا ہے۔

۷- اسم تفضیل کے استعمال کے جو چار طریقے مذکور ہوئے ہیں ان میں سے دو ایک ساتھ جمع نہیں ہوسکتے، یعنی اس طرح نہیں کہہ سکتے۔

اَلرَّجُلُ الْأَفْضَلُ مِنْ حَامِدٍ.

۸-اگر مفضل علیہ معلوم ہو تو اس کو حذف کرنا جائز ہے، جیسے:

اللّٰہُ أَكْبَرُ یہ دراصل اللّٰہُ أَكْبَرُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ ہے۔

تَمْرِيْنَاتٌ — مشقیں

(۱) اسم تفضیل کسے کہتے ہیں؟ ہم نے دو تعریفیں کی ہیں حالاں کہ دونوں کا حاصل ایک ہی ہے، ہم چاہتے ہیں کہ آپ وہ دونوں تعریفیں بیان کریں، (۲) اسم تفضیل سے پہلے والے اسم کو اور بعد والے اسم کو نحو کی اصطلاح میں کیا کہتے ہیں؟ (۳) اسم تفضیل مذکر کس وزن پر اور مؤنث کس وزن پر آتا ہے، کیا اسم تفضیل سے تثنیہ اور جمع کے صیغے آتے ہیں؟ (۴) اسم تفضیل اسم فاعل کے معنی میں آتا ہے یا اسم مفعول کے؟ (۵) اسم تفضیل کے استعمال کی چار صورتیں کون کون سی ہیں؟ مثالیں دے کر بتلائیں، (۶) ان چار صورتوں میں سے دو ایک ساتھ جمع ہو سکتی ہیں؟ (۷) مفضل علیہ کو کس صورت میں حذف کرنا جائز ہے؟ (۸) ذیل میں کچھ جملے لکھے جارہے ہیں ان میں اسم تفضیل، مفضل اور مفضل علیہ کی شناخت کیجئے۔

اَلْأَسَدُ اَشْجَعُ مِنَ النَّمِرِ. (شیر، چیتے سے زیادہ بہادر ہے) اَلْفِيْلُ أَضْخَمُ مِنَ الْجَمَلِ. (ہاتھی، اونٹ سے زیادہ جسامت والا ہوتا ہے) اَلْحَدِيْدُ أَنْفَعُ مِنَ الذَّهَبِ. (لوہا، سونے سے زیادہ نفع بخش ہوتا ہے) اَلدَّارُ الْكُبْرٰى جَمِيْلَةٌ. (بڑا گھر خوب صورت ہے) اَلْبَقَرَاتُ الْكُبْرَيَاتُ هَزِيْلَاتٌ. (بڑی گائیں دُبلی ہیں) اَلْكِتَابُ اَفْضَلُ سَمِيْرٍ. (کتاب بہترین قصہ گو ہے) دِهْلِيْ أَوْسَعُ مَدِيْنَةٍ فِي الْهِنْدِ. (دہلی ہندوستان کا وسیع ترین شہر ہے) رِجَالُ الْعِلْمِ أَنْفَعُ رِجَالٍ. (اہل علم لوگوں میں سب سے زیادہ نفع پہنچانے والے ہیں) عَائِشَةُ أَفْضَلُ نِسَاءٍ فِي الْعَالَمِ. (عائشہؓ دنیا کی عورتوں میں سب سے زیادہ فضیلت والی ہیں) مَكَّةُ وَالْمَدِيْنَةُ اَشْرَفَا الْمُدُنِ. (مکہ اور مدینہ شہروں میں سب سے زیادہ شرف والے ہیں) اَلْعُلَمَاءُ الْعَامِلُوْنَ اَفَاضِلُ النَّاسِ. (عمل کرنے والے اہل علم لوگوں میں سب سے زیادہ فضیلت والے ہیں) أَفْضَلُ الْخِلَالِ حِفْظُ اللِّسَانِ. (بہترین عادت زبان کی حفاظت ہے)

اَلدَّرْسُ الثَّالِثُ وَالسِّتُّوْنَ —— تریسٹھواں سبق

تَقْسِيْمُ الْفِعْلِ بِاعْتِبَارِ الزَّمَنِ
زمانے کے لحاظ سے فعل کی تقسیم

۱- زمانے کے لحاظ سے فعل کی تین قسمیں ہیں:

اَلْفِعْلُ الْمَاضِيْ: فعل ماضی، اَلْفِعْلُ الْمُضَارِعُ: فعل مضارع، فِعْلُ الْأَمْرِ: فعل امر۔

۲۔ فعل ماضی: وہ فعل ہے جو یہ بتلائے کہ یہ کام گزرے ہوئے زمانے میں ہو چکا ہے، جیسے: دَرَسَ: اس نے پڑھا۔ تَقَدَّمَ: وہ آگے بڑھا۔ وَقَفَ الرَّجُلُ: آدمی کھڑا ہوا۔ جَاءَتِ الْبِنْتُ: لڑکی آئی۔

۳۔ فعل مضارع: وہ فعل ہے جو یہ بتلائے کہ یہ کام زمانۂ حال میں ہو رہا ہے یا آنے والے وقت میں ہو گا، جیسے:

يَدْرُسُ: وہ پڑھ رہا ہے / وہ پڑھے گا۔ يَتَقَدَّمُ: وہ آگے بڑھ رہا ہے / وہ آگے بڑھے گا۔

أغْسِلُ يَدَيَّ: میں اپنے دونوں ہاتھ دھو رہا ہوں / میں اپنے دونوں ہاتھ دھوؤں گا۔ تَطْلُعُ الشَّمْسُ: سورج طلوع ہو رہا ہے / سورج طلوع ہو گا۔

۴۔ فعل امر: وہ فعل ہے جس کے ذریعے آنے والے زمانے میں کسی کو کوئی کام کرنے کا حکم دیا گیا ہو، جیسے:

أُدْرُسْ: پڑھ۔ تَقَدَّمْ: آگے بڑھ۔ نَظِّفْ ثِيَابَكَ. اپنے کپڑے صاف کر۔

اِغْسِلْ يَدَيْكَ: اپنے دونوں ہاتھ دھو۔

تَمْرِينَاتٌ — مشقیں

(۱) زمانے کے لحاظ سے فعل کی کتنی قسمیں ہیں: ان قسموں کے نام لکھئے۔ (۲) فعل کی تمام قسموں کی تعریف لکھئے اور مثالیں دیجئے۔ (۳) ذیل میں کچھ جملے لکھے جا رہے ہیں، ان میں ماضی، مضارع اور امر کی پہچان کیجئے۔

تَعِبَ الْعَامِلُ. (مزدور تھکا) حَضَرَ الْعَامِلَانِ. (دونوں مزدور آئے) أَثْنَيْتُ عَلَى الْمُهَذَّبَاتِ. (میں نے مہذب خواتین کی تعریف کی) قَرَأْتُ

الْكُتُبَ. (میں نے کتابیں پڑھیں) فَازَ الْـمُجِدُّوْنَ. (محنتی لوگ کامیاب ہوئے) سَلَّمْتُ عَلَى الْـمُسَافِرِيْنَ. (میں نے مسافروں کو سلام کیا) يَرْبَحُ الْفَلَّاحُوْنَ. (کاشت کار فائدہ اٹھا رہے ہیں) يَسْمَعُ التِّلْمِيْذُ الدَّرْسَ. (طالب علم سبق پڑھ رہا ہے) يُعَاقِبُ الْـمُدَرِّسُ التِّلْمِيْذَ. (استاذ طالب علم کو سزا دے گا) تَجْرِي السُّفُنُ بَيْنَ مِصْرَ وأورُبَّا. (مصر اور یورپ کے درمیان کشتیاں چلتی ہیں) أحْضُرْ فِي الدَّرْسِ كُلَّ يَوْمٍ. (سبق میں ہر دن حاضری دے) قِفْ هُنَاكَ بُرْهَةً. (کچھ دیر یہاں ٹھہر) أَطِعْ أَبَاكَ وَأُمَّكَ. (اپنے والد اور والدہ کی اطاعت کر) أَوْفُوْا بِالْعَهْدِ. (وعدہ پورا کرو) أَفْشُوا السَّلَامَ فِي الْـمُجْتَمَعِ. (معاشرے میں سلام کو پھیلاؤ)۔

اَلدَّرْسُ الرَّابِعُ وَالسِّتُّوْنَ —— چونسٹھواں سبق

تَقْسِيْمُ الْفِعْلِ بِالنِّسْبَةِ اِلى ذِكْرِ فَاعِلِه وَعَدَمِ ذِكْرِه

فاعل کے ذکر اور عدم ذکر کے لحاظ سے فعل کی تقسیم

۱- کبھی فعل کا فاعل مذکور ہوتا ہے اور کبھی مذکور نہیں ہوتا، جس کا فاعل مذکور ہو اسے فعلِ معروف کہتے ہیں اور جس کا فاعل مذکور نہ ہو اسے فعلِ مجہول کہتے ہیں۔

۲- فعلِ معروف: وہ فعل ہے جس کا فاعل اس کے ساتھ مذکور ہوتا ہے اور اس کی نسبت اپنے فاعل ہی کی طرف ہوتی ہے، جیسے:

رَكِبَ الرَّجُلُ الْحِصَانَ. (آدمی نے گھوڑے کی سواری کی)

يَكْتُبُ حَامِدٌ الدَّرسَ. (حامد سبق لکھتا ہے)

۳- فعل مجہول؛ وہ فعل ہے جس کا فاعل حذف کر دیا گیا ہو، اور مفعول بہ کو اس کی جگہ رکھ کر فعل کی نسبت اس کی طرف کر دی گئی ہو، اس کو نائب فاعل کہتے ہیں، جیسے: رُكِبَ الْحِصَانُ. (گھوڑے کی سواری کی گئی) يُكْتَبُ الدَّرْسُ. (سبق لکھا جاتا ہے)

۴- فعل معروف کو مجہول بناتے وقت فعل کی صورت میں تغیر پیدا ہو جاتا ہے، اس کی تفصیل صرف کی کتاب میں دی گئی ہے۔

تَمْرِيْنَاتٌ — مشقیں

۱- فاعل کے ذکر اور عدمِ ذکر کے لحاظ سے فعل کی کتنی قسمیں ہیں؟: ۲- فعل معروف کی تعریف کیجئے اور مثال دیجئے، ۳- فعل مجہول کسے کہتے ہیں، فعل مجہول میں فعل کی نسبت کس کی طرف کی جاتی ہے اور اسے کیا کہتے ہیں؟ مثال دے کر سمجھائیں، ۴- ذیل میں کچھ جملے لکھے جا رہے ہیں، ان جملوں میں فعل معروف اور فعل مجہول کی شناخت کیجئے۔

شَرِبَ الْوَلَدَانِ الْحَلِيْبَ. (دونوں لڑکوں نے دودھ پیا) قَتَلَ الصَّائِدُ الذِّئْبَ. (شکاری نے بھیڑیئے کو ہلاک کیا) يُدَّخَرُ الْمَالُ فِي الْبُنُوْكِ. (پیسہ بنکوں میں جمع کیا جاتا ہے) خَمَشَ الْقِطُّ اَخَاكَ. (بلی نے تیرے بھائی کے پنجے مارے) يُزْرَعُ الْقُطْنُ فِي الْمَنَاطِقِ الْبَارِدَةِ. (روئی کی کاشت ٹھنڈے علاقوں میں کی جاتی ہے) حُبِسَ الْمُجْرِمُ فِي السِّجْنِ. (مجرم کو جیل میں قید کیا گیا) تُنَظَّفُ الْحُجُرَاتُ كُلَّ يَوْمٍ. (کمرے ہر روز صاف کئے جاتے ہیں) تُحْلَبُ الْبَقَرَةُ. (گائے

کا دودھ دوہا جاتا ہے) تُصْنَعُ الْقَهْوَةُ مِنَ الْبُنِّ. (قہوہ پتی سے بنایا جاتا ہے) حَفِظَ الْوَلَدُ كِتَابَ اللهِ. (لڑکے نے اللہ کی کتاب حفظ کی) قَرَأَ الْمُذِيعُ النَّبَأَ. (اناؤنسر نے خبر پڑھی)

الدَّرْسُ الْخَامِسُ وَالسِّتُّوْنَ — پینسٹھواں سبق

تَقْسِيْمُ الْفِعْلِ بِالنَّظَرِ إِلى مَعْمُوْلِه

فعل کی تقسیم اپنے عمل کے لحاظ سے

۱- فعل اپنے عمل کے لحاظ سے دو قسموں پر ہے:

اَلْفِعْلُ اللَّازِمُ. فعل لازم۔ اَلْفِعْلُ الْمُتَعَدِّي. فعل متعدی

۲- **فعل لازم:** وہ فعل ہے جو صرف اپنے فاعل کے ساتھ مل کر ہی بات پوری طرح ظاہر کر دیتا ہے، گویا اس کا اثر فاعل تک ہی محدود رہتا ہے، جیسے:

قَامَ حَامِدٌ. حامد کھڑا ہوا۔ حَضَرَ الرَّجُلُ. آدمی حاضر ہوا۔ جَلَسَ التِّلْمِيْذُ. طالب علم بیٹھا۔

ان تینوں فعلوں قَامَ حَضَرَ جَلَسَ کو اپنی بات واضح کرنے کے لیے فاعل کے علاوہ کسی دوسرے کی ضرورت نہیں ہے۔

۳- **فعل متعدی:** وہ فعل ہے جسے اپنی بات پورے طور پر ظاہر کرنے کے لیے فاعل کے ساتھ ساتھ مفعول بہ کی بھی ضرورت ہو، یعنی جس کا اثر فاعل سے تجاوز کر کے مفعول تک جائے جیسے: فَهِمَ التَّلَامِيْذُ الدَّرْسَ. (طالب علموں نے سبق سمجھا) حَسِبْتُ الْمَجْدَ سَهْلَ الْمَنَالِ. (میں نے عزت اور سر بلندی کو آسانی

سے حاصل ہونے والا سمجھا) پہلی مثال میں فعل، فاعل اور ایک مفعول بہ ہے، جب کہ دوسری مثال میں فعل، فاعل اور دو مفعول اَلْمَجْدَ اور سَهْلَ الْمَنَالِ. ہیں اس سے پتہ چلتا ہے کہ بعض فعلوں کو ایک سے زیادہ مفعول کی ضرورت ہوتی ہے، اس طرح فعل متعدی کی دو قسمیں ہیں۔

(الف) فعل متعدی بہ یک مفعول (ب) فعل متعدی بہ دو مفعول یا بہ سہ معفول۔

تَمْرِيْنَاتٌ — مشقیں

(۱) عمل کے لحاظ سے فعل کی کتنی قسمیں ہیں؟ (۲) فعل لازم کسے کہتے ہیں؟ کم از کم دو مثالیں دے کر واضح کیجئے۔ (۳) فعل متعدی کی تعریف مثالوں کے ساتھ بیان کریں۔ (۴) ذیل میں کچھ جملے لکھے جارہے ہیں، ان میں فعل لازم اور فعل متعدی کی شناخت کیجئے اور ایک دو جملے ایسے بھی ہیں جن میں فعل ایک سے زیادہ مفعول کے ساتھ متعدی ہوا ہے، ان کو بھی متعین کیجئے۔

عَادَ الْمُسَافِرُ إِلى وَطَنِه. (مسافر اپنے وطن واپس ہوا) نَامَ الطِّفْلُ فِي فِرَاشِه. (بچہ اپنے بستر پر سویا) صَدَقَ الْمُتَحَدِّثُ فِيْ قَوْلِه. (کہنے والے نے اپنی بات سچ کہی) كَتَبَ سَعِيْدٌ الرِّسَالَةَ. (سعید نے خط لکھا) ظَنَّ عَلِيٌّ الْاَمْرَ سَهْلًا. (علی نے معاملے کو آسان سمجھا) اَعْطَى خَالِدٌ الْمِسْكِيْنَ مَالًا. (خالد نے غریب کو کچھ مال دیا) اَعْلَمَ عَلِيٌّ الْقَوْمَ الْخَبَرَ صَحِيْحًا. (علی نے قوم کو صحیح خبر سے واقف کیا) اِشْتَرَى اَخُوْكَ كِتَابًا. (تیرے بھائی نے ایک کتاب خریدی) شَرِبَ الْمَرِيْضُ الدَّوَاءَ. (مریض نے دوا پی)

اَلدَّرْسُ السَّادِسُ وَالسِّتُّوْنَ — چھیاسٹھواں سبق

تَقْسِيْمُ الْفِعْلِ إِلَى الْمَبْنِي وَالْمُعْرَبِ

فعل کی تقسیم؛ مبنی اور معرب

۱- آپ پہلے پڑھ چکے ہیں کہ آخری حرف کی تبدیلی کے لحاظ سے کلمے کی دو قسمیں ہوتی ہیں، مَبْنِیْ اور مُعْرَبْ۔

۲- مبنی؛ وہ کلمہ ہے جو ہمیشہ ایک حال پر رہتا ہو، یعنی عامل کے بدلنے سے اس میں کوئی تبدیلی نہ آتی ہو۔

۳- معرب؛ وہ کلمہ ہے جس کا آخری حرف بدلتا رہتا ہو۔

۴- اسم کی طرح فعل میں بھی مبنی اور معرب ہوتے ہیں، چناں چہ فعل مبنی وہ فعل ہے جس کا آخر کلام میں آنے کی وجہ سے تبدیل نہ ہو، جیسے: كَتَبَ ایک فعل ماضی ہے، یہ فعل کلام میں کسی بھی جگہ آئے اپنے آخری حرف کے لحاظ سے کبھی تبدیل نہیں ہو گا بلکہ ایک ہی حالت پر رہے گا، جیسے: كَتَبَ خَالِدٌ رِسَالَةً. (خالد نے ایک خط لکھا) مَا كَتَبَ خَالِدٌ رِسَالَةً. (خالد نے کوئی خط نہیں لکھا)۔

آپ نے دیکھا کہ پہلی مثال میں كَتَبَ مثبت فعل ماضی ہے اور دوسری میں مَا لگا کر اس کو منفی بنایا گیا ہے، دونوں حالتوں میں كَتَبَ ایک ہی حالت پر ہے، یعنی دونوں حالتوں میں اس کے آخری حرف باء پر فتحہ آیا ہے۔

۵- مُعرب؛ وہ فعل ہے جس کے آخری حرف کی حالت موقع و محل کے لحاظ سے بدلتی رہتی ہے، جیسے: يَكْتُبُ. فعل مضارع کا صیغہ واحد مذکر غائب ہے، کلام میں یہ

فعل اپنے عامل کا اثر قبول کرتا ہے، مثالیں دیکھئے:

خَالِدٌ يَكْتُبُ رِسَالَةً. ب پر ضمہ ہے۔

لَنْ يَكْتُبَ خَالِدٌ رِسَالَةً. ب پر فتحہ ہے۔

لَمْ يَكْتُبْ خَالِدٌ رِسَالَةً. ب پر جزم ہے۔

۶- یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ عامل وہ ہے جس کی وجہ سے معرب کے آخر میں تبدیلی ہوتی ہے، اعراب وہ تبدیلی ہے جو معرب کے آخری حرف پر ہوتی ہے، محل اعراب، معرب کا آخری حرف ہوتا ہے۔

۷- فعل ماضی اور فعل امر دونوں مبنی ہوتے ہیں، فعل مضارع کے وہ صیغے بھی مبنی ہوتے ہیں جن کے آخر میں نونِ نسوہ یا نونِ تاکید ہو۔

۸- فعل ماضی مبنی: فعل ماضی مبنی ہوتا ہے، لیکن اس کے مختلف صیغے مختلف حالتوں میں مبنی ہوتے ہیں، ان حالتوں کی تفصیل یہ ہے۔

(الف) مبنی بر سکون: یعنی فعل کا آخری حرف ساکن ہو، یہ اس صورت میں ہے جب کہ فعل کے ساتھ تاء متصل ہو، جیسے: شَكَرْتُ، شَكَرْتَ، شَكَرْتِ، شَكَرْتُمَا، شَكَرْتُمْ، شَكَرْتُنَّ یا فعل کے ساتھ، نَا ہو، جیسے: شَكَرْنَا، یا فعل کے ساتھ نونِ نسوہ ہو، جیسے: شَكَرْنَ.

(ب) فعل ماضی مبنی بر ضمہ ہوتا ہے، یعنی فعل کا آخری حرف مضموم ہوتا ہے، یہ اس صورت میں ہے جب کہ فعل کے ساتھ واو جمع آرہی ہو، جیسے: شَكَرُوْا.

(ج) فعل ماضی مبنی بر فتحہ ہوتا ہے، یعنی فعل کا آخری حرف مفتوح ہوتا ہے، جب

کہ اس کے آخر میں تاء تانیث متصل ہو، یا تثنیہ کا الف متصل ہو، جیسے: شَكَرَتْ، شَكَرَا، شَكَرَتَا. یا فعل کے آخر میں ضمائر منصوبہ متصلہ میں سے یہ ضمیریں آرہی ہو، یاءِ متکلم، نَا، کافِ خطاب، یاءِ غائب

جیسے: شَكَرَنِيْ، شَكَرَنَا، شَكَرَكَ، شَكَرَكُمَا، شَكَرَكُنَّ

شَكَرَهُ، شَكَرَهَا، شَكَرَهُمَا، شَكَرَهُمْ، شَكَرَهُنَّ.

(۲) فعل امر مبنی؛ فعل امر بھی مبنی ہوتا ہے، اس کے بھی مختلف صیغے مختلف حالتوں میں مبنی ہوتے ہیں۔

(الف) اگر کسی فعل کے آخر سے کوئی ضمیر وغیرہ متصل نہ ہورہی ہو، یا نونِ نسوہ متصل ہورہا ہو، ان دونوں صورتوں میں فعل امر مبنی علی السکون ہو گا، جیسے: اُشْكُرْ، اُشْكُرْنَ.

(ب) اگر فعل امر کے آخر میں نون تاکید ہو تو مبنی بر فتحہ ہو گا، جیسے: أُشْكُرَنَّ.

(ج) اگر فعل کے آخر میں الف الاثنین ہو، یا واوِ جماعت ہو، یا یاءِ مخاطبت ہو تو نون حذف کردیا جائے گا، جیسے: أُشْكُرَا، أُشْكُرُوْا، أُشْكُرِي.

(۳) فعل مضارع مبنی؛ فعل مضارع مُعرب ہوتا ہے، مگر دو صورتوں میں مبنی ہوتا ہے، ایک تو اس وقت جب اس کے آخر میں نونِ نسوہ آئے، دوسرے اس وقت جب اس کے آخر میں نون تاکید آئے۔

پہلی صورت میں مضارع مبنی بر سکون ہوتا ہے، جیسے: يَشْكُرْنَ.

دوسری صورت میں مضارع مبنی بر فتحہ ہوتا ہے، جیسے: يَشْكُرَنَّ.

تَمْرِيْنَاتٌ — مشقیں

(۱) معرب اور مبنی کی تعریف کیجئے،(۲) کیا فعل بھی مبنی ہوتا ہے، اگر جواب ہاں میں ہے تو وہ فعل بتلائیں جو مبنی ہوتا ہے، اور وہ فعل بھی بتلائیں جو مبنی نہیں ہوتا؟(۳) فعل ماضی کے مبنی ہونے کی تین صورتیں کون کون سی ہیں؟ (۴) فعل امر کے مبنی ہونے کی تفصیل لکھیں(۵) فعل مضارع کن دو صورتوں میں مبنی ہوتا ہے؟(۶) ذیل میں کچھ جملے لکھے جارہے ہیں ان میں فعل مبنی کی نشان دہی کیجئے۔

رَكِبْتُ الْفَرَسَ. (میں گھوڑے پر سوار ہوا) اَلتُّجَّارُ الْأُمَنَاءُ رَبِحُوا فِي تِجَارَتِهِمْ. (ایمان دار تاجر اپنی تجارت میں کامیاب ہوئے) حَضَرَ الْغَائِبُ فِي الْـمَدْرَسَةِ. (غائب طالب علم مدرسے میں حاضر ہوا) اَطِعْ اُسْتَاذَكَ. (اپنے استاذ کی اطاعت کر) سَلِّمُوْا عَلَى الْـمَعَارِفِ وَالْأَجَانِبِ. (جان پہچان والوں اور اجنبیوں کو سلام کرو) اَلْبَنَاتُ يَاْكُلْنَ الطَّعَامَ وَيَشْرَبْنَ الْـمَاءَ. (لڑکیاں کھانا کھارہی ہیں اور پانی پی رہی ہیں) اُكْتُبْ مُلَاحَظَاتِكَ فِي هَذِهِ الْوَرَقَةِ. (اس کاغذ پر اپنے تأثرات تحریر کرو) إِعْمَلْنَ وَاجِبَاتِكُنَّ ثُمَّ شَاهِدْنَ الْبَرْنَامِجَ. (اپنا ہوم ورک پورا کرو پھر پروگرام دیکھو) اُشْكُرُنَّ لِمَعْرُوْفٍ قُدِّمَ لَكَ. (تمہارے ساتھ کوئی اچھا سلوک کیا جائے تو شکریہ ضرور ادا کرو) اُكْتُبُوا الدَّرْسَ بِسُرْعَةٍ. (سبق تیزی کے ساتھ لکھو) اِشْرَبْنَ الْحَلِيْبَ يَا فَتَيَاتُ. (اے لڑکیو! دودھ پی لو) اِفْتَحِ الْبَابَ جَاءَ أَبُوْكَ. (تیرے والد آئے ہیں دوازہ کھول دے)

الدرس السَّابِعُ وَالسِّتُّوْنَ — سرسٹھواں سبق

اَلْفِعْلُ الْمُضَارِعُ الْمُعْرَبُ — فعل مضارع معرب

۱-گذشتہ سبق میں بتلایا جاچکا ہے کہ وہ افعالِ مضارع جن کے آخر میں نونِ نسوہ یا نونِ تاکید ہو وہ مبنی ہوتے ہیں، باقی معرب ہوتے ہیں۔

۲-مضارع معرب کی تین قسمیں ہیں: مرفوع، منصوب، مجزوم

۳-**فعل مضارع مرفوع:** فعل مضارع مرفوع ہوگا اگر اس سے پہلے نصب دینے والا یا جزم دینے والا کوئی حرف نہ ہو، فعل مضارع مرفوع کی علامات یہ ہیں۔

(الف) ضمہ؛ جیسے: اَنَا اَكْتُبُ، نَحْنُ نَكْتُبُ، اَنْتَ تَكْتُبُ، هُوَ يَكْتُبُ، هِيَ تَكْتُبُ.

(ب) اگر افعال خمسہ میں سے ہو تو نون کا وجود ضمے کے قائم مقام ہوگا، افعال خمسہ وہ افعال ہیں جن میں الف اثنین ہو، یا واوِ جماعت ہو، یا یاء مخاطبت ہو، جیسے:

اَنْتُمَا تَكْتُبَانِ، هُمَا يَكْتُبَانِ، اَنْتُمْ تَكْتُبُوْنَ، هُمْ يَكْتُبُوْنَ، اَنْتِ تَكْتُبِيْنَ.

(ج) اگر فعل مضارع معتل الآخر ہو یعنی اس کا آخری حرف الف، واؤ، یا یاء میں سے کوئی ہو تو اس پر ضمہ تقدیری ہوگا، جیسے:

يَسْعَى: اس کا آخری حرف الف ہے، اس پر ضمہ مقدرہ ہے۔

يَسْمُو: اس کا آخری حرف واؤ ہے، اس پر ضمہ مقدرہ ہے۔

يَرْمِيْ: اس کا آخری حرف یاء ہے، اس پر ضمہ مقدرہ ہے۔

۴- **فعل مضارع منصوب:** اگر فعل مضارع سے پہلے کوئی حرفِ ناصب ہو تو اس کا آخری حرف منصوب ہوگا، جیسے:

لَنْ اَكْتُبَ، لَنْ تَكْتُبَ، لَن يَكْتُبَ، لَنْ نَكْتُبَ،

۵- **فعل مضارع مجزوم:** فعل مضارع کا آخری حرف مجزوم ہوگا اگر اس سے پہلے کوئی حرف جازم آئے، جیسے:

لَمْ اَكْتُبْ، لَمْ تَكْتُبْ، لَمْ نَكْتُبْ، لَمْ يَكْتُبْ

۶- فعل مضارع منصوب اور فعل مضارع مجزوم پر آنے والے اسباق میں روشنی ڈالی جائے گی۔

تَمْرِيْنَاتٌ — مشقیں

(۱) فعل مضارع کے کون سے صیغے معرب ہوتے ہیں اور کون سے مبنی؟ (۲) فعل مضارع کس حالت میں مرفوع ہوگا؟ (۳) فعل مضارع مرفوع کی علامات کون سی ہیں؟ (۴) فعل مضارع منصوب کب ہوگا اور مجزوم کب ہوگا؟ (۵) ذیل میں کچھ جملے لکھے جارہے ہیں ان میں غور کیجئے اور پڑھتے ہوئے قواعد کا اجراء کیجئے۔

تَطِيْرُ الْحَمَامَةُ فَوْقَ السَّمَاءِ (کبوتر آسمان میں اڑ رہا ہے) يَعُوْدُ الْمُسَافِرُ إِلَى وَطَنِهِ (مسافر وطن لوٹ رہا ہے) تَسِيْرُ السُّحُبُ وَلَا تُمْطِرُ (بادل پھرتے ہیں اور بارش نہیں ہوتی) يَنْزِلُ الْمَطَرُ فَوْقَ الْجِبَالِ كَثِيْرًا (بارش پہاڑوں پر زیادہ ہوتی ہے) اَلْكَلْبُ يَحْرِسُ الْمَنَازِلَ وَالْمَزَارِعَ (کتا گھروں کی اور کھیتوں کی حفاظت کرتا ہے) اَلْوَلَدَانِ يَحْرِصَانِ عَلَى نَظَافَةِ ثِيَابِهِمَا (دونوں لڑکے اپنے کپڑوں کی

صفائی کا دھیان رکھتے ہیں) اَلْاَطْفَالُ یَشُدُّوْنَ الْحَبْلَ (بچے رسی باندھ رہے ہیں) اَنْتِ تَلْعَبِیْنَ بِالْكُرَةِ (تو گیند سے کھیل رہی ہے) عَلِیٌّ یَرْمِی الْكُرَةِ بِالْقَدَمِ (علی پاؤں سے گیند کو کِک مار رہا ہے) یَسْمُو الْإِنْسَانِ بِالْأَخْلَاقِ الْفَاضِلَةِ (انسان اچھے اخلاق سے اونچا اٹھتا ہے)

اَلدَّرْسُ الثَّامِنُ وَالسِّتُّوْنَ ــــ ارسٹھواں سبق

نَصْبُ الْفِعْلِ الْـمُضَارِعِ وَاَدَوَاتُهٗ

فعل مضارع منصوب اور ادواتِ نصب

۱- اگر فعلِ مضارع سے پہلے کوئی حرف اس کو نصب دینے والا ہے تو اس کا آخری حرف منصوب ہو گا یعنی اس پر فتحہ ہو گا۔

۲- افعال خمسہ کے صیغوں سے نون کو حذف کر دیا جائے گا، گویا یہی ان کے نصب کی علامت ہو گی۔

۳- نون نسوہ کے دونوں صیغے مبنی ہوتے ہیں جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے، اگر ان سے پہلے کوئی نصب آجائے تو یہ محل نصب میں آجائیں گے، مگر ان میں بہ ظاہر کوئی تبدیلی نہیں آئے گی۔

۴- مضارع کو نصب دینے والے حروف یہ ہیں۔

أَنْ، لَنْ، كَيْ، إِذَن، لَامُ التَّعْلِيْلِ، لَامُ الْجُحُوْدِ، فَاءُ السَّبَبِيَّةِ، حَتّٰى.

ذیل میں ان حروف کی مختصر وضاحت:

أَنْ: اسے أَنْ مصدریہ کہتے ہیں، کیوں کہ یہ فعل کو مصدر کے معنی میں کر دیتا

ہے، جیسے: يَسُرُّنِيْ أَنْ تَتَقَدَّمَ. (مجھے خوشی ہوگی کہ تم آگے بڑھو / مجھے تمہارے آگے بڑھنے سے خوشی ہوگی) اس جملے میں أَنْ مصدریہ ہے، تَتَقَدَّمَ فعل مضارع منصوب علی الفتحہ ہے، آپ اسے اس طرح بھی کہہ سکتے ہیں: يَسُرُّنِيْ تَقَدُّمُكَ، دوسرا جملہ لیجئے:

أُرِيْدُ أَنْ اَخْرُجَ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ. (میں چاہتا ہوں کہ اللہ کے راستے میں نکلوں) آپ اس جملے کو اس طرح بھی کہہ سکتے ہیں، اُرِيْدُ الْخُرُوْجَ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ. کبھی أَنْ لانافیہ میں مدغم کرکے بھی لایا جاتا ہے، اس صورت میں بھی أَنْ حرف نصب کی طرح عمل کرتا ہے، جیسے: طَلَبْتُ مِنْهُ اَنْ لَّا يُغَادِرَ هَذَا الْمَكَانَ. (میں نے اس سے درخواست کی کہ وہ یہ جگہ نہ چھوڑے)

لَنْ؛ زمانۂ مستقبل میں نفی کی تاکید کے لئے آتا ہے، جیسے: لَنْ أَقْرَأَ هَذَا الْكِتَابَ (میں یہ کتاب ہرگز نہیں پڑھوں گا)۔ لَنْ يَخْلُقُوْا ذُبَابًا وَلَوِ اجْتَمَعُوْا لَه. (وہ ہرگز ایک مکھی پیدا نہیں کرسکتے اگر سب کے سب بھی اس کام کے لیے اکٹھے ہوجائیں)

ان دونوں جملوں میں أَقْرَأَ اور يَخْلُقُوْا فعل مضارع منصوب علی الفتحہ ہیں۔

كَيْ؛ "تاکہ" کے معنی میں اس لفظ کا ماقبل مابعد کی علت ہوتا ہے، اس حرف کو لام کے ساتھ (لِكَيْ) بھی لاتے ہیں، جیسے: اُدْرُسَا كَيْ تَنْجَحَا. (تم دونوں پڑھو تاکہ کامیابی حاصل کرو)۔ جِئْتُ لِكَيْ أَتَعَلَّمَ. (میں اس لئے آیا ہوں تاکہ پڑھوں) ان دونوں جملوں میں تَنْجَحَا اور أَتَعَلَّمَ دونوں فعل مضارع منصوب علی الفتحہ

ہیں۔

إِذَنْ؛ اس لفظ کا استعمال ما قبل کے کلام کے جواب میں ہوتا ہے، مثال کے طور پر کوئی شخص آپ سے کہے: أَنَا آتِيْكَ. (میں تمہارے پاس آؤں گا) یا کہے سَأَزُوْرُكَ. (میں آپ سے ملاقات کروں گا) آپ اس کے جواب میں کہہ سکتے ہیں، إِذَنْ أُكْرِمَكَ. (تب میں تمہارا اکرام کروں گا) اس جملے میں أُكْرِمَ فعل مضارع منصوب علی الفتحہ ہے۔

إِذَنْ تین شرطوں کے ساتھ مضارع کو منصوب کرتا ہے۔

(الف) کلام کے شروع میں واقع ہو، چناں چہ اگر کسی نے کہا أَنَا إِذَنْ أُكْرِمَكَ تو یہ غلط ہوگا، کیوں کہ إِذَنْ کلام کے شروع میں نہیں ہے بلکہ مبتدا اور خبر کے درمیان ہے، اس لئے أُكْرِمُكَ کہنا صحیح ہوگا۔

(ب) إِذَنْ کے بعد جو فعل مضارع آئے وہ مستقبل کے معنی پر دلالت کرے جیسا کہ آپ نے مثال میں دیکھا لیکن اگر کوئی آپ سے کہے: أَنَا أُحِبُّكَ. (میں تم سے محبت کرتا ہوں) اور اس کے جواب میں آپ یہ کہیں، إِذَنْ أَظُنَّكَ صَادِقًا. (تب میں آپ کو سچا سمجھتا ہوں) تو یہ غلط ہوگا کیوں کہ یہاں مضارع حال پر دلالت کر رہا ہے، اس لئے اسے مرفوع لایا جائے گا اور (إِذَنْ أَظُنُّكَ صَادِقًا) کہا جائے گا۔

(ج) إِذَنْ اور فعل مضارع کے درمیان کوئی اور لفظ نہ آئے، مثال کے طور پر اگر کوئی کہے أَنا أُرِيْدُ أَنْ أَخْرُجَ فِيْ سَبِيْلِ الْعِلْمِ. (میں علم کے راستے میں نکلنا چاہتا ہوں) اور اس کے جواب میں آپ یہ کہیں، إِذَنْ أَنْتَ تُصْبِحُ عَالِمًا. (تب تم

عالم ہو جاؤ گے) یہاں تُضْبِحَ کہنا صحیح نہ ہو گا، کیوں کہ إِذَنْ اور تُصْبِحُ کے درمیان أَنْتَ ضمیر آگئی ہے، البتہ اگر إِذَنْ اور فعل مضارع کے درمیان قسم فاصل ہو تو مضارع منصوب ہی ہو گا، جیسے: إِذَنْ وَاللهِ أُكْرِمَكَ.

لَامُ التَّعْلِيْلِ؛ لام تعلیل کَيْ کے معنی میں ہے، اسی لئے اس کو لام کیْ بھی کہتے ہیں، إِعْمَلُوْا لِتَعِيْشُوْا سُعَدَاءَ. (کام کرو تاکہ خوش حال زندگی گزارو)

اس مثال میں لِتَعِيْشُوْا فعل مضارع حذف نون کے ساتھ منصوب ہے۔

لَامُ الْجُحُوْدِ؛ اس کو لامِ انکار بھی کہتے ہیں، یہ لام کان منفی کی خبر پر داخل ہوتا ہے، جیسے: مَا كَانَ اللهُ لِيُعَذِّبَهُمْ. (اللہ ان کو ہر گز عذاب نہ دیتا)

اس مثال میں لِيُعَذِّبَ فعل مضارع منصوب علی الفتحہ ہے۔

فَاءُ السَّبَبِيَّةِ؛ یہ حرف اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ ماقبل والا کلام مابعد کا سبب ہے، فاء سبب سے پہلے نہی یا امر کا ہونا ضروری ہے، جیسے: كُوْنُوْا يَدًا وَاحِدَةً فَتَفُوْزُوْا. (تم متحد ہو جاؤ کامیاب رہو گے)

اس جملے میں كُوْنُوْا حذف نون کے ساتھ منصوب ہے۔

حَتَّى؛ یہ لفظ انتہا اور سبب بیان کرنے کے لیے آتا ہے، جیسے: جَاهِدْ حَتَّى تَصِلَ إِلَى مَا تَصْبُوْ إِلَيْهِ. (کوشش کرو تاکہ تم اپنی منزلِ شوق تک پہنچ جاؤ)

تَمْرِینَاتٌ — مشقیں

(۱) مضارع پر نصب کب آئے گا؟ (۲) وہ حروف کتنے ہیں جن کی وجہ سے مضارع منصوب ہوتا ہے؟ (۳) تمام حروفِ ناصبہ کی الگ الگ تشریح کریں اور ہر ایک کی مثال بھی دیں، (۴) اِذَنْ کتنی شرطوں کے ساتھ مضارع کو منصوب کرتا ہے؟ (۵) أَنْ حرف ناصب لَا نافیہ پر داخل ہوکر مضارع کو نصب دیتا ہے، یا نہیں؟ مثال ضرور دیں۔ (۶) ذیل میں کچھ جملے لکھے جارہے ہیں ان میں مضارع منصوب متعین کرکے بتلائیں کہ یہ کس وجہ سے منصوب ہوا ہے؟

أُرِيْدُ أَنْ أُحْسِنَ السِّبَاحَةَ. (میں اچھی تیراکی کرنا چاہتا ہوں) أَرْجُو أَنْ يَعْتَدِلَ الْجَوُّ. (مجھے امید ہے کہ موسم معتدل ہوجائے گا) لَنْ اَرْضٰى بِالظُّلْمِ اَبَدًا. (میں ظلم پر کبھی راضی نہیں ہوں گا) فَتَحْتُ نَوَافِذَ الْغُرْفَةِ كَيْ يَتَجَدَّدَ هَوَاءُهَا. (میں نے کمرے کی کھڑکیاں کھول دیں تاکہ ہوا تازہ ہوجائے) قَضَيْنَا بَعْضَ الْوَقْتِ فِي الرِّيْفِ كَيْ نُرَوِّحَ اَنْفُسَنَا. (ہم نے کچھ وقت گاؤں میں گزارا تاکہ ہم خود کو راحت بہم پہنچائیں) لَنْ يَعْفُوَ اللّٰهُ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ. (اللہ مشرکوں کو کبھی معاف نہیں کرے گا) إِذَنْ تُقِيْمَ عِنْدَنَا. (تب آپ ہمارے یہاں ٹھہریں) اِذَنْ تَرْبَحَ تِجَارَتُكَ. (تب تمہاری تجارت میں نفع ہوگا) اِذَنْ يَفْسُدَ الْهَوَاءُ. (تب ہوا خراب ہوجائے گی) لَا يُنَاسِبُ لِلْاِنْسَانِ اَنْ يَجْلِسَ فِي مَجْرَى الْهَوَاءِ. (انسان کے لئے مناسب نہیں ہے کہ وہ ہوا کی رہ گزر میں بیٹھے) كُنْ مُؤَدَّبًا كَيْ تَكُوْنَ مَحْبُوْبًا عِنْدَ النَّاسِ. (مہذب بنو تاکہ تم لوگوں کے محبوب بن جاؤ) اِجْتَهِدُوْا فِي

الدِّرَاسَةِ لِتَفُوْزُوْا بِالدَّرَجَةِ الْمُمْتَازَةِ. (محنت سے پڑھو تاکہ اعلا درجے سے کامیاب رہو) تَسْتَيْقِظُ وَالِدَتِيْ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ لِتَعْبُدَ اللهَ. (میری والدہ درمیان رات میں اٹھتی ہیں تاکہ اللہ کی عبادت کریں) مَا كَانَ اللهُ لِيُضِيعَ إِيْمَانَكُمْ. (اللہ تمہارا ایمان ضائع نہیں کرے گا) وَإِذْ قُلْتُمْ يَا مُوْسَى لَنْ نُؤْمِنَ لَكَ حَتَّى نَرَى اللهَ جَهْرَةً. (یاد کرو جب تم نے کہا تھا کہ اے موسی ہم تم پر ہرگز ایمان نہیں لائیں گے جب تک ہم کھلی آنکھوں اللہ کو نہ دیکھ لیں)۔

الدَّرْسُ التَّاسِعُ وَالسِّتُّوْنَ — انہتر واں سبق

جَزْمُ الْفِعْلِ الْمُضَارِعِ وَأَدَوَاتُ الْجَزْمِ

فعل مضارع مجزوم اور حروفِ جازمہ

۱- فعل مضارع سے پہلے اگر حروفِ جازمہ میں سے کوئی حرف آجائے تو مضارع مجزوم ہوتا ہے، افعال خمسہ اور نونِ نسوہ کے دو صیغوں کے علاوہ مضارع کے تمام صیغے سکون کے ساتھ مجزوم ہوں گے۔

۲- فعل مضارع کو جزم دینے والے ادوات کی دو قسمیں ہیں۔

(الف) وہ ادوات جو صرف ایک فعل کو جزم دیتے ہیں۔

(ب) وہ ادوات جو دو فعلوں کو جزم دیتے ہیں۔

اس سبق میں ان ادوات کا ذکر کیا جائے گا جو ایک فعل کو جزم دیتے ہیں۔

۳- ایک فعل کو جزم دینے والے حروف حسب ذیل ہیں:

لَمْ لَمَّا لَامِ اَمر لَا النَّافِيَه

ان تمام حروف کو حروفِ جازمہ کہا جاتا ہے، ذیل میں ان حروف میں سے ہر حرف کی تشریح کی جارہی ہے۔

لَمْ؛ فعل مضارع پر داخل ہوتا ہے اور ماضی میں نفی کا فائدہ دیتا ہے، جیسے:

لَمْ يَحْضُرْ خَالِدٌ. (خالد نہیں آیا)

اس جملے میں یَحْضُرْ فعل مضارع مجزوم علی السکون ہے۔

لَـمَّا؛ فعل مضارع پر داخل ہوتا ہے اور ماضی میں زمانۂ تکلم تک نفی کا فائدہ دیتا ہے، جیسے: جَاءَ مَوْعِدُ الْاِمْتِحَانِ وَلَمَّا تَدْرُسُوْا. (امتحان کا زمانہ آگیا اور تم نے ابھی تک پڑھائی نہیں کی) اس جملے میں تَدْرُسُوْا حذف نون کے ساتھ فعل مضارع مجزوم ہے۔

لَامِ أَمر؛ فعل مضارع پر داخل ہوتا ہے اور طلب کا فائدہ دیتا ہے، جیسے:

لِيَحْفَظْ حَامِدٌ كِتَابَ اللهِ. (حامد اللہ کی کتاب حفظ کرے)

اس جملے میں یَحْفَظْ فعل مضارع مجزوم علی السکون ہے۔

لَا النَّافِيَه: فعل مضارع پر داخل ہوتا ہے اور نہی کا فائدہ دیتا ہے، جیسے: لَا تَأكُلْ وَأَنْتَ شَبْعَانُ. (جب تمہارا پیٹ بھرا ہوا ہو تو کچھ نہ کھاؤ)

۴- افعالِ خمسہ (تثنیہ مذکر غائب، جمع مذکر غائب، واحد مؤنث حاضر، تثنیہ مؤنث حاضر، جمع مذکر حاضر) پر اگر حروف جازمہ داخل ہوں تو ان کا نون حذف کردیا جائے گا،

نون کا گرنا ہی جزم کی علامت ہے، جیسے: سَافَرَ اَبَوَایَ وَلَمَّا یَرْجِعَا. (میرے والدین نے سفر کیا اور وہ ابھی تک واپس نہیں ہوئے) یَرْجِعَا اصل میں یَرْجِعَانِ تھا، حرفِ جازم آنے کی وجہ سے اس کا نون ساقط ہو گیا۔

۵- نون نسوہ والے دو صیغوں پر حروف جازمہ داخل ہوں تو ان میں کوئی تبدیلی نہیں ہوگی، جیسے: قَدَّمْتُنَّ الْاِخْتِبَارَ وَلَمْ تَنْجَحْنَ. (تم نے امتحان دیا لیکن تم کامیاب نہیں ہوئیں) تَنْجَحْنَ حالت رفعی میں بھی ایسا ہی تھا، اور حرفِ جازم لَمْ داخل ہونے کے بعد بھی جوں کا توں رہا۔

تَمْرِیْنَاتٌ — مشقیں

(۱) فعل مضارع کب مجزوم ہوتا ہے؟ (۲) فعل مضارع کو جزم دینے والے حروف کتنے ہیں اور کون کون سے ہیں؟ (۳) تمام حروف جازمہ کو الگ الگ بیان کریں، اور مثالیں بھی دیں؟ (۴) افعالِ خمسہ کن افعال کو کہا جاتا ہے اور ان میں حرف جازم داخل ہونے کی صورت میں کیا تبدیلی واقع ہوتی ہے؟ (۵) اگر کسی فعلِ مضارع کے آخر میں نون نسوہ ہو اور اس پر حرف جزم داخل ہو جائے تو یہ نون اپنی جگہ رہے گا یا گر جائے گا؟ (۶) ذیل میں کچھ جملے لکھے جا رہے ہیں ان میں حرف جازم متعین کریں، اگر افعال خمسہ میں سے کوئی فعل لایا گیا ہو تو اس کی نشان دہی بھی کریں، اسی طرح اگر نون نسوہ والا فعل جملے میں ہو تو اس کو بھی بتلائیں۔

لَمْ یَحْفَظْ مُحَمَّدٌ دَرْسَهُ. (محمد نے اپنا سبق یاد نہیں کیا) لَمَّا یَنْقَطِعْ نُزُوْلُ الْمُطَرِ. (بارش ابھی تک ختم نہیں ہوئی) لَا تُکْثِرْ مِنَ الضِّحْكِ. (زیادہ مت ہنسو)

لَمْ يَقْبِضْ اَحَدٌ عَلَى اللِّصِّ. (کسی نے چور کو نہیں پکڑا) لَا تَسْرَعْ فِي السَّيْرِ. (چلنے میں جلدی نہ کرو) غَامَتِ السَّمَاءُ وَلَمْ تُمْطِرْ. (آسمان ابر آلود ہوا اور برسا نہیں) لَمْ يَحْضُرْ عَلِيٌّ الْبَارِحَةَ. (علی گذشتہ رات نہیں آیا) لَا تَتَعَوَّدْ كَثْرَةَ الْمِزَاحِ. (زیادہ مذاق کرنے کے عادی مت بنو) لَا تَشْرَبْ وَأَنْتَ قَائِمٌ. (کھڑے ہو کر پانی مت پیو) اَلْعُصْفُوْرُ لَمْ يُغَرِّدْ. (چڑیا نہیں چہچہائی) لَا تَبْلَعْ طَعَامًا قَبْلَ أَنْ تُجِيْدَ مَضْغَهُ. (اچھی طرح چبانے سے پہلے کھانا مت نگلو) اَلْقِطَارُ لَمْ يَتَأَخَّرْ عَنْ مَوْعِدِهِ. (گاڑی اپنے وقت سے لیٹ نہیں ہوئی) لَمْ اُضَيِّعْ وَقْتِيْ فِي اللَّعِبِ. (میں نے اپنا وقت کھیل کود میں ضائع نہیں کیا) لَـمَّا نَعْلَمْ عَاقِبَةَ اَمْرِنَا. (ہمیں اپنا انجام اب تک معلوم نہیں ہوا) لَا تَأْكُلُوْا الطَّعَامَ وَأَنْتُمْ شِبَاعٌ. (جب تم شکم سیر ہو تو کھانا مت کھاؤ) تَأَخَّرَتِ الْـمُعَلِّمَاتُ وَلَمَّا يَحْضُرْنَ. (معلمات نے تاخیر کر دی اور وہ ابھی تک نہیں آئیں)۔

الدَّرْسُ السَّبْعُوْنَ —— سترّواں سبق

اَلْأَدَوَاتُ الَّتِيْ تَجْزِمُ الْفِعْلَيْنِ

دو فعلوں کو جزم دینے والے ادوات

۱- عربی زبان میں بعض ادوات مضارع کے دو فعلوں پر داخل ہوتے ہیں اور دونوں کو جزم دیتے ہیں، پہلے فعل کو شرط اور دوسرے کو جواب شرط یا جزا کہا جاتا ہے، دو فعلوں کو جزم دینے والے ادوات کو ادواتِ شرط بھی کہتے ہیں، دونوں افعالِ مضارع

دراصل دو جملے ہوتے ہیں، پہلا جملہ شرط کہلاتا ہے اور دوسرا جوابِ شرط یا جزا کہلاتا ہے، دوسرا جملہ پہلے جملے پر بہ طور نتیجہ مرتب ہوتا ہے، ادوات شرط حسب ذیل ہیں:

إِنْ مَنْ مَا مَهْمَا مَتَى أَيَّانَ أَيْنَ أَيْنَمَا أَنَّى حَيْثُمَا أَيٌّ.

۲- ان تمام ادوات شرط میں سے ہر ایک کی الگ الگ تشریح اور مثال:

إِنْ؛ (اگر) تمام ادوات شرط میں یہ تنہا حرف ہے باقی تمام ادوات شرط اسم ہیں۔ حرف إِنْ فعل کو مستقبل کے ساتھ خاص کر دیتا ہے، چاہے ماضی پر ہی کیوں نہ داخل ہو، جیسے: إِنْ تَعْمَلْ تَنْجَحْ. (اگر تو کام کرے گا تو کامیابی پائے گا) إِنْ ضَرَبْتَ ضَرَبْتُ. (اگر تو مارے گا تو میں بھی ماروں گا)

مَنْ؛ (جو شخص، جس کو) یہ لفظ ذوی العقول کے لئے خاص ہے، مبتدا بن کر بھی آتا ہے اور مفعول بہ بن کر بھی، دونوں کی مثالیں:

مَنْ يَزْرَعْ يَحْصُدْ. (جو بوئے گا وہ کاٹے گا) (اس جملے میں مَنْ مبتدا ہے)

مَنْ تُكْرِمْ أُكْرِمْ. (جس کا تو اکرام کرے گا میں بھی اس کا اکرام کروں گا) (اس جملے میں مَنْ مفعول بہ ہے)

مَا، مَهْمَا؛ (جو، جتنا، جس قدر) غیر ذوی العقول کے لئے ہیں، یہ دونوں بھی مبتدا اور مفعول بہ بن کر آتے ہیں: مَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَعْلَمْهُ اللهُ. (جو اچھائی کا کام تم کروگے اللہ اس کو جان لے گا) مَهْمَا تَقْرَأْ يَزِدْكَ مَعْرِفَةً. (جتنا تم پڑھوگے تمہارا علم زیادہ ہوگا)

ان دونوں جملوں میں مَا اور مَهْمَا اسماءِ شرط جازمہ محلِ نصب میں مفعول بہ ہیں۔

مَتَی اور أَیَّانَ؛ (جب، جس وقت) یہ دونوں لفظ زمانے کے لئے خاص ہیں اور جملے میں مفعول فیہ (ظرف زمان) کی حیثیت سے استعمال کئے جاتے ہیں، مثالیں:

مَتَی یَأْتِ الصَّیْفُ یُسَافِرْ النَّاسُ إِلَی الْجِبَالِ. (جب گرمی کا موسم آتا ہے لوگ پہاڑوں پر چلے جاتے ہیں)۔

(اس جملے میں مَتَی اسم شرط جازم مفعول فیہ مقدم ہے، یَأْتِ فعل حرف علت یا کے حذف کے ساتھ فعل مجزوم)

أَیَّانَ تَأْتِ إِلَیَّ أُکْرِمْكَ. (تم جب بھی میرے پاس آؤ گے میں تمہارا اکرام کروں گا) (اس میں أَیَّانَ اسم شرط جازم مفعول فیہ مقدم ہے، تَأْتِ فعل حرف علت یا کے حذف کے ساتھ فعل مجزوم)۔

أَیْنَ، أَیْنَمَا، أَنَّی، حَیْثُمَا؛ (جہاں، جس جگہ) یہ چاروں الفاظ مکان (جگہ) کے لئے مخصوص ہیں، اور جملے میں مفعول فیہ (ظرف مکان) کے طور پر استعمال کئے جاتے ہیں، جیسے:

أَیْنَ یَکْثُرْ التَّعْلِیْمُ تَتَقَدَّمْ الْبِلَادُ. (جہاں تعلیم زیادہ ہوتی ہے ملک ترقی کرتا ہے)

أَیْنَمَا تَکُوْنُوْا یُدْرِکْکُمُ الْمَوْتُ. (تم جہاں کہیں بھی ہوں گے تمہیں موت آپکڑے گی)

أَنَّی یَنْزِلْ ذُوا الْعِلْمِ یُکْرَمْ. (صاحبِ علم جہاں جاتا ہے اس کی عزت کی جاتی

ہے)

حَيْثُمَا يَنْزِلْ اَلْـمَطَرُ يَنْمُ الزَّرْعُ. (جہاں بارش ہوتی ہے وہاں کھیتی بڑھتی ہے)

(اس جملے میں يَنْمُ حرف علت واؤ کے حذف کے ساتھ فعل مجزوم ہے)

أَيٌّ؛ (جو، جونسا بھی، جونسی بھی) یہ لفظ عاقل، غیر عاقل، زمان، مکان وغیرہ سب کے لئے وضع کیا گیا ہے، مضاف بنا کر استعمال کیا جاتا ہے، اگر اس کی اضافت کسی اسم ذات کی طرف ہو تو ترکیب میں مبتدا واقع ہو گا، زمان، مکان کی طرف اضافت ہو تو مفعول فیہ ہو گا، مصدر کی طرف مضاف ہو تو مفعول مطلق ہو گا، غرض یہ کہ اس لفظ میں عموم ہے، ادواتِ شرط میں یہ واحد لفظ ہے جو معرب ہے، باقی سب مبنی ہیں، أَيٌّ مفرد لایا جائے گا خواہ مذکر کے لئے ہو، یا مؤنث کے لئے، جمع کے لئے ہو یا تثنیہ کے لئے، اگر أَيٌّ کے بعد تاء تانیث بڑھا دی جائے تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں، مثالیں:

أَيُّ اِمْرَأَةٍ (أَيَّةُ امرأةٍ) تُخْلِصِي فِي عَمَلِهَا تَخْدِمْ بِلَادَهَا. (جو عورت اپنے کام میں مخلص ہوتی ہے وہ اپنے وطن کی خدمت کرتی ہے)۔ مبتدا مرفوع کی مثال۔

أَيُّ يَوْمٍ تُسَافِرْ أُسَافِرْ مَعَكَ. (تم جس روز سفر کروگے میں بھی تمہارے ساتھ سفر کروں گا) مفعول فیہ کی مثال: أَيَّ نَفْعٍ تَنْفَعْ النَّاسَ يَشْكُرُوْكَ عَلَيْهِ. (جو نفع بھی تم لوگوں کو پہنچاؤ گے لوگ اس پر تمہارا شکریہ ادا کریں گے) مفعول مطلق کی مثال۔

أَيَّ مَالٍ تَدَّخِرْ فِی صِغَرِكَ يَنْفَعْكَ فِیْ كِبَرِكَ. (جو مال تم کم عمری میں

جمع کروگے وہ تمہیں بڑھاپے میں فائدہ دے گا) مفعول بہ کی مثال۔

۳-اگر إِنْ کو لَاءِ نفی میں مدغم کر کے إِلَّا لایا جائے تو اس صورت میں فعل شرط کو حذف بھی کیا جا سکتا ہے، جیسے:

عَامِلِ النَّاسَ بِالْحُسْنَى وَإِلَّا يَكْرَهُوْكَ. (لوگوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو ورنہ وہ تمہیں ناپسند کریں گے)

اس جملے میں وَإِلَّا حرف شرط جازم کے بعد تُعَامِلْ فعل شرط محذوف ہے۔

۴-امر اور نہی کے بعد جو فعل مضارع آئے گا وہ بھی مجزوم ہو گا، اور اس سے پہلے حرف شرط اور فعل شرط محذوف ہو گا، جیسے:

اِحْتَرِمِ النَّاسَ يَحْتَرِمُوْكَ. (لوگوں کا احترام کرو وہ تمہارا احترام کریں گے)۔

جملے کی پوری عبارت یہ ہو گی:

اِحْتَرِمِ النَّاسَ، إِنْ تَحْتَرِمْ النَّاسَ يَحْتَرِمُوْكَ.

۵-اب تک جو مثالیں دی گئی ہیں ان میں شرط اور جواب شرط دونوں فعل مضارع مجزوم ہیں، یا ماضی ہیں، لیکن اگر جواب شرط مندرجہ ذیل سات چیزوں پر مشتمل ہو تو اس کے ساتھ فاء لگایا جائے گا۔

(الف) جواب شرط جملہ اسمیہ ہو، جیسے:

مَنْ سَعَى فِي الْخَيْرِ فَسَعْيُهُ مَشْكُوْرٌ. (جو خیر کے لیے کوشش کرے گا اس کی کوشش قابل تشکر ہو گی)

(ب) جواب شرط جملہ طلبیہ ہو، یعنی طلب پر دلالت کرے، جیسے:

إِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بِالْقِسْطِ. (اگر تم فیصلہ کرو تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو)

(ج) جواب شرط فعل جامد ہو، جیسے:

مَنْ أَفْشَى سِرَّ الصَّدِيْقِ فَلَيْسَ بِأَمِيْنٍ. (جو دوست کا راز کھولے گا وہ امانت دار نہیں ہو گا)

(د) جواب شرط س، یا سوف سے شروع ہو، جیسے:

مَنْ اَهْمَلَ دُرُوْسَه فَسَوْفَ يَنْدَمْ. (جو اپنے اسباق میں کوتاہی کرے گا وہ شرمندگی اٹھائے گا)

(ہ) جواب شرط لَنْ سے شروع ہو، جیسے:

إِنْ عَصَيْتَ أَمْرِيْ فَلَنْ تَنَالَ حُبِّيْ. (اگر تم میری نافرمانی کروگے تو میری محبت حاصل نہ کرپاؤگے)

(و) جواب شرط مانافیہ سے شروع ہو، جیسے:

إِنْ تَجْتَهِدْ فَمَا أُقَصِّرْ فِي مُكَافِئَتِكَ. (اگر تم نے محنت کی تو میں تمہیں اس کا صلہ دینے میں کمی نہیں کروں گا)

(ز) جواب شرط قَدْ سے شروع ہو، جیسے:

مَنْ مَدَحَكَ بِمَا لَيْسَ فِيْكَ فَقَدْ ذَمَّكَ. (جو شخص تمہاری جھوٹی تعریف کرے گا (دراصل) تمہیں برا کہے گا)

تَمْرِيْنَاتٌ — مشقیں

(۱) دو فعلوں کو جزم دینے والے ادوات کون سے ہیں، اور کیا عمل کرتے ہیں؟ (۲) جن دو فعلوں پر کوئی حرفِ جزم داخل ہوتا ہے ان کو عربی میں کیا کہتے ہیں؟ (۳) تمام حروف جازمہ کی تشریح کیجئے اور مثال بھی دیجئے؟ (۴) أَيٌّ کے بارے میں آپ کو جو بتلایا گیا ہے اس کو مختصراً بیان کیجئے۔ (۵) إِنْ اور لانافیہ کو ملانے کے بعد فعل شرط کو حذف کیا جاسکتا ہے، اس کی کوئی مثال دیجئے۔ (۶) امر و نہی کے بعد آنے والا فعل مضارع مجزوم ہوگا یا مرفوع؟ (۷) جواب شرط پر کن کن صورتوں میں حرف فاء داخل ہوتا ہے؟ (۸) ذیل میں کچھ جملے لکھے جارہے ہیں ان میں حرف شرط متعین کریں۔

مَتَى تَأْتِنَا نَسْتَقْبِلْكَ. (جب تم ہمارے پاس آؤگے ہم تمہارا استقبال کریں گے) أَيُّ مُحْتَاجٍ أَرَهُ أَتَصَدَّقْ عَلَيْهِ. (جو فقیر مجھے نظر آئے گا میں اس کو صدقہ دوں گا) مَنْ يَعْمَلْ سُوْءً يُجْزَ بِهِ. (جو شخص برا کرے گا اس کا بدلہ پائے گا) مَا تَزْرَعْهُ الْيَوْمَ تَحْصُدْهُ غَدًا. (جو تم آج بوؤگے کل کاٹوگے) كَيْفَمَا تُعَامِلِ النَّاسَ يُعَامِلُوْكَ. (تم لوگوں کے ساتھ جیسا سلوک کروگے ویسا ہی سلوک وہ تمہارے ساتھ کریں گے) إِنْ تَقْضِ بِالْعَدْلِ يَرْضَ اللهُ عَنْكَ. (اگر تم انصاف کے ساتھ فیصلہ کروگے اللہ تم سے راضی ہوگا) مَنْ يَتُبْ إِلَى اللهِ يَتُبْ عَلَيْهِ. (جو اللہ سے توبہ کرے گا اللہ اس کی توبہ قبول کرے گا) إِنْ تَبِيْعُوْا سَيَّارَتَكُمْ نَشْتَرِهَا. (اگر تم اپنی کار فروخت کروگے ہم اس کو خرید لیں گے) مَتَى تَكْتُبُوا إِلَيَّ أَكْتُبْ إِلَيْكُمْ. (جب

تم مجھے لکھو گے میں تمہیں لکھوں گا) إِنْ تَسْمَعْ نَصِيحَةَ وَالِدِكَ تَنْجَحْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ. (اگر تم اپنے والد کی نصیحت سنو گے تو دنیا وآخرت میں کامیاب رہو گے) مَهْمَا تُخْفِ مِنْ طِبَاعِكَ يَعْلَمْهُ اللهُ. (تم اپنی عادتیں کتنی بھی چھپاؤ اللہ اس کو جان لے گا) أَيَّانَ يَكْثُرْ فَرَاغُ الشَّبَابِ يَكْثُرْ فَسَادُهُمْ. (جوانی میں جتنی فرصت زیادہ ہوگی اتنا ہی بگاڑ زیادہ ہوگا)

الدَّرْسُ الْحَادِي وَالسَّبْعُوْنَ —— اکہتر واں سبق

اَفْعَالُ الْقُلُوْبِ   افعال قلوب

۱- قلوب؛ قلب کی جمع ہے، اس کے معنی ہیں دل، کیوں کہ ان افعال میں یقین اور ظن کے معنی پائے جاتے ہیں، اور یقین وگمان کا تعلق ہاتھ پاؤں یا آنکھ ناک سے نہیں ہوتا بلکہ دل سے ہوتا ہے اس لئے ان کو افعال قلوب کہتے ہیں، انہیں افعال شک ویقین بھی کہتے ہیں، کیوں کہ جو افعال ہم ذکر کرنے والے ہیں ان میں سے بعض ظن پر اور بعض یقین پر دلالت کرتے ہیں۔

۲- افعال قلوب تعداد میں سات ہیں:

عَلِمْتُ رَأَيْتُ وَجَدْتُ ظَنَنْتُ حَسِبْتُ خِلْتُ زَعَمْتُ.

ان میں سے پہلے تین افعال یقین پر دلالت کرتے ہیں، جیسے:

عَلِمْتُ/ رَأَيْتُ/ وَجَدْتُ حَامِدًا عَالِمًا. (میں نے حامد کو عالم جانا/ دیکھا/ پایا)

ان تینوں افعال کا تعلق دل سے ہے اور ان سے یقین کے معنی پیدا ہو رہے ہیں۔

اگلے تین افعال شک پر دلالت کرتے ہیں، جیسے:

ظَنَنْتُ/ حَسِبْتُ/ خِلْتُ حَامِدًا كَاتِبًا. (میں نے حامد کو کاتب سمجھا/گمان کیا/خیال کیا)

ان تینوں افعال کا تعلق بھی دل سے ہے اور اس میں گمان اور شک کے معنی پیدا ہورہے ہیں، ساتواں اور آخری فعل مشترک ہے، یعنی یقین کے لیے بھی آتا ہے، اور شک کے معنی بھی، جیسے: زَعَمْتُ حَامِدًا شَاعِرًا. (میں نے حامد کو شاعر جانا) زَعَمْتُ حَامِدًا مُهَنْدِسًا. (میں نے حامد کو انجینئر گمان کیا)

۳- افعال قلوب جملہ اسمیہ پر داخل ہوتے ہیں، اور اس کے دونوں اجزاء (مبتدا اور خبر) کو منصوب کر دیتے ہیں، اس طرح مبتدا افعال قلوب کا مفعول اول اور خبر مفعول ثانی بن جاتی ہے، جیسا کہ مثالوں سے یہ بات واضح ہے۔

۴- افعال قلوب کے دونوں مفعولوں کو ایک ساتھ لانا ضروری ہے، ان میں سے ایک کو ذکر کرنا اور دوسرے کو حذف کرنا جائز نہیں، یا تو دونوں آئیں گے یا دونوں نہیں آئیں گے۔

۵- بعض صورتوں میں افعال قلوب کا عمل لفظاً و معنًی باطل ہوجاتا ہے، اسے الغاء کہتے ہیں اور بعض صورتوں میں صرف لفظاً عمل باطل ہوتا ہے، اس کو تعلیق کہتے ہیں۔

الغاء کی دو صورتیں ہیں، ان دونوں صورتوں میں افعال قلوب کا عمل ختم ہوجائے گا، لفظی طور پر بھی، اور معنی کے لحاظ سے بھی۔

(الف) جب افعال قلوب مبتدا اور خبر کے بعد آئیں، جیسے: حَامِدٌ عَالِمٌ عَلِمْتُ.

(ب) جب افعال قلوب مبتدا اور خبر کے بیچ میں آئیں، جیسے: حَامِدٌ عَلِمْتُ

عَالِمٌ.

تعلیق کی تین صورتیں ہیں، ان تینوں صورتوں میں افعال قلوب کا عمل لفظاً باطل ہوتا ہے، معنیً نہیں۔

(الف) مبتدا اور خبر سے پہلے حرف نفی آجائے، جیسے: عَلِمْتُ مَا حَامِدٌ عَالِمٌ.

(ب) مبتدا اور خبر سے پہلے حرف استفہام آجائے، جیسے: ظَنَنْتُ أَحَامِدٌ قَائِمٌ أَو رَاشِدٌ.

(ج) مبتدا اور خبر سے پہلے لام ابتداء آجائے، جیسے: عَلِمْتُ لَحَامِدٌ عَالِمٌ.

۴- لفظاً اور معنیً عمل کے باطل ہونے کا مطلب تو واضح ہے، صرف لفظاً عمل کے باطل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس صورت میں مبتدا و خبر معنیً منصوب ہوں گے، چناں چہ مبتدا و خبر کے نصب کے ساتھ ایک جملہ اسمیہ کا اس پر عطف کرنا جائز ہوگا، جیسے: عَلِمْتُ لَحَامِدٌ قَائِمٌ وَرَاشِدًا قَاعِدًا.

۵- یہ بھی ذہن میں رہنا چاہئے کہ اگر ظَنَنْتُ کے معنی اِتَّهَمْتُ، عَلِمْتُ کے معنی عَرَفْتُ، رَأَيْتُ کے معنی اَبْصَرْتُ، اور وَجَدْتُ کے معنی أَصَبْتُ ہوں تو یہ افعال متعدی بہ یک مفعول ہوں گے اور افعال قلوب نہیں کہلائیں گے، جیسے ظَنَنْتُ حَامِدًا (میں نے حامد پر وہم کیا) عَلِمْتُ حَامِدًا (میں نے حامد کو پہچانا) رَأَيْتُ حَامِدًا. (میں نے حامد کو دیکھا) وَجَدْتُ حَامِدًا (میں نے حامد کو پایا)

تَمْرِيْنَاتٌ — مشقیں

۱- افعال قلوب کن افعال کو کہا جاتا ہے؟ (۲) افعال قلوب کتنے ہیں، ان میں افعال یقین کتنے ہیں، افعال شک کتنے ہیں اور افعال مشترک کتنے ہیں؟ ہر فعل کے معنی بتلائیں اور مثال بھی دیں، (۳) افعال قلوب کس جملے پر داخل ہوتے ہیں اور کیا عمل کرتے ہیں؟ (۴) الغاء اور تعلیق کا کیا مطلب ہے؟ (۵) اگر افعال قلوب کے معنی دوسرے ہوں تو پھر کیا عمل ہو گا اور جملے میں کیا تبدیلی ہو گی؟ (۶) ذیل میں کچھ جملے لکھے جا رہے ہیں ان میں افعالِ شک، افعالِ یقین اور افعالِ مشترک متعین کریں۔

وَجَدتُّ الدِّيْنَ يُسْرًا. (میں نے دین کو آسان پایا) عَلِمْتُ السَّاعَةَ آتِيَةً. (میں نے قیامت کو آنے والا جانا) رَأَيْتُ الْعَالَمَ مُظْلِمًا. (میں نے دنیا کو تاریک پایا) عَلِمْتُ الْمُنَافِقَ خَائِنًا. (میں نے منافق کو بے ایمان جانا) وَجَدتُّ وَعْدَ اللهِ حَقًّا. (میں نے اللہ کے وعدے کو حق پایا) ظَنَنْتُ الْمَقَالَةَ نَاقِصَةً. (میں نے مقالے کو ناقص گمان کیا) حَسِبْتُ الْكِتَابَ صَدِيْقًا. (میں نے کتاب کو دوست سمجھا) زَعَمْتُ الْفَوْزَ مَعَ الْاِجْتِهَادِ. (میں نے کامیابی کو کوشش کے ساتھ گمان کیا) وَجَدتُّ الْاِنْسَانَ عَبْدَ الْاِحْسَانِ. (میں نے انسان کو احسان کا غلام پایا) ظَنَنْتُ الْاِتِّحَادَ أَعظَمَ اَسْبَابِ الْقُوَّةِ. (میں نے اتحاد کو طاقت کا بڑا وسیلہ گمان کیا) حَسِبْتُ الْمَرِيْضَ مُبْتَلَىً بِالسَّرْطَانِ. (میں نے گمان کیا کہ مریض کینسر میں مبتلا ہے) خِلْتُ السَّفَرَ قِطْعَةً مِنَ الْعَذَابِ. (میں نے سفر کو عذاب کا ایک ٹکرا سمجھا)

وَجَدَ السَّائِرُ الطَّرِيْقَ وَعْرًا. (چلنے والے نے راستہ دشوار پایا) ظَنَنْتُ الرَّجُلَ نَائِمًا. (میں نے گمان کیا کہ آدمی سویا ہوا ہے) خِلْتُ مُحَمَّدًا اَخَاكَ. (میں نے خیال کیا کہ محمد تمہارا بھائی ہے)

الدَّرْسُ الثَّانِي وَالسَّبْعُوْنَ ـــــ بہتر واں سبق

اَفْعَالُ التَّحْوِيْلِ وَالتَّصْيِيْرِ — افعالِ تحویل وتصییر

۱- افعال التحویل والتصییر: ان افعال کو کہا جاتا ہے جو کسی چیز کی حالت کی تبدیلی پر دلالت کریں۔

۲-افعال تحویل بھی دو مفعولوں کو نصب دیتے ہیں، اصلاً یہ دونوں مفعول مبتدا اور خبر ہوتے ہیں۔

۳-افعال تحویل سات ہیں، ذیل میں یہ ساتوں افعال تحویل لکھے جارہے ہیں، ساتھ ہی ان کی مثالیں بھی ہیں، یہ تمام افعال کسی چیز کو ایک حالت سے دوسری حالت میں بدلنے کی خبر دے رہے ہیں، ان تمام افعال میں تحویل (تبدیل کرنے، بدلنے) کے معنی پائے جاتے ہیں۔

(۱) صَيَّرَ: صَيَّرَ الْبَرَّادُ الْمَاءَ ثَلْجًا. (برف بنانے والے نے پانی کو برف بنادیا)

(۲) تَرَكَ: فَأَصَابَهُ وَابِلٌ فَتَرَكَهُ صَلْدًا. (اور اس پر زور کی بارش پڑے اور وہ اسے چکنی بنا کر چھوڑ دے)

(۳) رَدَّ: رَدَّتِ الصِّبْغَةُ الشَّعْرَ اَسْوَدَ. (خضاب نے بالوں کا کالا کر دیا)

(٤،٥) إِتَّخَذَ، تَخِذَ: إِتَّخَذْتُ الْعِلْمَ طَرِيْقًا. (میں نے علم کو راستہ بنایا)۔

(٦) جَعَلَ: جَعَلَ اللهُ الْاَرْضَ فِرَاشًا. (اللہ نے زمین کو بچھونا بنایا)

(٧) حَوَّلَ: حَوَّلْنَا النَّثْرَ شِعْرًا. (ہم نے نثر کو شعر میں تبدیل کر دیا)

اگر یہ افعال اپنے اصل معنی میں ہوں تو دو مفعولوں کو نصب نہیں دیں گے، اور نہ مبتدا و خبر پر داخل ہوں گے، مثال کے طور پر ردّ کے اصل معنی ہیں لوٹانا، اگر اس فعل کو اس کے اصل معنی میں لایا جائے تو کہیں گے رَدَدْتُ الْكِتَابَ إِلَى صَدِيْقِيْ. (میں نے کتاب اپنے دوست کو واپس کی) اسی طرح تَرَكَ ہے، اس کے معنی ہیں چھوڑنا، اگر یہ فعل اصل معنی میں استعمال ہو تو کہیں گے تَرَكْتُ الْجَهْلَ. (میں نے جہالت ترک کی)

تَمْرِيْنَاتٌ — مشقیں

۱- افعال تحویل کن افعال کو کہا جاتا ہے؟ (۲) افعال تحویل کتنے ہیں؟ (۳) افعال تحویل جملے میں کیا عمل کرتے ہیں؟ مثالیں بھی دیجیے، (۴) ذیل میں کچھ جملے لکھے جا رہے ہیں، ان میں افعال تحویل کی شناخت کر کے بتلائیے۔

اِتَّخَذَ اللهُ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلًا. (اللہ نے حضرت ابراہیم کو دوست بنالیا) صَيَّرْتُ الطِّيْنَ خَزَفًا. (میں نے گارے کو ٹھیکرا بنا دیا) فَلَمَّا جَاءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا. (اور جب ہمارا حکم آ گیا تو ہم نے اس کے اوپر والے حصے کو نیچے والے حصے میں تبدیل کر دیا) ثُمَّ رَدَدْنَاهُ اَسْفَلَ سَافِلِيْنَ. (پھر ہم نے اسے پستی والوں میں سب

سے مجلی حالت میں کردیا) صَيَّرَتِ الْمَرْأَةُ الدَّقِيقَ خُبْزًا. (عورت نے آٹے کی روٹی بنادی) وَقَدِمْنَا إِلَى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنَاهُ هَبَاءً مَّنْثُوْرًا. (اور انہوں نے جو عمل کئے ہیں جب ہم ان کا فیصلہ کریں گے تو ان کو بکھرے ہوئے غبار کی طرح کردیں گے) رَدَّتِ السَّنَوَاتُ الشَّبَابَ كَهْلًا. (ماہ وسال نے جوانی کو بڑھاپے میں تبدیل کردیا) وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَمُوْجُ فِي بَعْضٍ. (اور ہم ان کا یہ حال کردیں گے کہ وہ موجوں کی طرح ایک دوسرے سے ٹکرا رہے ہوں گے)

الدَّرْسُ الثَّالِثُ وَالسَّبْعُوْنَ —— تہتروان سبق

اَفْعَالُ التَّعَجُّبِ افعال تعجب

۱- بعض اوقات آدمی کسی چیز کے حسن یا قبح سے متاثر ہوتا ہے اور اس پر حیرت وتعجب کا اظہار کرنا چاہتا ہے، اس کے لئے عربی زبان میں بہت سے طریقے ہیں، جیسے سبحان اللہ کہنا، ماشاء اللہ کہنا، اللہم کہنا، لیکن تعجب کے اظہار کے لئے عربی میں دو صیغے بہ طور خاص وضع کئے گئے ہیں، ان دو صیغوں کے ذریعے حیرت اور تعجب ظاہر کیا جاتا ہے، وہ دو صیغے یہ ہیں: مَا أَفْعَلَهُ أَفْعِلْ بِهِ

۲- ان دو صیغوں کے لیے درج ذیل شرائط کا پایا جانا ضروری ہے۔

(الف) پہلی شرط یہ ہے کہ یہ دونوں صیغے ثلاثی مجرد (سہ حرفی فعل) سے بنے ہوں، جیسے: جَمُلَ (مَا أَجْمَلَهُ، اَجْمِلْ بِهِ) عَظُمَ (مَا أَعْظَمَهُ، أَعْظِمْ بِهِ) حَسُنَ (مَا أَحْسَنَهُ، أَحْسِنْ بِهِ) وغیرہ۔

(ب) دوسری شرط یہ ہے کہ فعل تام ہو، كَانَ وغیرہ کی طرح ناقص نہ ہو۔

(ج) تیسری شرط یہ ہے کہ وہ فعل رنگ یا عیب پر دلالت نہ کرتا ہو، یہ بات اس طرح بھی کہہ سکتے ہیں کہ اس فعل سے وصف اَفْعَلُ کے وزن پر نہ ہو، جس کی مؤنث فُعْلَاءُ آتی ہو، جیسے: أَبْيَضُ (بَيْضَاءُ) أَحْمَرُ (حَمْرَاءُ).

(د) فعل منفی نہ ہو، مثبت ہو۔

(ہ) فعل ماضی ہو۔

(و) فعل متصرف ہو، یعنی اس فعل سے ماضی، مضارع اور امر وغیرہ آتے ہوں۔

(ز) فعل مبنی للمعلوم ہو، مجہول نہ ہو۔

(ح) فعل تفاوت یعنی کمی زیادتی کو قبول کرتا ہو، مثلاً مَاتَ اور فَنِيَ ایسے افعال ہیں جو کمی زیادتی کو قبول نہیں کرتے۔

جو مثالیں دی گئی ہیں، ان میں غور کرنے سے معلوم ہو گا کہ مذکورہ بالا تمام شرائط ان میں موجود ہیں۔

۳- اگر فعل غیر ثلاثی ہو (جیسے: تَفَوَّقَ اِنْتَصَرَ وغیرہ) یا ناقص ہو، (جیسے: كَانَ ظَلَّ وغیرہ) یا اس فعل سے اَفْعَلُ کے وزن پر وصف بیان کیا جاتا ہو (جیسے: سَوِدَ سَمِرَ وغیرہ) ان تینوں صورتوں میں اظہار تعجب کے لئے اَشَدَّ یا اَشْدِدْ بِهٖ یا ان جیسے دوسرے صیغوں سے مدد لی جائے گی، اور اس کے بعد اس فعل کا مصدرِ مؤوّل یا مصدرِ صریح جس سے تعجب کے معنی حاصل کرنا ہوں بہ طور تمیز ذکر کیا جائے گا، جیسے:

مَا أَصْعَبَ كَوْنَ الدَّوَاءِ مُرًّا. (دوا کتنی زیادہ کڑوی ہے)

مَا اَرْوَعَ أَنْ يَنْتَصِرَ الْجَيْشُ. (فوج کا فتح پانا کس قدر شان دار ہے)

مَا اَشَدَّ سَوَادَ اللَّيْلِ. (رات کی سیاہی کتنی گہری ہے)

پہلے جملے میں فعل ناقص کو مصدر بنایا گیا ہے، دوسرے جملے میں غیر ثلاثی فعل سے پہلے أن لاکر اس کو مصدر کے حکم میں کیا گیا ہے، تیسرے جملے میں فعل وصف کو مصدر بنا کر لایا گیا ہے۔

۴- اگر فعل منفی ہو جیسے: لَا يَصْدُقَ، لَا يَقُولُ وغیرہ یا مبنی بر مجہول ہو (جیسے: يُقَالُ، يُعَاقَبُ وغیرہ) ان دونوں صورتوں میں وہی عمل کیا جائے گا جو ہم نے قاعدہ تین میں دوسرے نمبر کی مثال کے ضمن میں بیان کیا ہے، یعنی فعل لاکر اس پر أَنْ داخل کیا جائے گا، جیسے:

مَا اَضَرَّ اَلَّا يَصْدُقَ الْعَامِلُ. (کام کرنے والے کا سچا نہ ہونا کس قدر نقصان دہ ہے)

مَا اَجْمَلَ أَنْ يُقَالَ الْحَقُّ. (حق بات کہنا کس قدر اچھا ہے)

۵- فعل جامد سے تعجب کے صیغے نہیں بنائے جاتے، عَسَى، لَيْسَ، نِعْمَ، بِئْسَ، وغیرہ افعالِ جامدہ ہیں۔

تَمْرِيْنَاتٌ ——— مشقیں

(۱) فعلِ تعجب کسے کہتے ہیں اور اس کی ضرورت کیوں پیش آتی ہے؟ (۲) عربی زبان میں تعجب کے دو صیغے کس وزن پر آتے ہیں؟ (۳) ان دونوں صیغوں کو استعمال کرنے کی آٹھ شرطیں کون کون سی ہیں؟ مثالیں ضرور دیں (۴) اگر فعل ثلاثی نہ ہو اور اس کے ذریعے تعجب کا اظہار مقصود ہو تو کس طرح کیا جائے گا؟ (۵) اگر فعل منفی ہو، یا فعل مجہول ہو تو فعلِ تعجب لانے کی کیا شکل ہو گی مثال دے کر بتلائیں؟ (۶) ذیل میں کچھ جملے لکھے جا رہے ہیں ان میں افعالِ تعجب متعین کریں اور ان پر پڑھے ہوئے قواعد کو

تطبیق دیں۔

مَا أَقْبَحَ كَوْنَ الرَّجُلِ سَيِّئَ الْخُلْقِ. (آدمی کا بد اخلاق ہونا کس قدر بُرا ہے) مَا أَشَدَّ خُضْرَةَ الزَّرْعِ. (کھیت کا سبز رنگ کس قدر گہرا ہے) أَقْبِحْ بِأَنْ يُعَاقَبَ الْبَرِيْءُ. (کتنی بری بات ہے کہ بے گناہ کو سزا دی جائے) مَا أَشَرَّ الْمَأْكَلَ مَالُ الْيَتِيْمِ. (بدترین کھانا یتیم کا مال ہے) مَا أَقْبَحَ أَنْ تَخْتَلِفَ آرَاءُ الْمُسْلِمِيْنَ فِي الْإِسْلَامِ وَالْقُرْآنِ. (کتنی خراب بات یہ ہے کہ اسلام اور قرآن کے متعلق مسلمانوں کی آراء میں اختلاف ہو) مَا أَشَدَّ حُمْرَةَ الْوَرْدِ. (گلاب کے پھول کی سرخی کتنی زیادہ ہے) مَا أَسْهَلَ أَنْ يُصَامَ فِي رَمَضَانَ. (رمضان میں روزہ رکھنا کتنا آسان ہوتا ہے) أَكْرِمْ بِالْمُسْلِمِيْنَ. (مسلمان کتنے قابل تکریم ہیں) مَا أَصْبَرَ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم عَلَى الشَّدَائِدِ. (سختیوں پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا صبر کتنا زیادہ تھا) مَا أَبْهَى حُمْرَةَ الشَّمْسِ وَقْتَ الْمَغِيْبِ. (غروب کے وقت سورج کی سرخی کتنی دل کش ہوتی ہے) مَا أَنْفَعَ أَنْ يُبْذَلَ الْمَالُ فِي وُجُوْهِ الْخَيْرِ. (خیر کے کاموں میں مال خرچ کرنا کس قدر نفع بخش ہوتا ہے)

اَلدَّرْسُ الرَّابِعُ وَالسَّبْعُوْنَ —— چوہتر واں سبق

اَفْعَالُ الْمَدْحِ وَالذَّمِّ افعالِ مدح وذم

۱- عربی زبان میں ایسے افعال بھی ہیں جو کسی انسان، حیوان، یا غیر جان دار چیز کی تعریف اور مذمت کے لئے خاص طور پر وضع کئے گئے ہیں، ان کو افعالِ مدح وذم کہا جاتا ہے، یہ تعداد میں دو ہیں۔ نِعْمَ اور بِئْسَ

نِعْمَ تعریف کے لیے اور بِئْسَ مذمت کے لیے استعمال ہوتا ہے، جیسے:

نِعْمَ الْفَاتِحُ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ. (بہترین فاتح خالد بن ولید ہیں)

بِئْسَ الْقَوْلُ شَهَادَةُ الزُّوْرِ. (کیا ہی بری بات جھوٹی گواہی ہے)

۲-یہ جملے تین اجزاء پر مشتمل ہیں۔

(الف) فعل؛ نِعْمَ پہلی مثال میں، بِئْسَ دوسری مثال میں۔

(ب) فاعل؛ اَلْفَاتِحُ پہلی مثال میں، اَلْقَوْلُ دوسری مثال میں۔

(ج) مخصوص بالمدح والذم؛ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ پہلی مثال میں، شَهَادَةُ الزُّوْرِ. دوسری مثال میں۔

اب تینوں پر تفصیلی نظر:

۳-فعل؛ نِعْمَ اور بِئْسَ.

یہ دونوں فعل جامد ہیں، یعنی ان سے مضارع اور امر نہیں آتے، نِعْمَ مدح (تعریف) کے لیے ہے، بِئْسَ ذم (برائی) کے لئے، ان دونوں فعلوں میں صرف واحد کا صیغہ آتا ہے، البتہ ان کو مؤنث لایا جاسکتا ہے، جیسے: نِعْمَ الصِّفَةُ حُبُّ الْوَطَنِ/ نِعْمَتِ الصِّفَةُ حُبُّ الْوَطَنِ. (وطن کی محبت کیا ہی اچھا)۔

۴- نِعْمَ اور بِئْسَ کا فاعل۔نِعْمَ اور بِئْسَ کے فاعل کی یہ چند صورتیں ہیں۔

(الف) فاعل پر الف لام ہو، جیسے: نِعْمَ الرَّجُلُ الصَّانِعُ الْـمُجِدُّ. (بہترین

آدمی محنت کرنے والا کاری گر ہے) بِئْسَ الْإِثْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ. (بدترین گناہ ایمان لانے کے بعد فسق میں مبتلا ہونا ہے)

(ب) ان دونوں کا فاعل ایسے اسم کی طرف مضاف ہو رہا ہو جس پر الف لام داخل ہو، جیسے: نِعْمَ جَزَاءُ الْـمُتَّقِيْنَ الْجَنَّةُ. (متقی لوگوں کا بہترین بدلہ جنت ہے) بِئْسَ أَمِيْرُ الْقَوْمِ الْخَائِنُ. (قوم کا برا حاکم وہ ہے جو بددیانت ہو)

(ج) ان دونوں کا فاعل کسی ایسے اسم کی طرف مضاف ہو جو کسی معرف باللام کی طرف مضاف ہو رہا ہو، جیسے: نِعْمَ ثَمَرَةُ أَعْمَالِ الْـمُجْتَهِدِ اَلنَّجَاحُ. (محنتی شخص کے کاموں کا بہترین نتیجہ کامیابی ہے) بِئْسَ جَزَاءُ أَعْمَالِ الْكُفَّارِ النَّارُ. (کافروں کے اعمال کا بدترین بدلہ جہنم ہے)

(د) فاعل ضمیر مستتر ہو جو اپنے بعد آنے والی تمیز کی طرف لوٹے جو اس ضمیر میں موجود ابہام کو دور کر دے، جیسے: نِعْمَ خُلُقًا الصِّدْقُ. (بہترین خصلت سچ بولنا ہے) بِئْسَ طَالِبًا مَنْ لَا يَجْتَهِدُ. (برا طالب علم وہ ہے جو محنت نہ کرتا ہو)

(ہ) فاعل مَا یا مَنْ موصولہ ہو، جیسے:

نِعْمَ مَا تَتَخَلَّقُ بِهِ التَّوَاضُعُ. (بہترین اخلاق جو تم اختیار کرو انکساری ہے)

بِئْسَ مَا تَتَكَلَّمُ بِهِ الْغِيْبَةُ. (بدترین بات جو تم کہتے ہو وہ چغل خوری ہے)

نِعْمَ مَنْ يَشْكُرُ اللهَ فِي كُلِّ حَالٍ. (بہترین شخص وہ ہے جو ہر حال میں اللہ کا شکر ادا کرتا ہو)

بِئْسَ مَنْ لَا يَتَوَاضَعُ لِمُعَلِّمِهِ. (برا شخص وہ ہے جو اپنے استاذ کے سامنے تواضع اختیار نہ کرے)

(د) فاعل اسم موصول اَلَّذِیْ ہو، جیسے: نِعْمَ الَّذِیْ يُوَاظِبُ عَلَى الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ. (بہترین شخص وہ ہے جو پنج وقتہ نمازوں کی پابندی کرتا ہو)

بِئْسَ الَّذِیْ تَرَكَهُ النَّاسُ مَخَافَةَ اِيْذَاءِهِ. (برا آدمی وہ ہے جسے لوگوں نے اس کی ایذا کے ڈر سے چھوڑ دیا ہو)

۵- مَخْصُوْصُ بِالْمَدْحِ وَالذَّمِّ: جس چیز یا جس شخص کی تعریف مقصود ہوتی ہے اسے مخصوص بالمدح کہتے ہیں، اور جس کی برائی مقصود ہوتی ہے اسے مخصوص بالذم کہتے ہیں، مخصوص بالمدح یا بالذم اصلاً مبتدا ہوتا ہے، اور اس سے پہلے جو فعل، فاعل اور ان کے متعلقات آئے ہیں وہ سب خبر ہوتے ہیں، مثال کے طور پر اگر یہ کہیں: نِعْمَ الصَّدِيْقُ الْكِتَابُ. (بہترین دوست کتاب ہے)

اس جملے میں اَلْكِتَابُ مبتدا مؤخر ہے، اور نِعْمَ فعل اَلصَّدِيْقُ فاعل کے ساتھ مل کر خبر مقدم ہے، گویا یہ جملہ اس طرح بھی ہو سکتا ہے۔ اَلْكِتَابُ نِعْمَ الصَّدِيْقُ. (کتاب کیا ہی اچھا دوست ہے)

دوسری مثال: بِئْسَ الْحَدِيْثُ اَلْكِذْبُ. (جھوٹ کیا ہی بری بات ہے)

اس جملے کو یوں بھی کہہ سکتے ہیں۔ اَلْكِذْبُ بِئْسَ الْحَدِيْثُ. (جھوٹ کیا ہی بری بات ہے)

۶- کبھی کبھی مخصوص بالمدح اور مخصوص بالذم کو قرینے کی موجودگی میں حذف بھی کر دیا جاتا ہے، جیسے: نِعْمَ الْـمَاهِدُوْنَ. (ہم کیا خوب (زمین کو) بچھانے والے ہیں) یہاں نَحْنُ محذوف ہے اسی طرح نِعْمَ الْمُوْلَی وَنِعْمَ النَّصِیْرُ میں ھو محذوف ہے۔

۷- مخصوص بالمدح اور مخصوص بالذم اکثر فاعل کے بعد آتے ہیں اور یہ مرفوع ہوتے ہیں، ان کا واحد، تثنیہ وجمع اور تذکیر وتانیث میں فاعل کے موافق ہونا ضروری ہے، جیسے: نِعْمَ الرَّجُلُ زَیْدٌ، نِعْمَ الرَّجُلَانِ الزَّیْدَانِ، نِعْم الرِّجَالُ الزَّیْدُوْنَ.

۸- مخصوص بالمدح اور مخصوص بالذم کو فعل اور فاعل کے درمیان میں نہیں لاسکتے، البتہ فعل پر مقدم کرسکتے ہیں، جیسے: زَیْد نِعْمَ الرَّجُل.

۹-نِعْمَ کے معنی میں حَبَّذَا بھی ہے، یہ عمل میں بھی نِعْمَ کی طرح ہے، اگر اس کے شروع میں لَا بڑھا دیا جائے تو یہ بِئْسَ کے معنی میں ہوگا، بِئْسَ کے معنی میں ایک اور فعل ہے سَاءَ اب ان کی مثالیں دیکھیں:

حَبَّذَا رَجُلٌ یَدْعُو اللهَ رَبَّهُ. (کیا ہی اچھا ہے وہ شخص جو اپنے رب اللہ کو پکارتا ہے)

لَا حَبَّذَا سُوْءُ الظَّنِّ بِالْـمُؤْمِنِ. (مؤمن کے ساتھ بدگمانی رکھنا کیا ہی بری چیز ہے)

سَاءَ رَجُلٌ یُحَدِّثُ بِکُلِّ مَا سَمِعَ. (کتنا برا ہے وہ آدمی جو ہر سنی ہوئی بات کہہ ڈالتا ہے)

تَمْرِينَاتٌ — مشقیں

(۱) افعال مدح وذم کن افعال کو کہتے ہیں، اور ان کو لانے کا کیا مقصد ہوتا ہے؟ (۲) افعال مدح وذم کتنے ہیں، مثالوں کے ساتھ بیان کریں (۳) نِعْمَ اور بِئْسَ جامد ہیں یا متصرف؟(۴) نِعْمَ اور بِئْسَ میں صرف واحد کا صیغہ آتا ہے یا تثنیہ اور جمع کا بھی آتا ہے (۵) نِعْمَ اور بِئْسَ کا فاعل لانے کی کتنی صورتیں ہیں؟ تمام صورتیں بیان کریں اور مثالیں بھی دیں،(۶) مخصوص بالمدح والذم کسے کہتے ہیں، اور وہ جملے میں کس مقام پر آتا ہے، مرفوع ہوتا ہے یا منصوب؟(۷) کیا مخصوص بالمدح والذم کو حذف بھی کیا جاسکتا ہے، اگر جواب ہاں میں ہے تو اسے کب حذف کرنا صحیح ہوگا؟ مثال بھی دیں۔(۸) نعم کے معنی میں دوسرا کون سے فعل ہے؟ اسی طرح بِئْسَ کے معنی میں بھی بتلائیں، مثال ضرور دیں۔(۹) ذیل میں کچھ جملے لکھے جارہے ہیں ان کو پڑھیں اور ان میں چاروں بلکہ پانچوں طرح کے افعال مدح وذم متعین کریں۔

۱- نِعْمَ الْقَائِدُ السُّلْطَانُ صَلَاحُ الدِّيْنِ الْأَيُّوْبِيْ. (بہترین قائد سلطان صلاح الدین ایوبی ہیں) بِئْسَ خُلُقُ الْـمُؤْمِنِ الْكِذْبُ. (مومن کا بدترین اخلاق جھوٹ بولنا ہے) نِعْمَ مَصْدَرُ الْخِصْبِ الْأَنْهَارُ الْجَارِيَةُ. (خوش حالی کا بہترین سرچشمہ بہتی ہوئی نہریں ہیں) بِئْسَ جَلِيْسُ السُّوْءِ اَلنَّمَّامُ. (کیا ہی برا ہم نشیں چغل خور ہے) نِعْمَ مَا تَقْرَأُ قَصَصُ الْأَنْبِيَاءِ وَالصَّحَابَةِ. (بہترین چیز جو تم پڑھتے ہو وہ انبیاء اور صحابہ کے واقعات ہیں) نِعْمَ سَلَاحًا اَلْعَفْوُ عِنْدَ الْـمَقْدَرَةِ.

(قدرت رکھنے پر معاف کرنا بہترین ہتھیار ہے) حَبَّذَا جَوُّ مِنْطَقَةِ دِيُوبَنْد. (دیوبند کے علاقے کی فضا کس قدر اچھی ہے) لَا حَبَّذَا يَوْمٌ لَا تَعْمَلُ فِيْهِ خَيْرًا. (کیا ہی برا ہے وہ دن جس میں تم اچھا کام نہ کرو) سَاءَ التَّاجِرُ مُحْتَكِرُ السِّلَعِ. (سامان کی ذخیرہ اندوزی کرنے والا تاجر کتنا برا ہے) كَانَ عُمَرُ عَادِلًا فَنِعْمَ الْخَلِيْفَةُ. (حضرت عمر عدل پرور تھے، چناں چہ کتنے اچھے خلیفہ تھے) حَبَّذَا دَارُ الْعُلُوْمِ دِيُوبَنْد النَّاشِرَةُ لِلْعِلْمِ وَالْعِرْفَانِ. (علم و عرفان پھیلانے والا دار العلوم دیوبند کتنا اچھا ہے)

اَلدَّرْسُ الْخَامِسُ وَالسَّبْعُوْنَ — پچھترواں سبق

إِسْمُ الْمُبَالَغَةِ اسم مبالغہ

۱- اسم مبالغہ اسم فاعل ہی کی ایک قسم ہے، اسم فاعل کی طرح یہ بھی فعل کرنے والے پر دلالت کرتا ہے، دونوں میں فرق صرف اتنا ہے کہ یہ فعل کے معنی میں زیادتی، قوت اور مبالغہ پیدا کر دیتا ہے، مثال کے طور پر شَكَرَ سے اسم فاعل شَاكِرٌ ہے، جس کے معنی ہیں "شکر کرنے والا" اسم مبالغہ ہے شَكُوْرٌ، اس کے معنی ہیں "بہت زیادہ اور کثرت سے شکر کرنے والا" چناں چہ ایسا اسم فاعل جو فعل کے کرنے والے پر دلالت کرنے کے ساتھ ساتھ فعل کے معنی میں ایک طرح کی زیادتی اور کثرت کے معنی پر دلالت کرے اسے اسم مبالغہ کہتے ہیں۔

۲- عربی میں اسم مبالغہ کے مشہور اوزان یہ ہیں۔

(۱) فَعَّالٌ جیسے: مَنَّاعٌ بہت زیادہ روکنے والا، قَوَّامٌ بہت زیادہ سیدھا کھڑا

رہنے والا، صَوَّامٌ بہت زیادہ روزے رکھنے والا، تَوَّابٌ بہت زیادہ توبہ قبول کرنے والا۔

(۲) مِفْعَالٌ جیسے: مِطْعَانٌ بہت زیادہ عیب لگانے والا، مِهْذَارٌ بہت زیادہ بکواس کرنے والا، مِعْوَانٌ بہت زیادہ مدد کرنے والا، مِفْرَاحٌ بہت زیادہ خوش ہونے والا۔

(۳) فَعُولٌ جیسے: غَفُوْرٌ بہت زیادہ مغفرت کرنے والا، صَبُوْرٌ بہت زیادہ صبر کرنے والا، حَسُوْدٌ بہت زیادہ حسد کرنے والا، کَذُوْبٌ بہت زیادہ جھوٹ بولنے والا۔

(۴) فَعِيْلٌ جیسے: عَلِيْمٌ بڑا جاننے والا، قَدِيْرٌ بڑی قدرت رکھنے والا، سَمِيْعٌ نہایت سننے والا، خَبِيْرٌ بڑا باخبر۔

(۵) فَعِلٌ جیسے: حَذِرٌ نہایت محتاط، قَلِقٌ انتہائی بے چین ومضطرب، فَهِمٌ بہت زیادہ سمجھ دار، وَجِلٌ بہت زیادہ ڈرنے والا۔

۳- اسم مبالغہ صرف ثلاثی، متصرف اور متعدی افعال کے مصادر سے مشتق ہوتا ہے صرف فَعَّالٌ ایسا اسم مبالغہ ہے جو ثلاثی لازم اور متعدی دونوں سے بنتا ہے، جیسے حَلَّافٌ (بہت زیادہ قسمیں کھانے والا) فعل لازم حَلَفَ کے مصدر سے بنا ہے، غیر ثلاثی افعال کے مصادر سے اسم مبالغہ شاذ ونادر ہی آتا ہے، جیسے: مِعْطَاءٌ (بہت زیادہ دینے والا) فعل أَعْطَى کے مصدر إِعْطَاء سے، اور نَذِيْرٌ فعل أَنْذَرَ کے مصدر إِنْذَار سے مشتق ہے۔

۴- فَعَّالٌ مبالغے کا صیغہ ہے، جیسا کہ مثالوں سے واضح ہے، لیکن عربی میں بعض پیشہ ور لوگوں کے لئے بھی فَعَّالٌ کے وزن پر الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں، جیسے: نَجَّارٌ بڑھئی، خَبَّازٌ روٹی پکانے والا، نَسَّاجٌ بُننے والا، طَحَّانٌ آٹا پیسنے والا، نَدَّافٌ روئی کاتنے والا۔

۵- مبالغے کا صیغہ بھی وہی عمل کرتا ہے جو اسم فاعل کرتا ہے، اور شرائط بھی وہی ہیں جو اسم فاعل کے عمل کی شرائط ہیں، جیسے: طَمْأَنْتُ الرَّجُلَ الْقَلِقَ بَالُهُ. (میں نے اس شخص کو اطمینان دلایا جس کا دل پریشان تھا)

اس جملے میں بَالُ صیغۂ مبالغہ اَلْقَلِقُ کا فاعل ہے، کیوں کہ اس پر الف لام داخل ہے، اس نے اپنے فاعل کو رفع دیا ہے، إِنَّ اللهَ سَمِيْعٌ الدُّعَاءَ (بلا شبہ اللہ تعالیٰ دُعا سننے والا ہے)

اس جملے میں الدُّعَاءَ صیغۂ مبالغہ سَمِيْعٌ کا مفعول بہ ہے، یہ اَلْ سے خالی ہے، اور حال واستقبال پر دلالت کرتا ہے، اور اس کے شروع میں مبتدا ہے۔

تَمْرِيْنَاتٌ — مشقیں

(۱) اسم مبالغہ کسے کہتے ہیں، اسم فاعل اور اسم مبالغہ میں کیا فرق ہے؟ مثال دے کر سمجھائیں۔ (۲) اسم مبالغہ کے مشہور اوزان کتنے ہیں؟ تمام اوزان کی مثال ضرور دیں۔ (۳) اسم مبالغہ عام طور پر کن افعال کے مصدروں سے مشتق ہوتا ہے؟ (۴) افعال کے وزن پر اسم مبالغہ کے علاوہ بھی کچھ دوسرے الفاظ آتے ہیں اور وہ کس طرح کے ہوتے ہیں؟ مثال میں دو چار الفاظ بیان کریں۔ (۵) اسم مبالغہ اپنے بعد والے لفظ پر

کیا عمل کرتا ہے؟ تفصیل سے سمجھائیں اور مثالیں بھی دیں۔(٦) ذیل میں کچھ جملے لکھے جارہے ہیں ان میں اسم مبالغہ کے صیغے تلاش کیجئے اور کس صیغے نے کیا عمل کیا ہے وہ بھی بتلایئے۔

اَلْـمُؤْمِنُ شَكُوْرٌ رَبَّهُ عَلٰى نِعَمِهِ. (مؤمن اپنے رب کا اس کی نعمتوں پر بہت زیادہ شکر ادا کرنے والا ہوتا ہے) اَلْكَرِيْمُ مِنْحَارٌ اِبِلَهُ لِضُيُوْفِهِ. (سخی آدمی اپنے مہمانوں کے لیے بہ کثرت اونٹ ذبح کرتا ہے) إِنَّ اللهَ سَمِيْعٌ دُعَاءَ الْمَظْلُوْمِ. (اللہ تعالیٰ مظلوموں کی دُعا زیادہ سننے والا ہے) كُنْ حَذِرًا اَصْدِقَاءَ السُّوْءِ. (برے دوستوں سے بہت زیادہ احتیاط کرو) مِنْ عَلَامَاتِ الْمُنَافِقِ إِنَّهُ مِخْلَافٌ لِلْوَعْدِ. (منافق کی علامتوں میں سے یہ ہے کہ وہ وعدے کی بہت زیادہ خلاف ورزی کرتا ہے) وَأَنَّ اللهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِلْعَبِيْدِ. (اور بلاشبہ اللہ بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے) الْمُؤْمِنُ صَبُوْرٌ، شَكُوْرٌ، لَا نَمَّامٌ وَلَا مُغْتَابٌ، وَلَا حَسُوْدٌ، وَلَا حَقُوْدٌ، وَلَا مُخْتَالٌ. (مؤمن نہایت صبر کرنے، بے حد شکر گزار ہوتا ہے، چغل خوری اور غیبت کرنے والا نہیں ہوتا، اور نہ حسد کرنے والا ہوتا ہے، نہ دل میں کینہ رکھنے والا ہوتا ہے اور نہ متکبر ہوتا ہے)۔ إِنَّ إِبْرَاهِيْمَ لَأَوَّاهٌ حَلِيْمٌ. (بلاشبہ ابراہیم علیہ السلام نہایت آہیں بھرنے والے اور نہایت بردبار تھے) وَكَفٰى بِاللهِ حَسِيْبًا. (اور خدا ہی حساب کرنے کو کافی ہے) إِنَّهُ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا. (بلاشبہ وہ بڑا ظالم بڑا نادان ہے)

اَلدَّرْسُ السَّادِسُ وَالسَّبْعُوْنَ ـــ چھیترواں سبق

حُرُوْفُ الْقَسَمِ حروفِ قسم

۱- قسم کے ذریعے کلام میں زور، قوت اور تاکید پیدا کی جاتی ہے، جملہ قسمیہ کے تین جز ہوتے ہیں۔ (۱) حرف قَسَمْ (۲) مُقْسَم به جس کی قسم کھائی جائے۔ (۳) جواب قَسَمْ۔

ذیل کی مثال دیکھیے:

وَاللہِ لَنْ يَّضِيْعَ حَقُّنَا. (اللہ کی قسم ہمارا حق ضائع نہیں ہو گا)

اس جملے میں واؤ: حرفِ قَسَم، اللہِ مُقْسَمْ بہ مجرور بالکسر، لَنْ يَّضِيْعَ حَقُّنَا: جوابِ قسم۔

۲- ذیل میں ان تینوں کی الگ الگ وضاحت کی جا رہی ہے۔

(الف) حُرُوْفُ الْقَسَمِ: حروف قسم تین ہیں: اَلْوَاوُ اَلْبَاءُ اَلتَّاءُ

یہ تینوں اصلاً حروفِ جر ہیں، اپنے بعد والے لفظ پر کسرہ دیتے ہیں، اول الذکر دونوں حروف (واؤ اور یاء) عام ہیں، حرف تاء اللہ تعالیٰ کی قسم کھانے کے لیے مخصوص ہے۔

(ب) مُقْسَمْ بِهِ: صرف اللہ کی قسم کھائی جاتی ہے، اس لیے حقیقت میں مُقْسَم بہ صرف اللہ ہے، یا وہ الفاظ ہیں جو اللہ رب العزت کی ذات والا صفات کی طرف اشارہ کرتے ہوں، مگر معاشرے میں کچھ اور قسمیں بھی کھائی جاتی ہیں اور لوگ غیر اللہ کو بھی مُقْسَم بہ بنا لیتے ہیں۔ جیسے:

وَحَقِّكَ: (تیرے حق کی قسم)

بِرَأْسِكَ: (تیرے سر کی قسم)

بِحَيَاتِكَ: (تیری جان کی قسم)

(ج) جواب قسم جملہ فعلیہ ہوتا ہے، یا جملہ اسمیہ، اگر جواب قسم مثبت جملہ اسمیہ ہو تو اس کی تاکید إِنَّ اور لام تاکید کے ذریعے یا صرف إِنَّ کے ذریعے کرنی ضروری ہے، جیسے: وَاللهِ إِنَّ السَّاكِتَ عَنِ الْحَقِّ شَيْطَانٌ أَخْرَسُ. (خدا کی قسم حق بات کہنے سے خاموش رہنے والا گونگا شیطان ہے) وَاللهِ إِنَّ فَاعِلَ الْخَيْرِ لَمَحْبُوْبٌ. (خدا کی قسم خیر کا کام کرنے بڑا ہی محبوب ہوتا ہے) دونوں جملوں میں جواب قسم مثبت جملہ اسمیہ ہے، پہلے جملے میں تاکید صرف اِنَّ سے کی گئی ہے، اور دوسرے جملے میں إِنَّ کے ساتھ ساتھ لام تاکید بھی لایا گیا ہے، اس کے برعکس اگر جواب قسم منفی جملہ اسمیہ ہو تو پھر تاکید کی ضرورت نہیں ہے، جیسے: وَاللهِ لَا نَجَاحَ وَلَا فَوْزَ إِلَّا بِالْجِدِّ وَالْمُثَابَرَةِ. (خدا کی قسم کامیابی وکامرانی صرف محنت اور مستقل مزاجی ہی میں ہے)

اور اگر جواب قسم مثبت جملہ فعلیہ ہو اور اس کا فعل مضارع ہو تو لام قسم اور نونِ تاکید کے ذریعے جواب قسم کو مؤکد کیا جائے گا، جیسے: وَاللهِ لَأُطِيْعَنَّ وَالِدَيَّ. (اللہ کی قسم میں اپنے والدین کی اطاعت کروں گا)

اور اگر فعل ماضی ہو تو لام اور قد سے تاکید کی جائے گی، ایسے جملے میں قد سے بھی تاکید کی جاسکتی ہے، جیسے: تَاللهِ لَقَدْ آثَرَكَ اللهُ عَلَيْنَا. (خدا کی قسم اللہ نے تم کو ہم پر ترجیح دی ہے)

تَاللهِ قَدْ أَطَعْتُ أَمْرَ الْأُسْتَاذِ. (خدا کی قسم میں نے استاذ کے حکم کی اطاعت کی ہے)

اور اگر جواب قسم منفی جملہ فعلیہ ہو تو تاکید نہیں کی جائے گی، جیسے: وَاللهِ لَا

تَضِيعُ جُهُوْدُكَ. (خدا کی قسم تمہاری کوششیں ضائع نہیں جائیں گی)

۳- کبھی کبھی شرط اور قسم دونوں ایک ہی جملے میں جمع ہو جاتے ہیں، ایسی صورت میں جواب ان دونوں میں سے پہلے کے مطابق ہو گا، یعنی اگر جملے میں شرط پہلے ہے تو جواب میں جواب شرط کے قواعد جاری ہوں گے، اور قسم پہلے ہے تو جواب میں جواب قسم کے قواعد جاری ہوں گے، جیسے: إِنْ أَتْقَنْتَ الْعَمَلَ وَاللهِ تَنْجَحْ. (اگر تم نے کام اچھی طرح انجام دیا تو اللہ کی قسم تم کامیابی حاصل کروگے) وَاللهِ إِنْ أَتْقَنْتَ الْعَمَلَ لَتَنْجَحَنَّ. (اللہ کی قسم! اگر تم نے کام اچھی طرح کیا تو تم ضرور کامیابی حاصل کروگے)

پہلے جملے میں جواب مجزوم ہے، کیوں کہ کلام کا آغاز حرف شرط اور فعل شرط سے ہوا ہے، دوسرے جملے میں جواب کی تاکید لام تاکید اور نون تاکید کے ذریعے کی گئی ہے، کیوں کہ جملے کی ابتدا حرف قسم اور مقسم بہ سے ہو رہی ہے۔

تَمْرِيْنَاتٌ — مشقیں

۱- کلام میں قسم کس لیے لائی جاتی ہے؟ ۲- حروف قسم کتنے ہیں، ان میں سے کون سا حرف اللہ کے لیے مخصوص ہے؟ ۳- مقسم بہ کس کو کہتے ہیں؟ جواب قسم کی تعریف بھی کریں، ۴- جواب قسم اگر جملہ فعلیہ مثبت ہو تو وہ کس حرف کے ساتھ مؤکد ہو گا، اور اگر جملہ فعلیہ منفی ہو تو اس کی تاکید کی جائے گی یا نہیں؟ مثال ضرور دیں، ۵- جواب قسم جملہ اسمیہ مثبت اور منفی ہونے میں کچھ فرق ہے یا نہیں، مثال ضرور دیں۔ ٦- اگر ایک ہی جملے میں شرط اور قسم دونوں ہوں تو جواب قسم میں شرط کی رعایت کی جائے گی یا قسم کی؟ مثالیں ضرور دیں، ۷- ذیل میں کچھ جملے لکھے جا رہے ہیں، ان میں حرف قسم مقسم بہ اور جواب قسم متعین کر کے لکھیے کہ جواب قسم میں جملہ فعلیہ ہے یا جملہ اسمیہ، نیز منفی

اور مثبت بھی بتلائیں۔

بِاللهِ لَأَقُوْلَنَّ خَيْرًا. (خدا کی قسم میں اچھی بات ہی کہوں گا) أُقْسِمُكَ بِاللهِ لَأُسَاعِدَنَّ الْمُحْتَاجِيْنَ. (خدا کی قسم میں محتاجوں کی مدد ضرور کروں گا) يَمِيْنًا بِاللهِ سَنَبْذُلُ جُهْدَنَا. (اللہ کی قسم ہم اپنی کوشش صرف کریں گے) أَحْلِفُ أَنِّي لَمْ أَذْهَبْ مَعَهُ. (میں بہ حلف کہتا ہوں کہ میں اس کے ساتھ نہیں گیا) تَاللهِ إِنَّكَ لَصَادِقٌ. (خدا کی قسم تم بڑے سچے ہو) وَحَقِّكَ لَسَوْفَ أَخْدِمُ الْوَطَنَ. (تیرے حق کی قسم میں وطن کی خدمت ضرور کروں گا) تَاللهِ لَأَعْطِفَنَّ عَلَى الْيَتِيْمِ. (خدا کی قسم میں یتیم پر شفقت ضرور کروں گا) وَاللهِ لَا أَمْدَحُ إِمْرَأً حَتَّى أُجَرِّبَهُ. (خدا کی قسم میں آزمائے بغیر کسی کی تعریف نہیں کروں گا) إِنْ تَسْلُكْ سَبِيْلَ الْخَيْرِ وَاللهِ تَسْتَقِمْ أُمُوْرُكَ. (اگر تم بھلائی کے راستے پر چلو گے تو خدا کی قسم تمہارے معاملات اچھے رہیں گے) أَنْتَ وَاللهِ إِنِ اتَّبَعْتَ نُصْحَ أُسْتَاذِكَ لَتُصْبِحَنَّ عَالِمًا كَبِيْرًا. (خدا کی قسم اگر تم نے اپنے استاذ کی نصیحت پر عمل کیا تو تم ایک بڑے عالم بنو گے) إِنْ أَتْقَنْتَ الْعَمَلَ وَحَقِّكَ أُضَاعِفْ لَكَ الْأَجْرَ. (اگر تم نے اچھا کام کیا تو تمہاری قسم میں تمہاری اجرت بڑھا کر دوں گا)

اَلدَّرْسُ السَّابِعُ وَالسَّبْعُوْنَ ـــــ سترواں سبق

اِسْمُ الْاِخْتِصَاصِ اسم اختصاص

۱- کبھی کبھی جملے میں ضمیر متکلم مفرد یا ضمیر متکلم جمع کے بعد کوئی ایسا اسم ظاہر لایا جاتا ہے جو اس ضمیر کے مقصد اور اس کی مراد کو متعین کرتا ہو، جیسے:

أَنَا- الطَّالِبَ- أَتَلَقَّى الْعِلْمَ. (میں- بہ حیثیت طالب علم- علم حاصل کر رہا ہوں) نَحْنُ- الْجُنُوْدَ- نُدَافِعُ عَنِ الْوَطَنِ. (ہم- یعنی فوجی- وطن کا دفاع کر رہے ہیں) عَلَيْنَا- مَعْشَرَ الْـمُسْلِمِيْنَ- مَسْئُوْلِيَّةٌ عَظِيْمَةٌ. (ہم پر- مسلمان ہونے کی حیثیت سے- بڑی ذمہ داری ہے)

۲- اس اسم ظاہر کو جو ضمیر کا مقصود واضح کرنے والا ہے اسم مخصوص کہتے ہیں، اوپر کی مثالوں میں اَلطَّالِبَ، اَلْجُنُوْدَ، مَعْشَرَ الْـمُسْلِمِيْنَ. اپنے اپنے جملوں میں اسم مخصوص ہیں، یہ اسم مخصوص مفعول بہ ہونے کیوجہ سے منصوب ہوتا ہے، اس سے پہلے ایک فعل محذوف مانا جاتا ہے جو یہ ہے، أَخُصُّ: ضمیر کے بعد اسم ظاہر سے پہلے اس فعل کا حذف کرنا ضروری ہے۔

۳- کبھی اسم مختص لفظ أَيُّهَا یا أَيَّتُهَا ہوتا ہے، اور اس کے بعد اسم ظاہر مرفوع ہوتا ہے، اس صورت میں لفظ أَيُّ أَيَّةُ محل نصب میں مبنی علی الضم ہوگا، اور اس کے بعد آنے والا اسم ظاہر صفت ہونے کی وجہ سے مرفوع ہوگا، جیسے: إِنَّنَا- أَيُّهَا الْأَطِبَّاءُ- نُعَالِجُ الْـمَرْضَى. (ہم لوگ- اے ڈاکٹرو- مریضوں کا علاج کرتے ہیں)

تَمْرِيْنَاتٌ ــــ مشقیں

۱- اسم الاختصاص کسے کہتے ہیں؟ ۲- اسم الاختصاص کا اعراب کیا ہوتا ہے اور کیوں ہوتا ہے؟ ۳- کیا أَيُّهَا اور أَيَّتُهَا بھی اسم مختص ہوتا ہے، اس صورت میں اس کے بعد والے اسم ظاہر پر کیا اعراب ہوتا ہے؟ ۴- ذیل میں کچھ جملے لکھے جارہے ہیں، ان میں اسم مخصوص متعین کریں۔

نَحْنُ -الشُّبَّانَ- نُجِلُّ آرَاءَ الْـمُجَرِّبِيْنَ. (ہم، نوجوان، تجربہ کاروں کی

آراء کا احترام کرتے ہیں) نَحْنُ -الطَّلَبَةَ- شِعَارُنَا الْجِدُّ، (ہمارا، طلبہ ہونے کی حیثیت سے، محنت کرنا شعار ہے)، نَحْنُ -مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ- نُغِيْثُ الْمَلْهُوْفَ وَنُكْرِمُ الضُّيُوْفَ. (ہم، بحیثیت مسلمان، مظلوم کی مدد کرتے ہیں، اور مہمانوں کا اکرام کرتے ہیں) أَنَا -الطَّالِبَ- فِي حَاجَةٍ إِلَى مُطَالَعَةِ الْكُتُبِ. (میں، بہ حیثیت طالب علم، کتابوں کے مطالعے کا محتاج ہوں) إِنَّا -الآبَاءَ- لَانَدَّخِرُ جُهْدًا فِي تَرْبِيَةِ أَبْنَاءِنَا، (ہم لوگ باپ ہونے کی حیثیت سے، اپنی اولاد کی تربیت کرنے میں کوئی کوشش بچا کر نہیں رکھتے) اِتَّبِعُوْنِيْ- أَيُّهَا الطُّلَّابُ- تَفُوْزُوْا. (اے طالبانِ علم میرے نقش قدم پر چلو کامیاب رہوگے) إِنِّي -أَيُّهَا الْإِخْوَةُ- لَا أَهَابُ الْمَوْتَ (میں، اے بھائیو! موت سے نہیں ڈرتا)

الدَّرْسُ الثَّامِنُ وَالسَّبْعُوْنَ —— اٹھترواں سبق

الْحُرُوْفُ الْعَامِلَةُ وَالْحُرُوْفُ غَيْرُ الْعَامِلَةِ

حروف عاملہ اور حروف غیر عاملہ

۱- حروف دو طرح کے ہوتے ہیں، عاملہ اور غیر عاملہ۔

۲- حروف عاملہ: وہ حروف ہیں جو اسم یا فعل پر داخل ہوتے ہیں اور اس میں اعراب کی تبدیلی پیدا کرتے ہیں، حروف عاملہ کی چار قسمیں ہیں۔

(۱) حروف ناسخہ، ان کی بھی دو قسمیں ہیں، پہلی قسم میں وہ حروف شامل ہیں جو مبتدا کو نصب دیتے ہیں اور خبر کو رفع، جیسے: إِنَّ أَنَّ كَأَنَّ لَكِنَّ لَيْتَ لَعَلَّ اور لائے نفی جنس، دوسری قسم میں وہ حروف ہیں جو مبتدا کو رفع دیتے ہیں اور خبر کو

نصب، جیسے: مَا لَا لَاتَ اور إِن، یہ حروف لَیْسَ کے مشابہ ہوتے ہیں اور وہی عمل کرتے ہیں جو لَیْسَ کرتا ہے، پہلی قسم کو حروف مشبہ بالفعل إِنَّ وَأَخَوَاتُهَا بھی کہتے ہیں، اور دوسری قسم کو مَا وَلَا مُشَابِهَتَانِ به لَيْسَ کہتے ہیں۔

(۲) حُرُوْفُ الْجَرِّ؛ یہ حروف اپنے بعد والے اسم پر جر دیتے ہیں، حروف جر یہ ہیں: مِنْ إِلَى عَنْ عَلَى فِي اَلْبَاءُ اَلْكَافُ اَللَّامُ وَاوُ الْقَسَم تَاءُ الْقَسَمِ حَتَّى رُبَّ مُذْ مُنْذُ خَلَا عَدَا حَاشَا.

(۳) حُرُوْفُ نَصْبِ الْمُضَارِعِ؛ یہ حروف مضارع پر داخل ہوتے ہیں اور اسے منصوب کرتے ہیں، مضارع کو نصب دینے والے حروف یہ ہیں: اَنْ لَنْ كَيْ إِذَنْ.

(۴) حُرُوْفُ جَزْمِ الْمُضَارِعِ؛ یہ حروف مضارع پر داخل ہوتے ہیں اور اس کو جزم دیتے ہیں، مضارع کو جزم دینے والے حروف یہ ہیں: لَمْ لَمَّا لَامُ الْأَمْرِ لَاالنَّاهِيَةُ إِنْ مَنْ وغیرہ۔

(۵) حُرُوْفُ النِّدَاءِ؛ جس اسم پر حرفِ ندا داخل ہو، اس کو منادٰی کہتے ہیں، منادٰی کبھی مرفوع اور کبھی منصوب ہوتا ہے، حروف نداء یہ ہیں، يَا أ أَيَا هَيَّا أَيْ.

ان تمام حروف کا بیان پچھلے اسباق میں گذر چکا ہے۔

۳- حروفِ غیر عاملہ؛ وہ حروف ہیں جو کسی کلمے پر یا کسی جملے پر داخل ہوتے

ہیں، لیکن ان میں کوئی اعرابی تبدیلی پیدا نہیں کرتے، حروف غیر عاملہ تیرہ طرح کے ہوتے ہیں، (۱) حروفِ عاطفہ، (۲) حروفِ استفہام (۳) حروفِ ایجاب (۴) حروفِ استقبال (۵) حروفِ تفسیر (۶) حروفِ شرط غیر جازمہ (۷) حروفِ تحضیض (۸) حروفِ تنبیہ (۹) حروفِ تاکید (۱۰) حروفِ مصدریہ (۱۱) حروفِ ردع (۱۲) حروفِ زیادت۔

۴- حروف عاطفہ اور حروف استفہام کا بیان پچھلے اسباق میں گزر چکا ہے، طلبۂ عزیز وہاں دیکھ لیں، یا اساتذہ اُن اسباق کا خلاصہ بیان کر دیں، ذیل میں باقی گیارہ قسم کے حروف بیان کئے جاتے ہیں۔

اَلدَّرْسُ التَّاسِعُ وَالسَّبْعُوْنَ —— انہترواں سبق

حُرُوْفُ الْإِيْجَابِ حروفِ ایجاب

۱- حروفِ ایجاب وہ حروف ہیں جن کے ذریعے کسی سوال کا، اعتراض کا، بلانے کا یا کسی پیغام وغیرہ کا جواب دیا جاتا ہے، ان کو حروفِ جواب بھی کہا جاتا ہے، یہ حروف چھ ہیں: نَعَمْ بَلَى أَجَلْ إِيْ جَيْرِ إِنَّ.

۲- **نَعَمْ**: یہ حرف کلام سابق کی تاکید کے لئے آتا ہے، خواہ وہ کلام مثبت ہو یا منفی، خبر ہو یا انشاء، جیسے: أَجَاءَ بَكْرٌ. (کیا بکر آیا) أَلَمْ يَقُمْ خَالِدٌ. (کیا خالد کھڑا نہیں ہوا) ذَهَبَ حَامِدٌ إِلَى الْمَدْرَسَةِ. (حامد مدرسہ گیا) سَعِيْدٌ لَمْ يَحْضُرْ فِي الْفَصْلِ. (سعید درسگاہ میں نہیں آیا) ان سب کے جواب میں نَعَمْ (ہاں) کہا جائے گا، اگر جواب اثبات میں دینا ہے، یعنی نَعَمْ اس کی نفی کو ختم کر کے مثبت معنی میں کر دیتا

ہے۔

۳- بَلَی؛ جملہ منفیہ کے بعد اس کی نفی کو ختم کرنے کے لیے آتا ہے، یعنی اس کی نفی کو ختم کرکے مثبت معنی میں کر دیتا ہے، خواہ وہ جملہ خبریہ منفی ہو، جیسے: لَمْ يَذْهَبْ حَامِدٌ إِلَى الْمَدْرَسَةِ. (حامد مدرسے نہیں گیا) یا جملہ انشائیہ ہو، جیسے اللہ نے دریافت کیا، اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ. (کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں) اس کے جواب میں لوگوں نے عرض کیا بَلَی (کیوں نہیں)

۴- إِيْ؛ اُس بات کو ثابت کرنے کے لیے آتا ہے جس کو لفظ استفہام کے ذریعے پوچھا گیا ہو، اس کے جواب میں قسم ضروری ہے، جیسے آپ سے یہ پوچھا جائے، هَلْ اَدَّيْتَ الصَّلَاةَ. (کیا آپ نے نماز ادا کرلی؟) اس کے جواب میں آپ یہ کہیں گے، إِيْ وَاللهِ اَدَّيْتُ (ہاں خدا کی قسم میں نے ادا کرلی) یا یہ کہیں گے، إِيْ وَاللهِ مَا اَدَّيْتُ (نہیں خدا کی قسم میں نے ادا نہیں کی)

اَجَل، جَيْرِ، إِنَّ؛ یہ تینوں حروف خبر دینے والے کی تصدیق کے لیے آتے ہیں، جیسے: کوئی آپ سے کہے، ذَهَبَ الْوَلَدُ إِلَى الْمَدْرَسَةِ. (لڑکا مدرسے گیا) آپ اس کے جواب میں، اَجَلْ، جَيْرِ یا إِنَّ کہہ سکتے ہیں، اس کا مطلب ہوگا آپ صحیح کہتے ہیں، لڑکا مدرسے گیا ہے، مگر جَيْرِ اور إِنَّ کا اس مفہوم میں استعمال نہ ہونے کے برابر ہے۔

تَمْرِيْنَاتٌ — مشقیں

۱- حروف ایجاب کی تعریف کیجئے، ۲- حروفِ ایجاب کتنے ہیں اور کون کون سے ہیں؟ ۳- حروف ایجاب میں سے ہر حرف کی وضاحت کیجئے اور مثال بھی دیجئے۔ ۴- حسب ذیل جملوں میں حروف ایجاب لائے گئے ہیں آپ انہیں متعین کر کے بتلائیں۔

فَهَلْ وَجَدتُّم مَّا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقّاً قَالُواْ نَعَمْ. (تمہارے پروردگار نے جو وعدہ کیا تھا کیا تم نے بھی اسے سچا پایا، وہ جواب میں کہیں گے، ہاں)

زَعَمَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَن لَّن يُبْعَثُوا قُلْ بَلَى وَرَبِّي. (جن لوگوں نے کفر اپنا لیا وہ یہ دعوی کرتے ہیں کہ انہیں دوبارہ زندہ نہیں کیا جائے گا، کہہ دو کیوں نہیں، میرے پروردگار کی قسم)

أَيَحْسَبُ الْإِنسَانُ أَلَّن نَجْمَعَ عِظَامَهُ بَلَى قَادِرِينَ عَلَى أَن نُّسَوِّيَ بَنَانَهُ. (کیا انسان یہ سمجھ رہا ہے کہ ہم اس کی ہڈیوں کو اکٹھا نہیں کر سکیں گے، کیوں نہیں! جب کہ ہم اس پر بھی قدرت رکھتے ہیں)

وَيَسْتَنبِئُونَكَ أَحَقٌّ هُوَ قُلْ إِي وَرَبِّي إِنَّهُ لَحَقٌّ. (اور یہ لوگ تم سے پوچھتے ہیں کہ کیا یہ واقعی سچ ہے، کہہ دو میرے پروردگار کی قسم! ہاں! یہ بالکل سچ ہے)

اَلدَّرْسُ الثَّمَانُوْنَ — اسی واں سبق

حُرُوْفُ التَّفْسِيْرِ حروفِ تفسیر

۱- حروفِ تفسیر کا کام یہ ہے کہ وہ ما قبل کے مفہوم کی وضاحت کرتے ہیں، عربی زبان میں، دو حرف تفسیر ہیں۔

أَيْ اور أَنْ

۲- أَيْ یعنی کے معنی میں ہے، اس حرف سے ماقبل کی وضاحت ہوتی ہے، خواہ ماقبل میں مفرد لفظ ہو یا جملہ ہو، دونوں کی وضاحت کے لئے یہ حرف آتا ہے۔

أَيْ سے پہلے مفرد لفظ کی مثال: رَكِبْتُ جَوَادًا أَيْ حِصَانًا. (میں گھوڑے پر سوار ہوا) أَيْ سے پہلے جملے کی مثال: رَكِبَ بِسَيْفِهِ أَيْ: سَيْفُهُ مَعَهُ. (وہ اپنی تلوار کے ساتھ سوار ہوا یعنی تلوار اس کے ساتھ ہے)

۳- أَنْ (یعنی کہ) یہ أَنْ مفسرہ کہلاتا ہے، اس حرف سے صرف جملوں کی تفسیر ہوتی ہے، جیسے: فَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِ أَنِ اصْنَعِ الْفُلْكَ بِأَعْيُنِنَا. (ہم نے ان کی طرف وحی نازل کی کہ تم ہمارے سامنے کشتی بناؤ) وَنُودُواْ أَن تِلْكُمُ الْجَنَّةُ. (اور ان کو آواز دی گئی کہ وہ ہے جنت)

كَتَبْتُ إِلَيْهِمْ أَنِ اجْتَهِدُوْا. (میں نے ان کو لکھا کہ محنت کرو)

۴- أَنْ؛ مفسّرہ اسی وقت ہوتا ہے جب حسب ذیل تین شرطیں پائی جائیں (۱) حرف تفسیر أَنْ سے پہلے کوئی حرف جر نہ ہو، چنانچہ كَتَبْتُ إِلَيْهِ بِأَن يَجْتَهِدَ. (میں نے اس کو لکھا کہ وہ محنت کرے) أَنْ مفسرہ نہیں ہوگا، بلکہ ناصبہ مانا جائے گا، (۲) دوسری شرط یہ ہے کہ أَنْ مفسرہ سے پہلے جملہ مفیدہ ہونا چاہئے، چناں چہ اگر یہ کہا جائے آخِرُ دَعْوَاهُمْ أَنِ الْحَمْدُ لله رَبِّ الْعَالَمِيْنَ. (اور ان کی آخری پکار یہ ہوگی کہ تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے) تو یہ أَنْ مفسرہ نہیں ہوگا بلکہ أَنْ مخففہ مہملہ ہوگا کیوں کہ أَنْ سے پہلے جملہ مفیدہ نہیں ہے۔

(۳) تیسری شرط یہ ہے کہ أَنْ کے بعد جملہ ہونا چاہیے، یہ کہنا غلط ہوگا، أَوْحَيْتُ إِلَيْهِ كَلَاماً أَنْ خِطَابًا. بلکہ یہ کہا جائے گا: اَوْحَيْتُ إِلَيْهِ كَلَامًا أَيْ خِطَابًا.

۵- حرف تفسیر سے پہلے لفظ یا جملے کو مفسَّر اور بعد والے لفظ یا جملے کو مفسِّر کہتے ہیں اور یہ جملہ تفسیریہ کہلاتا ہے۔

تَمْرِيْنَاتٌ — مشقیں

۱- حروف تفسیر کی تعریف کیجیے، (۲) حروف تفسیر کتنے ہیں اور کون کون سے ہیں؟ مثال دے کر بتلایئے، (۳) أَيْ حرف سے پہلے مفرد لفظ آئے گا یا جملہ آئے گا؟ (۴) أَنْ کتنی شرطوں کے ساتھ حرف تفسیر بنتا ہے؟ وضاحت کریں اور اور مثالیں بھی دیں، (۵) ذیل میں کچھ جملے لکھے جارہے ہیں ان میں حروف تفسیر متعین کریں۔

عِنْدِيْ عَسْجَدٌ أَيْ ذَهَبٌ. (میرے پاس سونا ہے) قَطَعْتُهُ بِالْـمُدْيَةِ أَيْ بِالسِّكِّيْنِ (میں نے اسے چاقو سے کاٹا) رَمَّتُ الْعَظَمَ أَيْ كَسَرْتُهُ. (میں نے ہڈی توڑی) هٰذَا خَاتَمٌ مِنْ تِبْرٍ أَيْ مِنْ ذَهَبٍ. (یہ سونے کی انگوٹھی ہے) وَاَوْحَيْنَا إِلَى مُوْسَى أَنْ أَلْقِ عَصَاكَ. (اور ہم نے موسیٰ پر وحی نازل کی تم اپنی لاٹھی پھینک دو) اَشَرْتُ إِلَيْهِ أَنْ لَا تَفْعَلْ. (میں نے اسے اشارہ کیا کہ یہ کام نہ کرے) اِزْدَرَتُ الطَّعَامَ أَيْ اِبْتَلَعْتُهُ. (میں نے کھانا نگل لیا) وَاَوْحَى رَبُّكَ إِلَى النَّحْلِ أَنِ اتَّخِذِي مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا. (اور تیرے رب نے شہد کی مکھی کے دل میں یہ بات ڈال دی کہ تو پہاڑوں میں گھر بنا) إِنَّا اَرْسَلْنَا نُوْحًا إِلَى قَوْمِهِ أَنْ أَنْذِرْ قَوْمَكَ. (ہم نے نوح علیہ السلام کو ان کی قوم کی طرف رسول بنا کر بھیجا کہ تم اپنی قوم کو ڈراؤ)۔

مولانا ندیم الواجدی کی اہم تالیفات

عربی زبان سے متعلق

- معلم العربیہ تین حصے
- عربی بولئے
- عربی میں خط لکھئے
- عربی میں ترجمہ کیجئے
- التعبیرات المختارة
- خطب الجمعة والعیدین
- کیف تخطب باللغة العربیة
- عربی، انگلش، اُردو بول چال
- انگلش بولنا سیکھئے
- جدید عربی زبان ایسے بولئے
- القاموس الموضوعی (تین زبانوں میں موضوعاتی ڈکشنری)

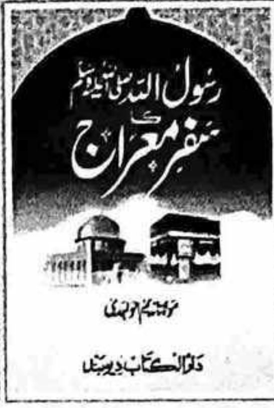
دیگر موضوعات پر

- احیاء العلوم (اُردو ترجمہ چار جلدوں میں)
- نئے ذہن کے شبہات اور اسلام کا موقف
- آئینۂ افکار
- رشحات قلم
- مسلمانوں کی ملی اور سیاسی زندگی
- ہمارے مدارس؛ مزاج اور منہاج
- اسلام؛ حقائق اور غلط فہمیاں
- اسلام اور ہماری زندگی
- خدا رحمت کند
- رمضان؛ نیکیوں کا موسم بہار
- رمضان کیسے گزاریں اُردو
- رمضان کیسے گزاریں ہندی

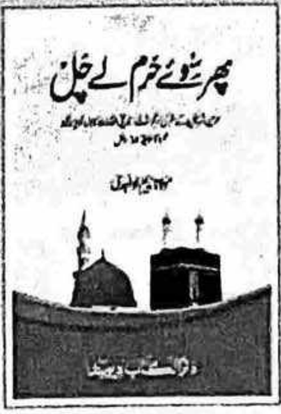
- آج رات کی تراویح اُردو
- آج رات کی تراویح ہندی
- حج؛ فضائل ومسائل اور دعائیں (اردو)
- آزادی سے جمہوریت تک
- حج؛ فضائل ومسائل اور دعائیں (ہندی)
- پھر سوئے حرم لے چل
- قرآن کریم کے واقعات
- ملت اسلامیہ کا دھڑکتا ہوا دل
- نگارشات
- لہو پکارے گا آستین کا
- تین طلاق؛ عوام کی عدالت میں
- انسانی مسائل؛ اسلامی تناظر میں
- رسول اللہ ﷺ کا سفر معراج
- عمرہ؛ فضائل ومسائل اور دعائیں (اردو)
- عمرہ؛ فضائل ومسائل اور دعائیں (ہندی)
- شب برأت اور شب قدر
- سیرت نگاری اور سیرت کی کتابیں
- رسول اللہ ﷺ کی جنگی مہمات
- آسان اور مکمل؛ قواعد النحو
- عید الاضحی؛ تاریخ، فضائل، مسائل اور خطبے
- قیامت کی نشانیاں اور مولانا وحید الدین خاں کے نظریات
- بے مثال شخصیت اور باکمال استاذ (شیخ الحدیث حضرت مولانا واجد حسین دیوبندیؒ کے حالات زندگی)

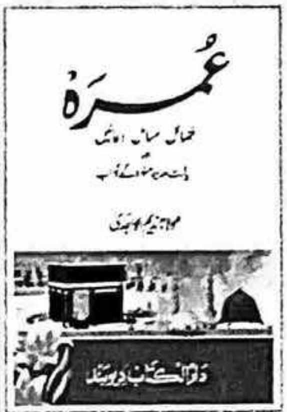
دار الکتاب دیوبند

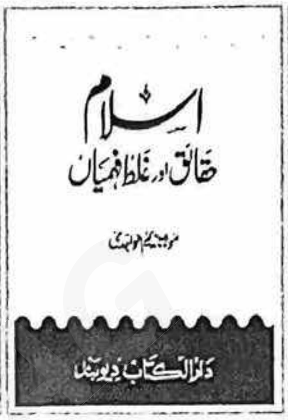


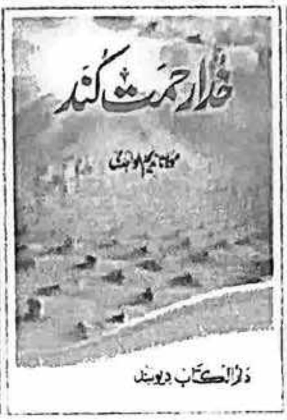


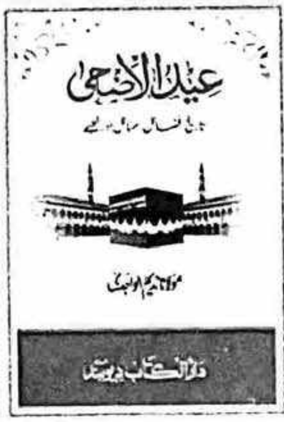






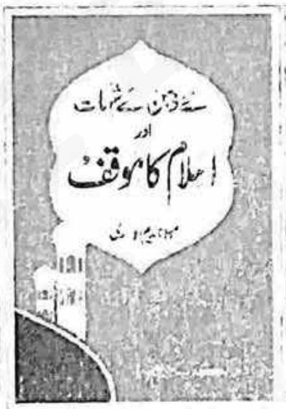














دار الکتاب دیوبند

DARUL KITAB

DEOBAND, DIST. SAHARANPUR, U.P. (INDIA) PIN-247554

Mobile: 9412557658, 9997520332 Phone: 01336-222558

Email : nadimulwajidi@gmail.com